

کتابُ الجهاد

11

تفہیم السنۃ

جہاد کے مسائل

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدِ قِبَالِ كَيْدَانِي

2- شیش محل روڈ - لاہور
فون: 7232808

حدیث پبلیکیشنز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

۱۱

تفہیم السنۃ

کتاب لاجہد

جہاد کے مسائل



ابو حمزہ محمد اقبال کھیلانی

جامعہ ملک سعود، الرياض

شیش محل روڈ
لاہور

حیات پبلیکیشنز

فہرس

صفحہ نمبر	نام ابواب	الاسماء الابواب	نمبر شمار
۵	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	۱
۶۷	نیت کے مسائل	النَّیَّةُ	۲
۷۰	جلا سے پہلے ایمان	الْاِیْمَانُ قَبْلَ الْجِهَادِ	۳
۷۲	جلا قرآن مجید کی روشنی میں	الْجِهَادُ فِی ضَوْءِ الْقُرْآنِ	۴
۸۴	جلا کی فرضیت	فَرَضِیَّةُ الْجِهَادِ	۵
۸۹	جلا کے لئے بیعت	بِیْعَةُ الْجِهَادِ	۶
۹۰	جلا کی فضیلت	فَضْلُ الْجِهَادِ	۷
۱۰۰	ہندوستان کے خلاف جلا کی فضیلت	فَضْلُ الْجِهَادِ فِی عَزْوِ الْهِنْدِ	۸
۱۱	مجاہدین کی فضیلت	فَضْلُ الْمُجَاهِدِیْنَ	۹
۱۰۷	مجاہدین کی مدد کرنے کی فضیلت	فَضْلُ اِعَانَةِ الْمُجَاهِدِیْنَ	۱۰
۱۰۹	شہید کی فضیلت	فَضْلُ الشَّهِیْدِ	۱۱
۱۱۹	اللہ کی راہ میں چہرہ دینے کی فضیلت	فَضْلُ الرِّبَاطِ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ	۱۲

صفحہ نمبر	نام ابواب	الاسماء الابواب	نمبر شمار
۱۲۲	جہاد کی اہمیت	أَهْمِيَّةُ الْجِهَادِ	۱۳
۱۲۲	جہاد کی اقسام	أَنْوَاعُ الْجِهَادِ	۱۴
۱۲۹	جہاد کی تیاری	الْإِعْدَادُ لِلْجِهَادِ	۱۵
۱۳۲	جہاد کے مقاصد	أَهْدَافُ الْجِهَادِ	۱۶
۱۳۵	جہاد کے احکام	أَحْكَامُ الْجِهَادِ	۱۷
۱۳۹	جہاد میں جائز امور	مَا يَجُوزُ فِي الْجِهَادِ	۱۸
۱۳۳	جہاد میں ممنوع امور	الْمَمْنُوعَاتُ فِي الْجِهَادِ	۱۹
۱۳۹	جنگ کے آداب	آدَابُ الْقِتَالِ	۲۰
۱۵۲	غنیمت اور فے کے مسائل	الْغَنِيمَةُ وَالْفَيْءُ	۲۱
۱۵۶	قیدیوں کے مسائل	حُكْمُ الْأَسَارَى	۲۲
۱۶۰	جہاد کے متعلق دعائیں	الْأَدْعِيَةُ فِي الْجِهَادِ	۲۳
۱۶۲	سفر کے آداب	آدَابُ السَّفَرِ	۲۴
۱۶۹	نماز خوف	صَلَاةُ الْخَوْفِ	۲۵
۱۷۲	عورتوں کا جہاد	جِهَادُ النِّسَاءِ	۲۶
۱۷۴	کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں	لَا يَقَالُ فُلَانٌ شَهِيدٌ	۲۷
۱۷۵	متفرق مسائل	مَسَائِلُ مُتَفَرِّقَةٌ	۲۸



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ، اَمَّا بَعْدُ

جہاد کا مادہ ”جہد“ ہے جس کا مطلب ہے کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا۔ یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو ”جہاد فی سبیل اللہ“ کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں سعی اور کوشش کرنا، یعنی دین اسلام کے غلبہ، دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے بھرپور سعی اور کوشش کرنا۔ جہاد کی تین اقسام ہیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہے۔

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ﴾

”یعنی مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔“ (ابوداؤد) مال سے جہاد یہ ہے کہ دین اسلام کے غلبہ، دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت و اشاعت پر اپنا مال خرچ کیا جائے۔ جان سے جہاد یہ ہے کہ زمانہ امن میں اپنے جسم و جان کی تمام صلاحیتیں مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے صرف کر دی جائیں اور زمانہ جنگ میں مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر میدان جنگ میں دشمنان دین سے مقابلہ کیا جائے انہیں قتل کیا جائے اور اپنی جان کا نذرانہ شہادت کی صورت میں اللہ کے حضور پیش کیا جائے۔ جہاد کی اس صورت کے لئے قرآن مجید میں ”قتل فی سبیل اللہ“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں قتل فی سبیل اللہ کو جہاد باسیف بھی کہا جاتا ہے۔ زبان سے جہاد یہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر اپنی زبان سے مسلمانوں کے جذبات ابھارے جائیں اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست کئے جائیں۔

زیر نظر کتاب کا موضوع چونکہ جہاد باسیف یا قتل فی سبیل اللہ ہے لہذا جہاں کہیں بھی جہاد کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد جہاد باسیف یا قتل فی سبیل اللہ ہی ہوگا۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

قرآن و حدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے قرآن مجید کی چند آیات کا

خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے بلندی درجات، مغفرت اور اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۹۶)

۲۔ اللہ کی راہ میں مرنے اور مارنے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۷۴)

۳۔ قتل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائے گا ان کی نصرت فرما کر کفار و مشرکین کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۳-۱۵)

۴۔ قتل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے نہوں بھری جنت میں بہترین اور عمدہ گھروں کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ صف آیت نمبر ۲۳)

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جہاد کی نیت سے چند گھنٹے سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔ (مسلم)

۲۔ گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔ (ابن حبان)

۳۔ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر جہاد کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

۴۔ اللہ کی راہ میں ایک تیر چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

۵۔ قیامت کے روز مجاہدین کے درجات سب سے بلند ہوں گے۔ (مسلم)

۶۔ مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے اسے مسلسل روزے رکھنے، مسلسل قیام کرنے اور مسلسل رکوع و سجود کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (نسائی)

۷۔ مجاہد اور شہید، فرشتوں سے افضل ہیں اور قیامت کے روز بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (حاکم)

۸۔ قیامت کے روز شہید تازہ خون کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا، جس سے محک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔ (بخاری)

۹۔ شہداء کی روحیں دوبارہ دنیا میں آکر شہید ہونے کی تمنا کرتی ہیں۔ (مسلم)

۱۰۔ جنت میں سب سے زیادہ خوبصورت گھر شہداء کے ہوں گے۔ (بخاری)

۱۱۔ شہید قیامت کے روز اپنے اعزہ و اقارب میں سے ستر (۷۰) افراد کی سفارش کر سکے گا۔ (ابن ماجہ)

قرآن و حدیث میں جہاد کی تعلیم طور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی حیات

طیبہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ بات سو فیصد درست نظر آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے یہ الفاظ

مبارک

﴿لَوِ دِدْتُ أَنْ أَقْتُلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْتَسِبُ ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْتَسِبُ ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْتَسِبُ ثُمَّ أَقْتُلُ﴾

”یعنی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم وغیرہ) محض امت کو جہاد کی ترغیب دلانے یا جہاد کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے نہ تھے بلکہ صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت اور حکمت کی بناء پر آپ ﷺ کی یہ خواہش پوری نہیں فرمائی۔

جہاد کے لئے قرآن و حدیث کی تعلیم اور سنت مطہرہ کی ترغیب کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ زندگی سے کہیں زیادہ موت سے محبت کرتے تھے جہاد پر نکلنے کے بعد اپنے بل بچوں میں واپس آنے کی بجائے اپنے اللہ کے پاس پہنچنا زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت عوف بن حارثؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ بندے کی کس بات سے (خوش ہو کر) مسکراتا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس بات سے کہ بندہ خلیٰ جسم (یعنی حفاظتی ہتھیاروں کے بغیر) اپنا ہاتھ دشمن کے اندر ڈبوئے۔“ یہ سن کر حضرت عوفؓ نے اپنے بدن سے زرہ اتار پھینکی اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ خلعت شہوت سے سرفراز ہوئے۔

غزوہ احد کی تیاری ہو رہی تھی قبیلہ بنو سلمہ کے ایک سفید ریش بزرگ حضرت عمرو بن جوح سلمیؓ ایک پاؤں سے لنگڑاتے لنگڑاتے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے چار بیٹے ہیں یہ خود تو جہاد میں شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن مجھے جہاد پر جانے سے روک رہے ہیں۔ خدا کی قسم میں تو لنگڑاتا لنگڑاتا جنت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔“ حضرت عمرو بن جوحؓ جہاد پر بڑھاپے اور ایک ٹانگ سے معذور ہونے کی وجہ سے جہاد پر جانے کے مکلف نہ تھے لیکن رسول اکرم ﷺ ان کے جذبہ جہاد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بیٹوں سے ارشاد فرمایا۔ ”اپنے پاپ کو جہاد پر جانے دو شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہوت نصیب فرملائے۔“ چنانچہ حضرت عمرو بن جوحؓ جہاد پر دعا کرتے ہوئے گھر سے نکلے۔ ”اللہ! مجھے شہوت نصیب فرما اور مجھے ناامید گھر واپس نہ لانا۔“ ایک ٹانگ سے معذور ہونے کے باوجود میدان جنگ میں بڑی بے جگری سے لڑے ساتھ ساتھ یہ فرماتے ”میں تو جنت کا متلاشی ہوں میں تو جنت کا مشتاق ہوں۔“ حضرت عمرو بن جوحؓ کا ایمان صلوات اللہ علیہم اجمعین پر فائز جذبہ کمال بارگاہ رب العزت میں شرف یاب ہوا اور آپ ﷺ لڑتے لڑتے شہوت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

جنگ احد میں جب نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو بہت سے صحابہ کرامؓ حوصلہ ہار بیٹھے حضرت انس بن خضرؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو پوچھا کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ تو شہید کر دیئے گئے ہیں (اب جنگ کس لئے؟) حضرت انسؓ نے فرمایا ”اب تم لوگ زندہ رہ کر کیا کر دو گے؟ اٹھو اور جس چیز پر رسول اکرم ﷺ نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔“ حضرت انس بن خضرؓ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذؓ ملے پوچھا ”انسؓ! کہاں جا رہے ہو؟“ حضرت انسؓ نے جواب دیا ”جنت کی خوشبو کے کیا کہنے، احد پہاڑ کی دوسری طرف سے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔“ آگے بڑھے مشرکین سے دو دو ہاتھ کئے اور راہ حق میں جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جنگ کے بعد حضرت انسؓ کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے اسی (۸۰) سی زیادہ زخم پائے گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن حشؓ ایک جہاد میں شرکت سے پہلے ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے دعائے نئے اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہنے کا عہد کیا۔ پہلے حضرت سعدؓ نے درج ذیل دعا مانگی۔ ”اللہ! کل جو دشمن جو میرے مقابلے میں آئے وہ بڑا ہلوار اور جنگجو ہو“ اللہ تو مجھے اتنی ہمت اور طاقت عطا فرما کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کر دوں۔“ اس دعا پر حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہؓ نے یہ دعا مانگی۔ ”اللہ! کل میرا مقابلہ ایسے دشمن سی ہو جو نہایت طاقتور اور جنگجو ہو مجھے اس کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو، وہ میرے کان، ناک، کٹ ڈالے جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ! یہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں کہوں کہ ”اے اللہ! تیرے لئے اور تیرے رسول ﷺ کے لئے۔“ حضرت عبداللہؓ کی اس دعا پر حضرت سعدؓ نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صحابہ کرامؓ کے دل کی گہرائیوں سے نکل ہوئی دعا قبول فرمائی چنانچہ حضرت سعدؓ نے دوران جنگ ایک نامی گرامی مشرک کو قتل کیا جبکہ حضرت عبداللہؓ نے ابن احنس ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا ان کے کان ناک اور ہونٹ کٹ کر ہار بنایا گیا حضرت سعدؓ نے لاش دیکھی تو بے اختیار پکار اٹھے ”واللہ! عبداللہ کی دعائیری دعاء سے بہتر تھی۔“

جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی تڑپ میں صحابیاتؓ بھی صحابہ کرامؓ سے کسی طرح پیچھے نہ تھیں حضرت خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا پیرانہ سالی کے باوجود جنگ قادیسیہ میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں۔ جنگ سے پہلے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ ولولہ انگیز تقریر کی۔ ”میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اپنی خوشی سے ہجرت کی اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس طرح تم

ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو تمہارا نسب بے عیب اور تمہارا حسب بے داغ ہے خوب سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کارِ ثواب نہیں آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے کل اللہ کی نصرت کی دعاء ملتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا اور جب دیکھو کہ لڑائی کا شور خوب گرم ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو خاص آتش دان میں گھس جانا اور دیوانہ وار تلوار چلانا۔ ہو سکے تو دشمن کے سپہ سالار پر حملہ آور ہونا کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق بنو گے۔ اگلے روز معرکہ کارزار گرم ہوا تو ضعیف العمر خاتون نے اپنے ناتواں ہاتھ بارگاہ الہی میں اٹھادیئے ”اللہی ! میری متاع عزیز یہی تھی جو میں نے تیرے سپرد کر دی ہے۔“ جنگ ختم ہوئی تو اس جری اور حوصلہ مند خاتون نے باری باری اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو پھر اپنے دست ناتواں بارگاہ الہی میں پھیلا دیئے ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے بیٹوں کے قتل سے مشرف کیا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے ان بچوں کے ساتھ سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔“

جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے متعلق ہم نے تاریخ اسلام کے چند واقعات تحریر کئے ہیں ورنہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاد ان کی روزمرہ زندگیوں میں اسی قدر رچ بس چکا تھا کہ ان کے نزدیک جہاد کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور ناممکن اور ادھورا تھا اس کا کچھ اندازہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے جہاد پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے ایک ساتھی حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو لکھوائے۔

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ أَبْصَرْتَنَا لَعَلِمْتَ أَنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلَعَبٌ
مَنْ كَانَ يَخْضِبُ حَدَّةً بِدُمُوعِهِ فَنَحْوَرْنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ
رِيحُ الْعَيْبِرِ لَكُمْ وَنَحْنُ عَيْبِرُنَا دَهْجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارُ الْأَطْيَبُ

(ابن کثیر)

ترجمہ ”اے حرم مکہ اور حرم مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے، اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہالیتے ہیں تمہارے لئے ”اگر“ کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کے ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ عیاری ”اگر“ کی خوشبو ہے۔

ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۰ ہجری تا ۱۹۳ ہجری) نے ایک مرتبہ عظیم محدث ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ”میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں“ (مسلم) حدیث سن کر ہارون رشید اتنا رویا کہ بچی بندھ گئی اور اس کے بعد اس نے ساری زندگی کے لئے معمول بنا لیا کہ ایک سال حج کے لئے جاتا اور ایک سال جہاد میں شریک ہوتا۔^(۱)

قرآن و حدیث کی تعلیمات حیات طیبہ کی ترغیبات اور قرون اولیٰ کی پاکباز ہستیوں کے طرز عمل نے مسلمانوں کے اندر جہاد اور شہادت کا وہ جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا ہے کہ ہر زمانے میں مجاہدین کے محیر العقول کارنامے کبھی دنیا کے اس خطے میں کبھی دنیا کے اس خطے میں بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک میں تحریک شہیدین انیسویں صدی میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی ولولہ انگیز اور ایمان پرور تحریک تھی جس نے قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کر دیں۔

۱۸۱۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی تاجروں کے بھیس میں برصغیر ہند میں وارد ہوئی اور آتے ہی برصغیر پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے عیارانہ چالوں اور مکارانہ سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔ ۱۸۱۸ء تک ہندوستان کی تینوں اہم بندرگاہوں کلکتہ، بمبئی اور مدراس پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا قبضہ جمالیا۔ ہندوستان پر انگریزوں کے پھیلنے ہوئے منحوس سپاؤں کو ہندوستان کی دو عقبی شخصیتوں نے بھانپ لیا اولاً بنگال کے حکمران سراج الدولہ نے ٹائپامیسور کے حاکم حیدر علی نے، سراج الدولہ کو ۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی میں شکست دے کر انگریزوں نے سارے ہندوستان پر اپنے تسلط کا راستہ ہموار کر لیا۔ ۱۷۹۹ء میں سرگاچم کے مقام پر حیدر علی کے بیٹے شجاعت اور بسالت کے پیکر سلطان ٹیپو کو شہید کیا گیا تو انگریز جنرل نے سلطان کی نعش پر کھڑے ہو کر بڑی مسرت سے یہ الفاظ کہے ”آج کے بعد ہندوستان ہمارا ہے۔“^(۲) چنانچہ ۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندہ نے پلو شاہ سے ملکی انتظام کا پروردانہ بزور

۱۔ تاریخ اسلام از شاہ معین الدین حصہ سوم ص ۳۶

۲۔ تاریخ ندوۃ العلماء از مولوی محمد اسحاق جلیس رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول ص ۳۳

لکھوا کر اعلان کروا "خلق خدا کی" ملک بلو شاہ سلامت کا، حکم کہتی بہار کا" یہ صورت حل دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کروا جس کے نتیجے میں ۱۸۲۶ء میں تحریک شہیدین کا آغاز ہوا جس کا انجام ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بلاکوٹ میں ہوئے ہوئے علماء، فضلاء اور مشائخ کی شہادت کی صورت میں نکلا بظاہر ناکامی کے باوجود سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی لگائی ہوئی آگ پورے برصغیر میں سنگ رہی تھی چنانچہ ۱۸۵۷ء کی ایک صبح جب انگریزوں نے سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کر کے بہار شاہ ظفر کو جلا وطن کروا، علماء، فضلاء اور مشائخ انگریزوں کی بربریت کا نشانہ بنے، جا بجا پھانسیاں گاڑی گئیں تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سگائی ہوئی آگ پورے ہندوستان میں "تحریک آزادی" کی شکل میں بھڑک اٹھی، تحریک آزادی کا سفر شروع ہوا تو اس میں ہندو بھی شریک تھے لیکن قائدانہ کردار مسلمانوں کا ہی تھا جو اس تحریک میں جلاونی سمیل اللہ کے جذبہ سے کام کر رہے تھے۔ خصوصاً تحریک شہیدین کے فیض یافتگان کا کردار بڑا سرفروشانہ تھا۔ تحریک آزادی ناکام ہوئی تو انگریزوں نے ہندوستان پر تلوار سامراجی مسلط قائم رکھنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے۔ اولاً جلا جوا کہ مسلمانوں کے لئے جسم میں خون کی حیثیت رکھتا تھا کا تصور ختم کرنے کے لئے اپنے قدیم وفادار خاندان کے "گل سرسبد" مرزا غلام احمد قادیانی کی آبیاری کی گئی (اس کا مفصل ذکر آگے آئے گا) چنانچہ مسلمانوں کو ان کے قائدانہ کردار کی سزا دینے کے لئے زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رکھنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ کلیدی عہدوں سے انہیں ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا گیا ان پر ہر طرح سے معاش کے دواوڑے بند کر دیئے گئے ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں ان اوقاف اور جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا جن سے ان کے مدارس چلتے تھے مجاہدین پر مقدمات قائم کر کے ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ دیئے گئے انہیں طرح طرح سے ذلیل اور رسوا کیا گیا۔ (۱) تاکہ آئندہ کوئی شخص آزادی کا خواب تک دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے ان مظالم کی تفصیلات بڑی لڑزہ خیز اور روح فرسا ہیں۔ کتب ہذا کے ضمیمہ میں ان مظالم کی چند جھلکیاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

انگریزوں نے جن علماء، فضلاء اور مجاہدین پر مقدمے قائم کئے ان کی روداد بڑی ایمان پرور بھی ہے اور روح فرسا بھی۔ پانچ مقدمہ ہائے سازش ان سب میں سے زیادہ مشہور ہیں۔ مقدمہ سازش اہلبہ ۱۸۲۳ء، مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۲۵ء، مقدمہ سازش راجہ محل ۱۸۷۰ء، مقدمہ سازش مالوہ

۱۔ انگریزوں نے سلطان نیپو کی توہین اور ہجرت کرنے کے لئے اپنے کتوں کے نام "نیپ نیپ" رکھے جس کی دیکھا دیکھی سی صاحب بہاروں نے بھی اپنے کتوں کے نام نیپ نیپ رکھے شروع کر دیئے سلطان نیپو کے جری اور بہار وزیر جنگ نے "فانسان" کہا جاتا تھا، کا لفظ انگریزوں نے اپنے ہارنیوں کے لئے استعمال کیا اور بوقت شہادت سلطان نیپو نے جو وردی پن رکھی تھی اس طرز کے کپڑے اپنے اردیوں کو پہنائے۔

۱۸۷۰ء 'مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۷۱ء - ہم ان میں سے صرف ایک مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۳ء کی روداد کے بعض حصے یہاں پیش کر رہے ہیں^(۱)

۱۲ دسمبر ۱۸۶۳ء کو مولوی محمد جعفر تھانویؒ جو کہ اپنے علاقہ کے نمبردار تھے، اپنے چار ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر انبالہ جیل میں پہنچے۔ دو ماہ بعد مولانا سحبی علی صادق پوری (امیر مجاہدین) اپنے تین ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر اسی جیل میں آئے تفتیش شروع ہوئی تو پولیس کیمپن پارسن، ڈی آئی جی پولیس میجر بمفیڈ اور ڈی سی انبالہ کپتان ٹائی نے مولوی محمد جعفرؒ سے پوچھا "سازش کی تفصیل بتاؤ۔" مولوی صاحب کا ایک ہی جواب تھا "مجھے علم نہیں" اس پر کپتان پارسن آپے سے باہر ہو گیا یونہی وار مولوی صاحب پر بہد برسائے لگا ہر ضرب اتنی شدید تھی کی ہاتھی پر پڑتی تو وہ بھی بلبلا اٹھتا مگر مولوی صاحب ضرب پر ضرب سستے رہے پشت، بازوؤں اور ٹانگوں سے خون رسنے لگا لیکن ان کے منہ سے اب تک نہ نکلی اس حیرت انگیز قوت برداشت سے پارسن باؤلا ہو گیا جوش جنوں میں پینٹا اور چنگھاڑتا رہا مولوی صاحب مار کھاتے کھاتے زمین پر گر پڑے مولوی صاحب زمین پر پڑے پڑے مار کھا رہے تھے اور چپ تھے کپتان مارتے مارتے تھک گیا اس کی طاقت جواب دے گئی مگر مولوی صاحب سے ایک لفظ نہ نکلا سکا پارسن مایوس ہو کر باہر نکلا۔ داروغہ نے کوشش کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا اور پولیس کپتان، ڈی آئی جی اور ڈی سی تینوں اپنی ٹاکامی پر تلملاتے بھناتے واپس چلے گئے مولوی صاحب کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ اب انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے مولوی صاحب کے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے وہ رکھنے شروع کر دیئے۔

اگلے روز پارسن پھر آدھکا اور مشق ستم شروع کر دی کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب کو ڈی سی کے بنگلہ پر لے گیا وہاں ڈی سی کے علاوہ ڈی آئی جی بھی موجود تھا ڈی سی کہنے لگا "مولوی تم بڑے سمجھدار آدمی ہو اپنے علاقہ کی ممتاز شخصیت ہو ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں اگر جہاد میں شریک دوسرے لوگوں کے متعلق بتاؤ تو ہم تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور اعلیٰ منصب بھی دیں گے۔" مولوی صاحب نے بلا تامل یہ پیش کش ٹھکرا دی اور اپنا وہی موقف دہرایا "مجھے معلوم نہیں" پارسن مولوی صاحب کو بنگلے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا جہاں پولیس کے چار پانچ نوجوان منتظر بیٹھے تھے۔ پارسن کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخا "اسے پکڑو....." وہ خون خوار بھیرلوں کی طرح جھپٹے اور مولوی صاحب کو اونڈھے منہ فرش پر دے ٹپکا اور اس بے رحمی سے پینٹا شروع کیا کہ خدا کی پناہ۔

۱- مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" از مسعود عالم ندویؒ "جب ایمان کی ہمارا آئی" از میاں ابوالحسن علی ندوی اور "سید بادشاہ کا قاتل" از آبادشاہ پوری

کمرے کے درودیوار لرزاٹھے، مار مار کر تھک جاتے تو سانس لیتے، رکتے اور تازہ دم ہو کر مولوی صاحب کو لتروں، لاتوں اور بیدوں سے دھکنے لگتے سارا دن اسی وحشیانہ مار پیٹ میں گزر گیا مولوی صاحب کی زبان پر مسلسل یہ دعا جاری تھی ”اللہی یہ وقت امتحان ہے مجھے اس میں ثابت قدم رکھ“ مار پیٹ نے زبان خشک کر دی حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔ کئی بار نیم غشی کی حالت طاری ہوئی اس کے باوجود فولاد کی طرح سخت اور ناقابل شکست تھے صبح کے آٹھ بجے سے رات کے آٹھ بج گئے اور مار پیٹ جاری رہی انگریز افسروں نے یاس ہو کر جیل پہنچا دیا بنگلے سے باہر نکلے تو درخت کے پتوں سے روزہ افطار کیا سارا جسم زخموں سے چور تھا مگر مرد حق کا سراب بھی بلند تھا انگریز مولوی صاحب کو سرنگوں کرنے میں ناکام رہے تھے۔

اپریل ۱۸۶۳ء میں گیارہ ”بحرمان عشق“ کی پہلی بار مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی ہوئی جن میں مولوی محمد جعفر اور امیر مجاہدین مولانا بیگنی علی صلوق پوری اور باقی نو ان کے جانثار رفقاء تھے پیشی کے دوران نماز ظہر کا وقت آیا تو مولوی محمد جعفر نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی، مجسٹریٹ ہلوار فرمانے لگے ”تم لوگوں کے لئے مقدمہ ملتوی نہیں کیا جاسکتا۔“ یہ جواب سن کر سارے بلاکشان اسلام عدالت کے اندر ہی زمین پر تیمم کر کے مولانا بیگنی علی کی امامت میں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ارد گرد پولیس اور فوج کے دو سو مسلح جوان بندوقیں اور سنگینیں تانے منتظر حکم کھڑے تھے تین دن ان ”بحرموں“ نے ایسے ہی فرض عشق ادا کیا جو تھے روز مجسٹریٹ نے ایک ایک آدمی کو تین تین محافظوں کی حفاظت میں عدالت سے باہر جا کر نماز پڑھنے کی اجازتی دے دی۔ ۲ مئی ۱۸۶۳ء فیصلہ کا دن تھا۔ طزم ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے عدالت میں لائے گئے۔ عدالت کے جج ہربرٹ ایڈورڈز نے نفرت بھری نظر طزموں پر ڈالی اور فیصلہ سنایا ”بیگنی علی ولد الہی بخش، محمد جعفر ولد میاں جیون اور محمد شفیع ولد محمد تقی کو سزائے موت مع ضبطی جائیداد دی جاتی ہے۔ پھانسی کے بعد ان کی لاشیں گورستان جیل میں دفن کی جائیں۔“

مولانا بیگنی علی کا نورانی چہرہ فیصلہ سن کر کچھ اور بھی روشن ہو گیا سارے مقدمے کے دوران آیات قرآنی زبان پر رہیں فرمانے لگے اگر ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس سزا (شہادت) سے ہوئی ہے۔ جج نے مولوی جعفر صاحب کو نفرت آمیز نگاہوں سے مخاطب کر کے کہا ”میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا تم نے اپنی ساری ذہانت اور لیاقت سرکار کے خلاف استعمال کی ہے۔“ مولوی صاحب نے بڑے سکون سے جواب دیا ”جان لیٹا اور دینا اللہ کا کام ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے تمہیں ہلاک کر دے۔“ مولوی صاحب کی بات الہامی

ثابت ہوئی چند دن بعد جج ناگمانی موت کا شکار ہو گیا۔ مقدمہ کے باقی آٹھ ملزموں کو جس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی جائیداد کی سزا دی گئی۔ پھانسی پانے والے تینوں مردان حق کے بارے میں انگریزوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ لوگ پھانسی کی سزا پانے پر بہت خوش ہیں چنانچہ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف جوڈیشل کمشنر کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی۔ ۱۶ دسمبر ۱۸۶۳ء کو ڈپٹی کمشنر انبالہ نے پھانسی گھروں میں جا کر جوڈیشل کمشنر کا حکم سنایا کہ تم لوگ پھانسی پانے کو بہت محبوب رکھتے ہو اس لئے سرکار تمہیں تمہاری دل چاہتی سزا نہیں دے گی اس نے تمہاری سزائے موت، جس دوام بہ عبور دریائے شور سے بدل دی ہے۔ جیل خانہ کے دستور کے مطابق تینوں قیدیوں کے سر اور داڑھی کے بال موٹہ دیئے گئے۔ مولانا یحییٰ علی صاحبی بار بار کہتی ہوئی داڑھی کے بال اٹھا کر فرماتے ”افسوس نہ کر تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کی راہ میں کٹی گئی“ مولانا یحییٰ علی صاحبی صلیق پوری اور ان کے رفقاء کرام ایک جیل سے دوسری جیل منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ دسمبر ۱۸۶۵ء میں جوائز انڈیمان (کلاپانی) پہنچا دیئے گئے۔ مولانا یحییٰ علی صادق پوری صاحبی کلاپانی میں ہی ۳ فروری ۱۸۶۸ء کو اپنے مالک حقیقی کے حضور پہنچ گئے جبکہ مولوی محمد جعفر تھالیسری صاحبی ۱۸ سال قید با مشقت کٹنے کے بعد ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو رہا ہو کر ہندوستان پہنچے اور اس مقدمہ کی روداد ابتلا ”تواریخ عجیب“ (معروف بہ کلا پانی) کے نام سے رقم کی۔

انگریزوں کے قائم کردہ باقی مقدمات بغلوت کی روداد اپنی اپنی جگہ ایک الگ داستان استقامت و عزیمت ہے اللہ پر توکل کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی سیرت، کردار، قربانی، ایثار، تقویٰ اور خلوص کے واقعات پڑھنے کے بعد انسان سوچنے لگتا ہے کہ یہ واقعات واقعی زندہ حقیقت ہیں یا افسانے ہیں یہ لوگ ہم جیسے گوشت پوست کے انسان تھے یا کوئی دوسری پر اسرار مخلوق تھے۔ اندلس کے میدان میں طارق بن زیاد صاحبی کی دعاء کو شاعر مشرق علامہ اقبال صاحبی نے اشعار کی خوبصورت زبان عطا کی ہے وہ ایسے ہی عظیم انسانوں کے لئے تھی۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رلی
حق و باطل کی کش مکش میں حق کا یہ کردار جو کبھی سعد بن ابی وقاص صاحبی اور کبھی خالد بن ولید
صاحبی کا مقدر بنا، کبھی محمد بن قاسم صاحبی اور کبھی طارق بن زیاد صاحبی نے ادا کیا کبھی سلطان محمود غزنوی
صاحبی اور کبھی الپ ارسلان صاحبی کے نام سے یہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر بنا کبھی نور الدین زنگی صاحبی اور
کبھی صلاح الدین ایوبی صاحبی کے نام سے سامنے آیا، کبھی اورنگ زیب عالمگیر صاحبی اور کبھی سید احمد شہید

ﷺ کے نام سے باطل سے برسریکار ہوا، یہ سب ایک ہی کردار کے مختلف نام ہیں جو ازل سے زندہ ہے اور اب تک زندہ رہے گا خواہ دشمنان دین اسے مٹانے اور ختم کرنے کے کتنے ہی جتن کرتے رہیں

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

”کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔“ (سورہ صف آیت نمبر ۸)

جملہ..... ایمان اور نفاق کے درمیان خط امتیاز

ایمان اور نفاق دو الگ الگ اور متضاد راستے ہیں اگرچہ بظاہر دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اہل ایمان بھی کلمہ گو، منافق بھی کلمہ گو، اہل ایمان بھی نمازی اور روزہ دار، منافق بھی نمازی اور روزہ دار، لیکن جو چیز کھڑے اور کھوٹے کو، سچ اور جھوٹ کو، ایمان اور نفاق کو ایک دوسرے سے الگ کرنے والی ہے وہ صرف جملہ ہی ہے میدان جنگ میں پہنچ کر اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنا، جملونی سبیل اللہ کا آخری مرحلہ ہے، لیکن اس آخری مرحلہ سے قبل کتنے ہی ایسے مراحل ہیں جن میں انسان کے ایمان کی ایک بار نہیں بلکہ سو سو بار آزمائش ہوتی ہے۔ والدین کی محبت، اولاد کی محبت، بیوی کی محبت، اعزہ اقارب کی محبت، مل دوست کی محبت، کاروبار کی محبت اور پر آسائش یا آرام وہ گھر کی محبت، زندگی کی محبت۔ جو شخص محبت کی ان ساری زنجیروں کو توڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار ہوتا ہے، وہی میدان جنگ تک پہنچ پاتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عمد نبوی ﷺ میں وہی لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز روزہ کرتے تھے اللہ کی راہ میں سردھڑ کی بازی لگانے کا حکم نازل ہوا، تو ان پر موت کا عالم طاری ہو گیا۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی دلی کیفیت

یوں واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

﴿فَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ لَفِيَ قُلُوبُهُمْ مَرَضٌ يُنظَرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَفْسُخِ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾

”جب ایک پختہ سورت نازل کردی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔“ (سورہ محمد آیت نمبر ۲۰)

غزوہ احد جو کہ قتل اور خون ریزی کے اعتبار سے سب سے بڑا معرکہ تھا، میں اس حقیقت کا عملی مظاہر اس وقت ہوا جب رسول اکرم ﷺ مدینہ طیبہ سے ایک ہزار افرو کا لشکر لے کر نکلے جب

آپ ﷺ میدان جنگ کے قریب مقام ”شوط“ پر پہنچے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں (ایک تہائی لشکر) کو لے کر الگ ہو گیا۔ بلکہ یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنے کی میری تجویز مسترد کر دی ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ منافق جملہ سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف صادق الایمان لوگوں کا حال یہ تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے قبل مشاورت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ عہد کیا کہ ”اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتب نازل کی ہے میں کوئی غذا نہ چکھوں گا یہاں تک کہ مدینہ کے باہر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کر لوں۔“ چنانچہ میدان جنگ میں بھلوری اور جرات کے جوہر دکھاتے ہوئے غلغلت شہادت سے سرفراز ہوئے اور سید الشہداء کا خطاب پایا۔ بعض صحابہ کرامؓ جو بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے انہوں نے مشاورت کے موقع پر عرض کیا۔ ”اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم تو اس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اب اللہ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے تو پھر آپ دشمن کے مد مقابل تشریف لے چلیں دشمن یہ نہ سمجھے کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔“

غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی وجہ سے غزوہ احد جیسا خونیں معرکہ تو برپا نہ ہو سکا لیکن یہ سلسلہ حقیقت ہے کہ جس طرح پورے عرب کی اسلام دشمن قوتیں یک جان ہو کر ریاست مدینہ پر آن حملہ آور ہوئیں اگر غزوہ احزاب میں وہی دوبدو لڑائی کی صورت حال پیش آجاتی تو اس قدر خون ریزی ہوتی کہ کشتوں کے پٹھے لگ جاتے اس نازک صورت حال کی تصویر کشی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کی ہے۔

﴿وَإِذَا زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُونَا ۝﴾

”اس وقت جب خوف کے مارے آنکھیں پھرا گئیں کلیجے منہ کو آگئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۰)

اس غزوہ نے بھی دونوں فریقوں کے ایمان کی اصل حقیقت کھول کر رکھ دی منافقین نے جنگ

کی خطرناک صورت حال دیکھ کر کہنا شروع کر دیا

﴿مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُوزًا ۝﴾

”اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے (قیصر و کسری کے) جو وعدے کئے تھے وہ سب دھوکہ اور

قریب تھے۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۲)

اور میدان جنگ میں یہ کہہ کر نبی اکرم ﷺ سے رخصت لینا شروع کر دی

﴿ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ﴾ ”مدینہ میں ہمارے گھر تو (مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو قریظہ کی غداری کی وجہ سے) خطرے میں ہیں۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳) اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں منافقین کے اس فرار پر یوں تبصرہ فرمایا

﴿ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ إِنْ فُورْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا تُمْشُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾

”اے نبی ﷺ ان سے کو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی نفع بخش نہیں ہوگا اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۱) منافقین کے اس طرز عمل کے مقابلہ میں سچے مومنین کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں نے جب کفار کے ٹڈی دل لشکر چاروں طرف سے آتے دیکھے تو ان کے دل بھی کلاپ اٹھے۔ علیؑ خوف کے مارے منہ کو آگئے اور قرآن مجید کے الفاظ میں وَرَازُوا زُرُوعًا شَدِيدًا ○ یعنی اہل ایمان اس موقع پر بری طرح ہلا ڈالے گئے۔ لیکن اس ساری پر خطر صورت حال پر اہل ایمان کا رد عمل بالکل مختلف تھا انہوں نے کہا

﴿ هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴾

”یہ (آزمائش کی گھڑی تو) وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا (کہ ایمان لانے کے بعد شدید آزمائشیں اور مصیبتیں تم پر آئیں گی جن کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی تمہیں غلبہ نصیب ہوگا) اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم و رضا کو اور زیادہ بڑھلایا۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۲) چنانچہ اہل ایمان کے اس جذبہ صادقہ کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تحسین فرمائی

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا ○ ﴾

”ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے اور انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۳)

غزوہ تبوک بعض وجوہات کی بناء پر غزوہ احد اور غزوہ احزاب دونوں سے زیادہ سخت آزمائش کا موقع تھا اولاً مسلمانوں کا مقابلہ آدمی دنیا پر پھیلی ہوئی وقت کی سب سے بڑی عسکری اور ملوی قوت سے تھا۔ چنانچہ شدید گرمی کا زمانہ تھا سڑھیل اور پر خطر تھا مالاً معاشی لحاظ سے ملک کے

اندر قحط اور عسرت کا دور دورہ تھا جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ رابعائے سال کی فصلیں کٹنے کے لئے تیار تھیں، جہاد پر روانگی کا مطلب سالانہ پیداوار کے ایک بڑے حصہ کا خسارہ برداشت کرنا تھا چنانچہ اس غزوہ نے بھی منافقین اور مومنین کو چھانٹ چھانٹ کر الگ کر دیا۔ منافق رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور مختلف جیلوں بہانوں سے رخصت چاہتے۔ رسول اکرم ﷺ انہیں بلا تامل رخصت عنایت فرمادیتے ایک منافق جد بن قیس نے حاضر ہو کر عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک حسن پرست آدمی ہوں، ڈر تاہوں کہیں رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جاؤں لہذا مجھے رخصت دے دیں۔“ رسول اکرم ﷺ نے تو رخصت دے دی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی منافقانہ بہانہ سازی کا پل کھول دیا

﴿أَلَا فِي النَّفْسِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾

”سنو، یہ لوگ (جہاد میں شرکت نہ کر کے) فتنے میں تو پڑ ہی گئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں (یعنی منافقوں) کو گھیر رکھا ہے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۹) بعض منافقوں نے گرمی کا بہانہ بنایا جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا

﴿قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ﴾

”اے نبی! ان سے کہو جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۸۱) بعض منافقوں نے طویل سفر کی صعوبتوں اور تکلیفوں کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا

﴿يُهَلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾

”یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۲) بعض منافقوں نے مومنین کے انفاق فی سبیل اللہ کا مذاق اور تمسخر اڑایا جو زیادہ مال لے کر آتا اس پر ریاکاری کی پھبتی کسی جاتی اور جو کم مال لاتا اس کا یوں مذاق اڑایا جاتا کہ اس فنڈ کے ذریعے روم کے عظیم قلعے فتح کئے جائیں گے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اس مذاق اور تمسخر کے جواب میں صرف ایک بات ارشاد فرمائی

﴿سَخَّرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”اللہ مذاق اڑانے والوں کو (دنیا میں ذلیل اور رسوا کر کے) ان کا مذاق اڑاتا ہے اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۹)

اب ایک نظر اس جنگ میں صادق الایمان مسلمانوں کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو، اعلان جہلو ہوتے ہی سب مسلمانوں نے بلا تامل تیاری شروع کر دی جن لوگوں کے پاس زاد سفر نہیں تھا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے بھی کوئی سواری کا بندوبست کر دیا جائے، لیکن رسول اکرم ﷺ کی طرف سے سلمان سفر مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان جسرت و یائس سے آنسو بہاتے واپس آجاتے قرآن مجید نے ان لوگوں کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا

﴿ إِذَا مَا أَنُوكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا إِيَّاهُ يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُونَ ﴾

”وہ لوگ جنہوں نے خود اگر درخواست کی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا کی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریاں مہیا نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس چلے گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا ہوا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہلو ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۹۳) پھر جب رسول اکرم ﷺ نے جہلو کے لئے فئذ کا اعلان فرمایا، تو مخلص اور سچے مسلمانوں نے قحط سالی اور عسرت کے باوجود ایسی ایسی تلوار مثلیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو نیا جذبہ اور ولولہ مہیا کرتی رہیں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کی ہر چیز نصف نصف کر لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر ۱۰۰ اونٹ ۱۰۰ گھوڑے ۲۰ گلو چاندی اور ۵۶۵۰ گلو سونا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ۲۹۶۵۰ گلو چاندی اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ۳۳۶۵۰ ہزار گلو گھوڑیں لے کر حاضر ہوئے۔ خواتین نے اپنے زیور اتار کر دے دیئے۔ ایک انصاری حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر کنواں چلا کر ۴ گلو چھوہارے اجرت حاصل کی، دو گلو بل بچوں کے لئے اور ۲ گلو جہلو فئذ کے لئے لے آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مخلص جانثار صحابی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حکم دیا ”ان چھوہاروں کو سارے مال کے اوپر بکھیر دو“ یوں اس موقع پر بھی دونوں کرداروں کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر مخلص مومنین اور منافقین کے علاوہ ایک تیسرے کردار کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو تھے تو سچے اور مخلص مومن لیکن محض بشری کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں تین حضرات (کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، بلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ نے ان حضرات سے جہلو میں عدم شرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو سچ سچ بتادیا کہ کسی عذر کے بغیر کوتاہی ہوئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے

تمام صحابہ کرامؓ کو ان کے بایکٹ کا حکم دے دیا۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ زبانی حکم تینوں حضرات کے لئے ایک ایسی قید تثنائی ثابت ہوئی کہ جیسے شہر مدینہ کے زمین و آسمان ہی بدل گئے ہوں چالیس روز کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جاؤ اس حکم پر بھی برضا و رغبت عمل کیا گیا۔ پچاسویں روز آسمانوں سے قبولیت توبہ کا مژدہ جان فزا نازل ہوا تو چہرے خوشی سے دک اٹھے، مبارک سلامت کی آوازوں سے مدینہ منورہ کے گلی کو پچے گونج اٹھے، قبولیت توبہ کی خوشی میں صدقات دیئے گئے۔

غزوہ تبوک کے اس تیسرے کردار پر غور کرنے سے جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاد کے موقع پر اگر کوئی شخص نیک نیتی سے بھی سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل گرفت ہے خواہ اس سے پہلے وہ خدمت دین کے کتنے بڑے بڑے کارنامے کیوں نہ سرانجام دے چکا ہو۔

غزوہ احد، غزوہ اتراب اور غزوہ تبوک کے حالات پر نظر ڈالنے سے باہمی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایمان کو جانچنے کی کوئی صرف جہاد ہی ہے۔ جہاد کے موقع پر اللہ کی راہ میں تن من دھن قربان کر دینا خالص ایمان کی علامت اور جہاد سے جی چرانا واضح طور پر نفاق کی علامت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ ”جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔“ (مسلم) لہذا ہم سب کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ جہاد کے حوالے سے ہم ایمان کے کس درجہ پر فائز ہیں؟

جہاد..... دنیا میں عزت اور عظمت کا واحد راستہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاد آخرت میں جہاد کے اجر عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں دنیا میں اس سے حاصل ہونے والے ثمرات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ بِأَذْيَابِهِمْ وَيُخْزِيهِمْ وَيُنْصُرْكُمْ وَيُغْنِبْ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غِيظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَيَّ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ٥٠ ﴾

”ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانتا ہے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۳-۱۵)

سورہ توبہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے پانچ دنیاوی فوائد کا ذکر فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں

۱۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو سزا دلوائے گا۔ ۲۔ مسلمانوں کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔ ۳۔ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب کرے گا۔ ۴۔ کفار و مشرکین کے انجام بد کی وجہ سے مسلمانوں کو سکون اور راحت پہنچائے گا۔ ۵۔ بعض کافروں اور مشرکوں کو جہاد کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

عہد نبوی ﷺ کے سب سے پہلے جہاد غزوہ بدر کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنگ سے پہلے مسلمانوں کی جو حالت بتائی وہ یہ تھی۔

﴿وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَخطفِكُمْ النَّاسُ﴾

”(اے مسلمانوں!) یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔“ یعنی جنگ سے پہلے مسلمان بے بس، بے زور اور ستم رسیدہ تھے کفار و مشرکین کے جبر و تشدد کا شکار تھے حتیٰ کہ انہیں ڈر تھا کہ کفار ہمیں ملیامیٹ ہی نہ کریں۔ جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿فَأَوَّكِمْنَا وَآيَّدْنَاهُمْ بِبَنصُرِهِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

”(جنگ کے بعد) تمہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں پاکیزہ رزق مہیا فرمایا تاکہ تم شکر گزار بنو۔“ یعنی جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا، عزت اور عظمت عطا فرمائی، سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے مستحکم کر دیا۔ (ملاحظہ ہو سورہ انفال آیت نمبر ۲۶)

عہد نبوی ﷺ کے غزوات کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی عزت، عظمت اور سر بلندی کے گراف میں کمی بیشی کا تمام تر انحصار جہاد کے نتائج پر رہا ہے۔ غزوہ احد کے بعد یہ گراف کچھ مدت کے لئے نیچا ہوا لیکن اس کے بعد پیش آنے والے غزوات۔ احزاب، خیبر، موتہ، مکہ و حنین وغیرہ کے بعد یہ گراف بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا، یہ جہاد ہی کے ثمرات تھے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی کہ زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم بزرور ملیامیٹ کر دی گئیں۔ بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک صاف کر دیا گیا، پورے عالم عرب میں مراکز شرک ختم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے دستے روانہ فرمائے۔ یہ جہاد ہی کا نتیجہ تھا کہ سقوط مکہ کے بعد پورے عالم عرب کے قبائل و فود کی شکل میں از خود حاضر خدمت ہو کر دائرہ اسلام میں

شامل ہونا شروع ہو گئے۔ جلا کے ذریعہ حاصل ہونے والی عظمت، شان و شوکت اور سر بلندی کا یہ نقطہ عروج تھا کہ آدمی دنیا پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی فوجی قوت..... روم..... جس نے ابھی ابھی اپنی مد مقابل عظیم قوت ایران کو شکست دی تھی، تبوک میں مسلمانوں کے مد مقابل آنے کی جرات نہ کر سکی اور رسول اکرم ﷺ تبوک میں بیس یوم انتظار کرنے کے بعد ساری دنیا سے اپنی طاقت اور قوت کا لوہا منوا کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

رسول اکرم ﷺ ۱۱ جمادی الثانی (۶۳۲ء) میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ عہد صدیقی (۶۳۲ء تا ۶۳۴ء) میں نہ صرف عراق اور حیرہ جلا کے ذریعہ سرگنوں ہوئے بلکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مدعیان نبوت کی سرکوبی اور فتنہ ارتداد کا استیصال بھی جلا ہی کے ذریعے ممکن ہوا۔ جلا ہی کے نتیجے میں ۶۳۵ء میں دمشق، ۶۳۶ء میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ۶۳۸ء میں پورے ملک شام پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ایران میں فتوحات کی ابتداء عہد فاروقی رضی اللہ عنہ (۶۳۴ء تا ۶۳۵ء) میں ہوئی، ۶۳۴ء تک قادیسیہ، مدائن، جلولاء، حلوان، خوزستان، اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، آذربائیجان، آرمینیا، کرمان اور خراسان سب کے سب مفتوح ہو گئے۔ ۶۴۱ء میں مصر اور ۶۴۲ء میں تیونس فتح ہوا، ۶۵۵ء میں جزائر یونان اور قبرص فتح ہوئے۔ ۶۷۰ء میں قیروان (تیونس کا شہر) فتح ہوا۔ ۶۷۳ء میں بخارا اور ۶۷۵ء میں سمرقند اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ ۶۹۳ء میں ساحل اطلس (اوقیانوس) اسلامی سلطنت کا حصہ بنا، ۷۰۰ء میں اسلامی فوجوں نے ایشیائے کوچک پر قبضہ کیا۔ ۷۱۱ء میں جنرل محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ نے کراچی سے ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی سال یعنی ۷۱۱ء میں جنرل طارق بن زیاد رضی اللہ عنہما جبرالٹر (سپین) پر اترے اور سپین کے علاوہ آدھا فرانس بھی سرگنوں ہو گیا۔ ۸۰۹ء میں کارسیکا اور ۸۱۰ء میں جزیرہ سارڈینیا ۸۲۳ء میں کرٹ ۸۲۷ء میں سسلی ۸۳۶ء میں جنوبی اٹلی اور ۸۷۰ء میں مانٹا مسخر ہوا۔ اندازہ فرمائیے کہ جلا کی برکت سے صرف دو سو سال کے عرصہ میں بحیرہ اسود سے لے کر ملتان تک اور سمرقند سے لے کر فرانس تک تقریباً نوے (۹۰) لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرانے لگا اور مسلمان دیکھتے دیکھتے دنیا کی عظیم الشان سیاسی تہذیبی اور تمدنی قوت بن گئے۔ جذبہ جلا سے سرشار اور پے در پے فتوحات کا یہی وہ سنرا دور تھا جس سے متاثر ہو کر علامہ اقبال رضی اللہ عنہ نے ”ترانہ ملی“ کے یہ شعر لکھے۔

بیخوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
مغرب کی دلوپوں میں گونجی ازاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مسلمانوں کی عظمت جلال اور شان و شوکت کے اس دور مسعود میں مسلمانوں کی دینی و ملی حمیت و غیرت کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات پر جلابا بکھرے پڑے ہیں۔

۶۲۳ء میں حضرت امیر معلویہ ؓ نے ایک لشکر قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوالیوب انصاری ؓ نے اسی (۸۰) برس کی عمر کے بلوغ اس مہم میں شرکت فرمائی۔ دوران سفر ایسے بیمار ہوئے کہ جان بر نہ ہو سکے۔ مرتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ”میری میت سرزمین عدو میں جہاں تک لے جاسکے جا کر دفن کرنا۔“ امیر لشکر نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی فیصل کے نیچے رات کے وقت ان کا جسد خاکی دفن کیا۔ قیصر روم کو اطلاع ملی تو اس نے پیغام بھجوایا ”تم لوگ جب یہاں واپس سے جاؤ گے تو ہم قبر کھود کر میت کی ہڈیاں نکل باہر پھینکیں گے۔“ قیصر کے اس گستاخانہ پیغام کے جواب میں امیر لشکر نے قیصر کو پیغام بھجوایا ”اگر تم نے ایسی حرکت کی تو اللہ کی قسم یاد رکھو مسلمانوں کی وسیع و عریض مملکت میں جتنے بھی گرجے ہیں سب کو منہدم کر دیا جائے گا اور سارے عیسائیوں کی قبروں کو اکھاڑ پھینکا جائے گا۔“ پیغام ملتے ہی قیصر نے جواب میں لکھا ”میں تو محض تمہاری دینی غیرت و حمیت کا امتحان لے رہا تھا۔ کنواری مریم کی قسم ! ہم تمہارے نبی کے صحابی کی قبر کا احترام اور حفاظت کریں گے۔“ (۱)

اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ خلافت (۶۷۵ء تا ۷۱۵ء) میں عربوں کے سری لنکا کے ساتھ تعلقات بڑے خوشگوار تھے عرب تجارت کی غرض سے سری لنکا میں اہم تھے ایک عرب تاجر کے انتقال پر راجہ نے تاجر کے پسماندگان کو ایک بحری جہاز کے ذریعہ بصرہ واپس بھجوایا۔ ساتھ ولید بن عبد الملک کے لئے قیمتی تحائف بھی دیئے وہیل کے قریب سندھ کے ساحلی قزاقوں نے جہاز لوٹ لیا مردوں کو قتل کر دیا، بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا ان میں سے ایک عورت نے غائبانہ حجاج سے فریاد کی ”حجاج ! المدد“ حجاج کو خبر ملی تو اس نے جواب دیا ”بلیک“ اور اسی وقت وہیل کے راجہ داہر کو لکھا کہ ”عرب عورتوں کو واپس بھیج دو“ اس نے جواب دیا ”یہ کام بحری قزاقوں کا ہے میں مجبور ہوں۔“ حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے پے درپے دو فوجی مہمیں بھیجیں جو ناکام ہوئیں تیسری مرتبہ حرب و ضرب کے ماہر سترہ سالہ مجاہد محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا جس نے کئی خون ریز معرکوں کے بعد نہ صرف راجہ داہر کو تہ تیغ کیا بلکہ کراچی سے لے کر ملتان تک کا علاقہ مسخر کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔ (۲)

۶۷۸ء میں قسطنطنیہ پر ملکہ اپنی حکومت کرتی تھی جسے رومیوں نے معزول کر کے نیسوفور کو

پادشاہ بنایا اس نے ہارون رشید (۶۷۶ء تا ۶۸۰ء) کو لکھا کہ ”ملکہ امی اپنی خلتی کمزوری اور ضعف عقل کی وجہ سے تمہیں خراج ادا کرتی رہی ہے لہذا میرا خط ملتے ہی وہ ساری رقم واپس کر دو جو اب تک وصول کر چکے ہو ورنہ تمہارا فیصلہ تلوار کرے گی۔“ یہ خط پڑھ کر خلیفہ جوش غضب سے بھر گیا اور اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکھ کر واپس کر دیا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المؤمنین ہارون رشید کی طرف سے رومی کتے کے نام ! اے کافر ماں کی اولاد، میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اس کا جواب سننے کی بجائے عنقریب تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔“ یہ جواب بھیج کر اسی وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیا گھمسن کارن پڑا نیسوفور کو شکست ہوئی اور اسے مجبوراً خراج دے کر صلح کرنی پڑی۔ (۱)

۶۸۳ء میں قیصر روم توفیل (۶۸۲ء تا ۶۸۳ء) نے عراق کے ایک شہر زبطرہ پر حملہ کیا قلعوں کو خوب لوٹا قیدی مردوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر ناک اور کان کٹ ڈالے قیدی عورتوں میں سے ایک عورت نے ”وامعتصمہ!“ (یعنی اے مقسم میری مدد کر) کی فریاد کی۔ مقسم باللہ (۶۸۳ء تا ۶۸۴ء) کو جب قیصر روم کے ان وحشیانہ مظالم اور عورت کی فریاد کی خبر پہنچی، تو اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھا تھا وہیں سے بیٹھے بیٹھے بولا ”لبیک لبیک“ (یعنی میں پانچواں میں پانچواں) تخت سے اتر اور اعلان جہاد کروا دیا خود بغداد کے قاضی عبدالرحمن بن اسحاق کے روبرو جا کر وصیت کی کہ میری وراثت کا ایک تہائی اولاد کو ایک تہائی اقرباء کو اور ایک تہائی فی سبیل اللہ دے دیا جائے اور خود لشکر لے کر رومیوں کے سب سے بڑے مستحکم قلعہ ”عموریہ“ پر ٹوٹ پڑا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجلائی۔ (۲)

ہم نے چند واقعات بطور مثل پیش کئے ہیں ورنہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور جہاد کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا تھا تب مسلمان وہ عظیم قوت تھے کہ جس کسی نے ان کی غیرت اور حمیت کو لگا کر انہیں دبا دیا ہو گیا۔ جہاد کی برکات اور ثمرات کا اندازہ لگانے کے لئے اس گئے گزرے دور کی مثل جہاد افغانستان ہمارے سامنے ہے، جب ایک کافر ملک لیکن دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت سوویت یونین نے افغانستان جیسے پسماندہ اور وسائل سے محروم مسلمان ملک پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مسلمانوں نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس غاصب قوت سے نکل لینے کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مغلوب، بے بس اور بے بس قوم کے ساتھ وہ سارے وعدے پورے فرمائے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ایک نظر درج ذیل حقائق پر ڈالئے۔

۱۔ دس سال کی انتہائی قلیل مدت میں آدمی دنیا پر حکومت کرنے والی عظیم فوجی قوت جس سے اس کی

۱۔ مقاتل سپر باور (امریکہ) بھی خائف تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں گلے گلے کرادی۔
 ۲۔ دس سال تک سوویت یونین جس ملک پر قابض رہا وہاں سے اسے ذلیل اور رسوا ہو کر نکلنا پڑا سوویت یونین کی تاریخ میں ذلت و ہزیمت کی یہ سب سے پہلی مثال تھی۔
 ۳۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد پاکستان پر قابض ہو کر گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرنے کے مکروہ عزائم میں بھی ناکام اور نامراد رہا۔

۴۔ جلاو افغانستان کے باعث پوری دنیا میں اسلام کی جنگ لڑنے والے مجاہدین اسلام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی کشمیر، فلسطین، فلپائن، بوسنیا اور چچینا میں ہونے والے خون ریز معرکے اس کا واضح ثبوت ہیں۔

۵۔ کم و بیش ایک صدی سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ کی امین ریاستوں پر سوویت یونین کا غاصبانہ قبضہ ختم ہوا اور وہاں کی مساجد اور مدارس کے تالے کھلے وہاں سے دوبارہ قاتل اللہ و قاتل الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ان مسلمان ریاستوں کی تعداد اور ان میں بسنے والے مسلمانوں کے فیصد تناسب پر ایک نظر ڈالئے اور اندازہ فرمائیے کس طرح اللہ تعالیٰ نے جلاو کے نتیجے میں اہل ایمان کی آنکھیں کھٹھری کیں۔

مسلمان آبادی	نام ریاست	مسلمان آبادی	نام ریاست
	۱۔ تاجکستان	۹۵ فیصد	۱۔ آذربائیجان
۵۵ فیصد	۲۔	۸۷ فیصد	۲۔ ازبکستان
۵۵ فیصد	۳۔ تاتارستان	۷۵ فیصد	۳۔ افغانستان
۵۵ فیصد	۴۔ موروف	۷۵ فیصد	۴۔ چی چنیا
۵۳ فیصد	۵۔ شمالی اوسٹیا	۷۰ فیصد	۵۔ ترکمانستان
۵۰ فیصد	۶۔ ماری	۷۰ فیصد	۶۔ جو قزاق
۵۰ فیصد	۷۔ لومورٹیا	۷۰ فیصد	۷۔ بکاریا
۶۲ فیصد	۸۔ قازقستان	۷۰ فیصد	۸۔ اویغ
۲۰ فیصد	۹۔ جارجیا	۷۰ فیصد	۹۔ چکس
۲۲ فیصد	۱۰۔ آرمی نیا (۱)	۷۸ فیصد	۱۰۔ کرغیزستان

۶۔ کیوزوم کے نیچے استبداد سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں کے علاوہ یورپ کے وہ ممالک جو سوویت

یونین کی شکست و ریخت کے نتیجے میں کمیونزم کے ظلمانہ اور جابرانہ نظام سے آزاد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں مشرقی جرمنی، ہنگری، بلغاریہ، رومانیہ، چیکو سلواکیہ۔

۷۔ جہاد کے نتیجے میں ایک سپر پاور کے یوں نشانِ عبرت بن جانے کے بعد دنیا کی دوسری سپر پاور (امریکہ) اور اس کے حواری خزاں رسیدہ بچوں کی طرح جہاد کے لفظ سے لرزہ بر اندام ہیں ان پر اسی روز سے سرسام کی سی کیفیت طاری ہے جس روز سے سوویت یونین کا افغانستان سے جنازہ نکلا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستاں صرف جہاد ہی سے وابستہ ہے جب بھی کبھی مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے نہ صرف انہوں نے دنیا میں عزت شرف اور شان و شوکت حاصل کی بلکہ حیوانیت، بربریت اور جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو امن و سلامتی، عدل و انصاف، شرافت و اخوت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی روشنی سے بھی منور کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدے آج بھی اسی طرح سچ اور برحق ہیں جس طرح آج سے کئی سو سال پہلے تھے بشرطیکہ مسلمان اپنے اندر وہی جذبہ جہاد پیدا کر لیں جو محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ میں تھا۔ بقول مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ترک جہاد کا نتیجہ.... دنیا میں ذلت و رسوائی

جہاد کے نتیجے میں جہاں مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت میں بے حد و حساب انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں ترک جہاد کے نتیجے میں مسلمانوں کو ذلت و رسوائی اور زوال کی خبر بھی واضح طور پر دی گئی ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”جب تم لوگ جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کرے گا اور اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم جہاد شروع نہیں کرو گے۔“ (ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ ”عنقریب تم پر غیر مسلم اقوام اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (بھوکے لوگ) دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ عرض کیا گیا ”کیا اس وقت مسلمان تعداد میں کم ہوں گے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”نہیں! بلکہ تعداد میں تم لوگ بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بننے والی جھاگ سے زیادہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کا خوف پیدا فرمائے گا۔“ (ابوداؤد)

ترک جہاد کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی زیوں حلی کا اندازہ لگانے کے لئے کمیونزم کے ظلمانہ اور جابرانہ نظام کے تحت گذشتہ ستر (۷۰) برس گزارنے والی ریاستوں کے ماضی پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ چند سال قبل حکومت روس کی دعوت پر پاکستانی ادیبوں کا ایک وفد روس کے تفریحی دورے پر گیا تو وفد کے ہر رکن سے پوچھا گیا کوئی ایسی جگہ ہے جسے دیکھنے کی آپ کو خواہش ہو؟ ایک خاتون رکن نے تاشقند کانام لیا تو کمیونسٹ گھبرا گئے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی اور جگہ کا انتخاب کر لے لیکن خاتون رکن اپنی ضد پر اڑی رہیں وہاں جا کر خاتون نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ مساجد پر تالے پڑے ہوئے ہیں محرابوں میں جالے لٹک رہے ہیں گنبد اکھڑے ہوئے ہیں اندر چنگاڑوں نے ڈیرہ لگا رکھا ہے گھروں میں بوڑھی مایوں نے خاتون کو گلے لگالیا۔ ”کیا تو اللہ کے گھر (یعنی پاکستان) سے آئی ہے؟“ انہوں نے زیر لہی آواز میں پوچھا اور پھر اسے چوسنے لگیں چوم چوم کر بے حل کر دیا۔ ساتھ ہی ان کے آنسو رواں تھے.... بوڑھی مائیاں پچھیلی کوٹھڑی میں نماز پڑھتی ہیں نوجوان لڑکے باہر پہرہ دیتے ہیں.... قرآن چھپائے ہوئے رکھے ہیں دروازہ بچھا ہے تو دل ڈوب جاتے ہیں ”کوئی آگیا“ روٹی، کپڑا مکان دینے والوں نے ”اللہ“ کو ملک بدر کر رکھا ہے“ (۱)

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں پر ترک جہاد کی وجہ سے ہی مسلط کی گئی ہے کہ مصر کے ایک جید نابینا عالم دین شیخ عمر عبدالرحمان کو ایک عیسائی حکومت نے محض اس بے بنیاد الزام میں عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال رکھا ہے کہ انہوں نے امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکہ کی منصوبہ بندی کی تھی۔ یاد رہے شیخ عمر عبدالرحمان نہ صرف حافظ قرآن ہیں بلکہ بخاری شریف کے بھی حافظ ہیں۔ شیخ کے بیٹے جہاد افغانستان میں حصہ لے چکے ہیں شیخ کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ دین اسلام کی سر بلندی اور غلبہ کے لئے مسلمانوں کو اپنے دُورس میں جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ دنیا میں حریت فکر اور انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ملک کی جیل میں اس ساٹھ (۶۰) سالہ مسلمان عالم دین سے جو انسانیت سوز سلوک ہو رہا ہے اس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات خود شیخ عمر عبدالرحمان نے دنیا کے سارے مسلمانوں کے نام ایک مکتوب میں تحریر کی ہیں جو ملک کے مختلف رسائل اور جرائد میں چھپ چکا ہے۔ خط کے بعض حصے ملاحظہ فرمائیے۔

”جیل میں مجھے نماز جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں، مجھے قید شمالی میں

۱- ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء - یاد رہے جہاد افغانستان کے نتیجہ میں اللہ کے فضل و کرم سے یہ ریاستیں اب

آزاد ہو چکی ہیں جس کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رکھا گیا ہے کسی دوست یا عزیز کی ملاقات کے بعد مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے کپڑے اتارنے کے بعد حکم دیا جاتا ہے کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں پھر وہ جانوروں کی طرح میرے پوشیدہ اعضاء کی اچھی طرح تلاشی لیتے ہیں میرے ارد گرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں جو شخص معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے میرے ساتھ یہ ذلت آمیز اور انسانیت سوز سلوک اس لئے ہو رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے اللہ نے منع کیا ہے اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تزیل کریں زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نکل لے۔^(۱)

امرواقتہ یہ ہے کہ امریکی جیل کے حکام شیخ عمر عبدالرحمان کی تزیل اور رسوائی محض ایک فرد سمجھ کر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے نمائندے کی حیثیت سے کر رہے ہیں۔

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں کے حصہ میں ترک جہاد ہی کی وجہ سے آئی ہے کہ اسلام آباد میں بوسنیا کے سفارت خانہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بوسنیا میں قتل و غارت اور خون ریزی کے صرف ابتدائی چھ ماہ (اپریل ۱۹۹۲ء تا ستمبر ۱۹۹۲ء) میں ڈھائی لاکھ مسلمان شہید کئے گئے۔ ۵ لاکھ بے گھر کئے گئے اور ۵۰ ہزار عفت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی^(۲) ان اعداد و شمار سے بقیہ تین چار سال کے دوران بوسنیا میں مسلمان مردوں اور عورتوں سے ہونے والے ذلت آمیز اور انسانیت سوز مظالم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کشمیر کی صورت حال اس سے مختلف نہیں۔ آئے دن کشمیری مسلمان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی اذیت ناک اور ذلت آمیز خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ، بابری مسجد کا انہدام اور دیگر بے شمار المناک واقعات جو مسلمانوں کی دینی حیثیت و غیرت کے لئے تازیانہ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں محض اس وجہ سے پیش آرہے ہیں کہ مسلمان اپنے دین (جہاد) سے کنارہ کش ہو چکے ہیں آج ساری دنیا کے مسلمان ملکوں میں قبرستان کا سانسانا طاری ہے، کوئی حجاج بن یوسف نہیں جو جیل سے چیخ چیخ کر پکارنے والے عمر عبدالرحمان کی فریاد کا جواب دے سکے آج کوئی محمد بن قاسم جراثید اور معصوم باللہ نہیں جو ہزاروں معصوم اور عفت مآب مسلمان خواتین پر ہونے والے ظلم اور تشدد کے جواب میں لیک کے؟ یہ بھی مسلمانوں کی جہاد سے غفلت اور انحراف کا نتیجہ ہے کہ نصف صدی سے ہمیں ایک چھوٹے سے خطہ زمین ”کشمیر“ کے چکر میں ڈال کر اس حقیقت سے غافل کر دیا گیا ہے کہ کشمیر سمیت پورا ہندوستان مسلمانوں کا ہے۔ سندھ میں محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ کی آمد (۶۷۱ء) سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی جلاوطنی (۱۸۵۷ء) تک ہزار سال سے

۲۔ ہفت روزہ کشمیر، کراچی، ۳ مارچ ۱۹۹۳ء

۱۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء

زیادہ عرصہ مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی لیکن بعد میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت کے نتیجے میں ہندوستان ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ہماری نگاہیں آج بھی اسلام کے اس بطل جلیل اور رجل رشید کی راہیں دیکھ رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم **اٰخِرُ جُوْهُنُمْ مِنْ حَيْثُ اٰخِرُ جُوْهُنْهُمْ** (۱۹۴۲) یعنی ”کافروں کو وہاں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱) پر عمل کرتے ہوئے دہلی کے لال قلعہ پر سبز پلائی پرچم کا پھریرا بلند کرے۔

دشمنان اسلام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد موجود ہے انہیں مغلوب اور مسخر کرنا ممکن نہیں لہذا ان کی پیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے اس کے لئے دشمنان اسلام نے ایسی ایسی جملہ دشمن تحریکیں برپا کیں جن پر بظاہر اسلام کی چھاپ نظر آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصد مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کو ختم کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی اور قدیم ترین تحریک **عبد اللہ بن سبا** یہودی کی برہا کی ہوئی باطنی تحریک ہے جو یمن کا رہنے والا تھا۔ **عمد فاروقی** یا **عمد عثمانی** میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا تاکہ دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر سکے۔ **مدینہ منورہ**، **بصرہ** اور **شام** کے بعد مصر میں قیام کے دوران ”سبائی گروہ“ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہی گروہ بعد میں پیدا ہونے والے تمام باطنی فرقوں کے عقائد و افکار کی بنیاد بنا۔ باطنی فرقوں میں سے صوفیاء کے گروہ نے جملہ باسیف کو مسلمانوں کی زندگیوں سے خارج کرنے کے لئے **رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ** ”ہم چھوٹے جہاد (یعنی جملہ باسیف) سے بڑے جہاد (یعنی ریاضت اور مجاہدہ) کی طرف لوٹ آئے ہیں جیسی احادیث وضع کیں۔ مکاشفہ“ **مجاہدہ**، **وجدان** اور **چلہ کشی** جیسی ہندوانہ طرز کی ریاضت اور پوجا پاٹ کے طریقے وضع کر کے مسلمانوں کی زندگیوں سے جملہ باسیف کو کھل طور پر خارج کر کے گوشہ نشینی کی ان خود ساختہ عملات کو مسلمانوں کا دین بتادیا۔ جملہ باسیف سے فرار اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پیدا ہونے والے نتائج پر **الفکر الصوفی** کے مقدمہ میں کیا گیا تبصرہ **بڑا بصیرت افروز ہے** جو کہ نذر قاری بن ہے۔

”صوفیہ کے اس گوشہ نشینی کے نظریہ نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا شاید ہی کسی اور وجہ سے پہنچا ہو اس نظریہ نے مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کر کے دنیا میں ذلیل اور رسوا قوم بنا دیا اور ایسے افعال سے مجاہدہ نفس شروع کیا جس سے انسانیت کو بھی شرم آنے لگے۔ ان کی یہ تعلیم پوری قوم کے لئے ماریا کے انجیشن کی حیثیت رکھتی ہے۔ دسویں صدی ہجری کے اواخر میں اس نظریہ نے مسلمانوں کو اس قدر مفلوج، کلال اور بے فہم بنا دیا تھا کہ وہ فرانسیسی فاتحین کے حملوں کا دفاع جامعہ ازہر میں بیٹھ کر

اوراد و وظائف سے کر رہے تھے۔ نابلہوں کا انتخاب کر کے اسے صوفیاء کی گوڈوری پہنائی گئی اور اس کی رہنمائی میں ذکر و فکر کی مجالس قائم کی گئیں۔ بخاری شریف کا ختم بھی کرایا گیا، لیکن ان سب باتوں کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اور مسلمان مار کھاتے رہے۔ بلاخر جب مسلمان مجاہدین نے یورپ کی سرزمین میں لوگوں سے جنگیں کیں تب جا کر حالات نے پلٹا کھایا۔“ (۱)

ایک اور جہاد دشمن تحریک ”بہائیت“ یا ”بہیت“ کے نام سے انیسویں صدی میں برپا کی گئی جس کا محرک ایک روسی جاسوس ”کنیاز دلگور کی“ تھا جو اصلاً یہودی تھا لیکن منافقانہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ بہائیت کا بانی ایک ایرانی باشندہ بہاء اللہ تھا جس کا اصلی نام مرزا حسین علی تھا۔ اس نے ۱۸۶۷ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۱۸ء میں حکومت برطانیہ نے بہاء اللہ کو ”سر“ اور ”اوبی ای“ کا خطاب دیا جس کے بعد بہائیت کے تعلقات کے ساتھ بہت مستحکم ہو گئے۔ یاد رہے کہ آج کل بہائیت کا مرکز اسرائیل کے شہر ”تہران“ کے مقام پر ہے بہائی نماز پڑھتے وقت اپنا رخ صیفا کی طرف کرتے ہیں اور حج بھی وہیں کرتے ہیں۔ دنیا کے ۱۸۰ ممالک میں ان کے ۲۸ ہزار ۲ سو ستتر (۲۸۲۱۷) چھوٹے بڑے مراکز قائم ہیں۔ صرف امریکہ کے ۲۵۷۰ شہروں میں ان کے دفاتر موجود ہیں اقوام متحدہ میں ان کا اپنا الگ دفتر ہے۔ (۲) اس تحریک کا راست مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانا، اسلام کے الٹے اصولوں، شاندار ورثے اور اخلاق کریمانہ سے منحرف کرنا ہے۔ (۳)

ایک اور جہاد دشمن تحریک ”قلوبانیت“ کے نام سے برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے آخر میں پیدا کی گئی جیسا کہ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی جب ناکام ہوئی تو انگریزوں نے برصغیر ہند پر تواریخ سامراجی تسلط برقرار رکھنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے اولاً جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھائے گئے۔ ثانیاً مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کا تصور ختم کرنے کے لئے ایک نئے فرقہ ”قلوبانیت“ کی بنیاد رکھی گئی جس کے بانی مرزا غلام احمد قلوبانی تھے جو ابتداً سیالکوٹ پکھری میں عرضی نویس تھے، ۱۸۸۰ء میں انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۹ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب نے انگریزوں کا یہ مقصد کس حد تک پورا کیا اس کا اندازہ خود مرزا صاحب کی تحریروں کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱- مقدمہ ”لکھنؤ الصوفی“ ص ۶، از عبدالرحمان عبدالخالق، مطبوعہ کویت
 ۲- O.B.E یعنی Officer Of British Empire ۳- ہائندہ صراط مستقیم، ص ۱۳-۱۶، مارچ ۱۹۹۶ء برہنہ
 ۳- ”یہ ہے بہائی مذہب“ ص ۳، ناشر مجلس اعلیٰ برائے دعوت و ارشاد سعودی عرب

۱۔ بعض اہم سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ ان کا سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر ادا کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔ (الفضل ج ۲۷ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

۲۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقدین کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھ کو مسیح اور مدی جان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔ (اشہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

۳۔ میرے پانچ اصول ہیں جن میں سے دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ بھی ہیں۔ (تخصیص از تبلیغ رسالت ص ۱۰۷)

۴۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۳۰۰)

یہ تھے وہ مقاصد جنہیں قادیانی تحریک نے بدرجہ اتم پورا کیا۔ قادیانیت آج تک اپنی اس بے لوث وفاداری کا انگریزوں سے خوب خوب صلہ وصول کر رہی ہے۔

ہم نے یہاں بعض اہم جہاد دشمن تحریکوں کا ذکر کیا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں ہر زمانے میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے نئی سے نئی سازشیں اور نئی نئی منصوبہ بندیاں کرتی چلی آ رہی ہیں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ شاید بے محل نہ ہو گا کہ دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے نماز، روزے، صدقہ خیرات یا حج عمرے سے کبھی پریشانی نہیں ہوئی ان کے لئے پریشانی کا باعث صرف جہاد ہی ہے جو ان کی فرعونیت، باطل پرستی اور خواہشات نفس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے یہی وجہ ہے کہ جہاد افغانستان، جس میں شامل ہونے والے عرب و عجم کے ہزاروں مجاہدین نے تاریخ اسلام کا ایک ایسا سنہری باب رقم کیا ہے جس نے دشمنان اسلام کی نیندیں حرام کر دی ہیں، کے بعد بین الاقوامی سطح پر جہاد کے خلاف زبردست گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کے اندر خود ساختہ خانہ جنگی کے بعد یہ کیا جا رہا ہے کہ جہاد افغانستان اپنے ثمرات کے اعتبار سے بالکل بے ثمر اور غیر مفید جنگ تھی سوائے لاکھوں انسانوں کی ہلاکت اور ملک کی بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ وہی مجاہدین جو پہلے حرمت پسند تھے اب انہیں دہشت گرد اور ڈاکو باور کرایا جا رہا ہے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے صدیوں پرانے مرغشے مدارس اور جامعات کو دہشت گردی کے مراکز کہا جانے لگا ہے اور مسلم ممالک میں اپنے ایجنٹوں

کے ذریعے اس ”دہشت گردی“ سے نپٹنے کے لئے بین الاقوامی منصوبے ترتیب دیئے جا رہے ہیں کبھی ”حقوق نسواں“ اور کبھی ”منصوبہ بندی“ جیسے دلفریب ناموں سے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کا طوفان بلائیز لایا جا رہا ہے۔ سیٹلائٹ انقلاب کی مروجہ علامت ڈش اینٹینا..... کے ذریعہ عریانیٹ، موسیقی، نئج گانا اور لادینیت کا سیلاب گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کا رخ شمشیر و سناں سے طاؤس و رباب کی طرف پھیرنے کی زبردست کوششیں کی جا رہی ہیں۔

کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کل نہ بن جائے

حال ہی میں ہندوستان کے آنجنابی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی بیوی سونیا گاندھی کا یہ بیان قومی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ بھارت نے ثقافتی محاذ پر پاکستان سے جنگ جیت لی ہے اور اب بھارتی تہذیب اور کلچر بھارتی فلموں اور ٹی وی کے ذریعہ پاکستانی معاشرے میں رچ بس گیا ہے اس طرح بھارت نے کوئی جنگ لڑے بغیر ایسی کامیابی حاصل کر لی ہے جو جنگ کے ذریعے ممکن نہ تھی^(۱)

مذکورہ بیان میں دو باتیں بڑی واضح ہیں۔

- ۱۔ دشمن کا یہ اعتراف کہ میدان جنگ میں مسلمان ناقابل شکست ہے۔
- ۲۔ مسلمانوں کو شکست صرف اسی صورت میں دی جاسکتی ہے کہ ان کا رخ شمشیر و سناں سے موڑ کر طاؤس و رباب کی طرف پھیر دیا جائے۔

کفار و مشرکین کی یہ پالیسی صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے ایسے ہی منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے لہذا ضروری ہے کہ مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں مسلمانوں کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے یہود و ہنود کی سازشوں کو سمجھیں اور رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو حرز جان بنالیں کہ جب تک مسلمان اپنے دین (جہاد) کی طرف نہیں پلٹیں گے اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کی گئی ذلت اور رسوائی دور نہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

کامیابی کے لئے کثرت سلمان یا جذبہ ایمان؟

جہاں تک جہاد کے لئے سلمان، وسائل اور افرادی قوت تیار کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے کہ وَ اَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِبَاطِ الْغَيْلِ ○ ”اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے دشمن کے مقابلے کے لئے تیار رکھو۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۰) جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمت کے

مطابق جملہ کے لئے تیاری کرنا اور وسائل جنگ مہیا کرنا عین مطلوب اور شرعی حکم ہے جو بات سوال طلب ہے وہ یہ ہے کہ جملہ میں کامیابی کے لئے کثرت تعداد اور کثرت سلمان اہم ہے یا جذبہ ایمان اہم ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہم ذیل میں ان جنگوں کے اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں لڑیں۔

نتیجہ	دشمن		مسلمان		جنگ	بیت
	سلمان جنگ کی تفصیل	تعداد	سلمان جنگ کی تفصیل	تعداد		
مسلمانوں کو فتح ہوئی	100 گھوڑے 1000 اونٹ 600 زہریں	1000	2 گھوڑے 70 اونٹ 60 زہریں	313	بدر	1
مسلمانوں کا نقصان زیادہ ہوا دشمن کو بے پروا ہو کر ناکام لوٹا	200 گھوڑے 3000 اونٹ 700 زہریں	3000 مرد 15 عورتیں	2 گھوڑے 100 زہریں	700	احد	2
مسلمانوں کو فتح ہوئی	نامعلوم	10000	نامعلوم	3000	احزاب	3
"	"	10000	"	1400 مرد 20 عورتیں	خیبر	4
"	"	20000	"	3000	موتہ	5
"	"	قریش مکہ	"	10000	مکہ	6
"	"	ہوازن، ثقیف، مصر، حنظل و دیگر قبائل	"	12000	حنین	7

جدول پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمام جنگوں میں دشمن کو تعداد کے اعتبار سے مسلمانوں پر کم سے کم تین گنا (جنگ بدر) اور زیادہ سے زیادہ چھیانوے گنا (جنگ موتہ) برتری حاصل تھی۔ سلمان جنگ کی جو تفصیل کتب تاریخ و سیر میں ملتی ہے اس میں دشمن کو مسلمانوں پر کم سے کم پچاس گنا جنگ بدر میں ملاحظہ ہو گھوڑوں کی تعداد اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار گنا (جنگ احد) میں ملاحظہ ہو اونٹوں کی تعداد کی برتری حاصل تھی لیکن دشمن کی یہ کثرت تعداد اور فراوانی سلمان کہیں بھی اس کے کام نہ آسکی۔ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ان تمام جنگوں میں بھاری ثابت ہوا۔

جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمان تعداد میں قلیل اور سلمان جنگ میں تہی دست تھے اور ان ریز تصادم یعنی ہوجکا تھا رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا تو مہاجرین میں سے حضرت

مقدادؓ نے کھڑے ہو کر ایمان و یقین سے بھرپور تقریر کی اور فرمایا ”اے اللہ کے رسول ﷺ ! اللہ نے آپ کو جو راہ دکھائی ہے اس پر رواں دواں رہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ ”تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھتے ہیں“ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۴) بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے پروردگار چلیں لڑیں اور ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک غناد (یمن کے آخری کونے کا ایک شہر) تک لے چلیں تو ہم دشمن سے لڑتے بھڑتے وہاں تک بھی جائیں گے۔“

حضرت مقدادؓ کے بعد انصار میں سے حضرت سعد بن معاذؓ نے کھڑے ہو کر ان ایمان پرور جذبات کا اظہار کیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ سب حق ہے ہم نے سماع و اطاعت پر آپ سے عہد کیا ہے لہذا آپ کا جو ارادہ ہے اس کے لئے پیش قدمی فرمائیے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپ کے ساتھ کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آپ بلا تامل کل ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکر جائیں۔“

یہ تھا مسلمانوں کا وہ جذبہ ایمان جس نے میدان بدر میں مولے کو شہباز سے ٹکرایا اور ایسی فتح مبین عطا فرمائی کہ قرآن مجید نے اسے ”یوم الفرقان“ کا نام دیا۔

جنگ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار اور دشمن کی تعداد دو لاکھ تھی جن میں سے ایک لاکھ رومی سپاہ کیل کلنٹے سے لیس اور ایک لاکھ عرب قبائل کے جنگجو تھے کثرت تعداد اور سامان جنگ اگر فتح و شکست کا معیار ہوتا تو مسلمان کبھی بھی دشمن کے سامنے آنے کی جرات نہ کرتے۔ بعض صحابہ کرامؓ اسی وجہ سے جنگ شروع کرنے میں متامل تھے۔ لیکن مسلم فوج کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے ایمان افروز خطاب نے تمام صحابہ کرامؓ کو یکسو کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا ”لوگو! خدا کی قسم جس چیز سے آپ کتر رہے ہیں یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں آپ نکلے ہیں یاد رکھو دشمن سے ہماری لڑائی تعداد، قوت اور کثرت کے بل پر نہیں بلکہ محض ایمان کے بل پر ہے جس سے اللہ نے ہمیں نوازا ہے اس لئے اٹھئے اور آگے بڑھئے ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی حاصل ہو کر رہے گی یا تو ہم غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے۔“

گھسٹن کی جنگ ہوئی ایمان اور کفر کی ٹکر کا یہ عجیب و غریب منظر ساری دنیا نے پھٹی پھٹی نگاہوں

سے دیکھا قلت تعداد اور قلت مسلمان کے باوجود جذبہ ایمان نے کفر کی ہلکہ جیسی سر پہ فلک قوت کے بت غرور کو پاش پاش کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات اقدس کے فوراً بعد ہر طرف فتنے اور شور شیش اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ، مانعین زکاۃ کا فتنہ، ارتداد کا فتنہ، ایک سے ایک بڑھ کر فتنوں کے ساتھ ساتھ جیش اسامہ ﷺ کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ صحابہ کرامؓ نے ان نازک حالات میں فوج کو دار الخلافہ سے بھیجنے کی مخالفت کی تو حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے فرمایا۔ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آکر میری ٹانگیں نوچنے لگیں تب بھی میں اس مہم کو جس کی روانگی کا حکم رسول اکرم ﷺ دے چکے ہیں، نہیں روکوں گا۔“ مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کرنے کے بارے میں بھی صحابہ کرامؓ نے اختلاف کیا تو حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے فرمایا ”اللہ کی قسم! جو شخص رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ زکاۃ میں دیتا تھا اگر وہ دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔“ ان مشکل ترین حالات میں یہ صرف حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی ایمانی قوت ہی تھی جس نے تمام فتنوں کا استیصال کیا اور امت کی نئے سرے سے شیرازہ بندی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت (۶۳۳ء تا ۶۴۴ء) میں مسلمانوں نے ایران کے دار الخلافہ مدائن پر حملہ کرنا چاہا، تو ایرانی فوج نے مدائن کے قریب دجلہ کا پل توڑ دیا تاکہ اسلامی لشکر آگے نہ بڑھ سکے اسلامی لشکر دریائے دجلہ پر پہنچا، تو دریا عبور کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ انہیں دیکھ کر سارا لشکر دجلہ میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا کو عبور کر لیا۔ ایرانی فوج دور کھڑی یہ ناقابل یقین حیرت انگیز منظر دیکھ رہی تھی اسلامی لشکر کنارے پر پہنچا تو ایرانی فوج ”دیو آمدند، دیو آمدند“ کہہ کر بھاگ نکلے اور ”شہنشاہ سلامت“ یزدگرد دار الخلافہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔^(۱) تاریخ اسلام کا یہی وہ مشہور معرکہ ہے جس کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنی مشہور نظم ”شکوہ“ میں یہ شعر لکھا^(۲)

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یزدگرد دار الخلافہ سے بھاگ کر حلوان پہنچا۔ اسلامی لشکر نے دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے بعد حلوان کی تخییر کا ارادہ کیا۔ یزدگرد کو معلوم ہوا، تو وہ حلوان سے بھی بھاگ گیا اور اسلامی لشکر نے حلوان کو بھی فتح کر لیا^(۳) یہ مسلمانوں کا فقط جذبہ ایمان ہی تھا کہ وہ جدھر کا رخ کرتے ہر چیز مسخر ہوتی چلی جاتی

۱- تاریخ اسلام، حصہ اول، ص ۱۶۹-۱۷۰ ۲- تاریخ اسلام، جلد دوم، ص ۱۷۸ ۳- تاریخ اسلام، حصہ اول، ص ۱۷۷

ورنہ تعداد اور ساز و سامان کے اعتبار سے قیصر و کسری مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہی یہ واقعہ ہے کہ یرموک کے میدان میں مسلمانوں اور رومیوں میں خون ریز معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار اور رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مسلمانوں میں ایک ہزار صحابہ کرام بھی تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہ تھے۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے۔ رومیوں کے ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔ مسلمانوں کے صرف تین ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی کہ قیصر مایوس ہو کر شام سے قسطنطنیہ چلا گیا ^(۱)

۹۲ ہجری میں جنرل طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ اندلس میں جبرالٹر کے مقام پر اترے وہاں کے حاکم تھیوڈومیر سے مقابلہ ہوا جس میں تھیوڈومیر کو ایسی شکست ہوئی کہ اس نے خوف زدہ ہو کر شاہ اندلس راڈرک کو لکھا کہ ہمارے ملک پر ایسے آدمیوں نے حملہ کیا ہے نہ ان کا وطن معلوم ہے نہ ان کی اصلیت کہ کہاں سے آئے ہیں زمین سے نکلے ہیں یا آسمان سے اترے ہیں چنانچہ راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خود آیا۔ اسلامی لشکر کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی۔ طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ نے جنگ سے پہلے مختصر خطاب کیا۔ ”اما بعد“ لوگو! میدان جنگ سے اب کوئی مفر کی صورت نہیں، آگے دشمن ہے پیچھے دریا۔ خدا کی قسم صرف پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے اگر یہ دنوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی، کاہلی، سستی، نامردی، باہمی اختلاف اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، خبردار ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مشقت، جفاکشی کے ذریعہ دنیا میں تمہارے لئے جو عزت و شرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب لکھا ہے اس کی طرف بڑھو، اللہ کی پناہ اور حمایت کے بل بوتے پر اگر تم ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے گھائے میں رہو گے۔ دوسرے مسلمان تمہیں الگ برے الفاظ سے یاد کریں گے جیسے ہی میں حملہ کروں تم بھی حملہ کر دینا۔“ اجنبی زبان، اجنبی ماحول اور اجنبی جغرافیہ کے بل بوتے پر جب مقابلہ ہوا تو راڈرک نے شکست فاش کھائی اور ایسا لاپتہ ہوا کہ تاریخ آج تک اس کا انجام بتانے سے قاصر ہے۔ راڈرک کی شکست کے بعد مسلمان اندلس کے تمام اہم صوبوں قرطبہ، طلیطلہ، تدمیر، قرمونہ، ایشیلیہ اور غلیوس کو مسخر کرتے ہوئے فرانس کی سرحد دریائے روڈنہ تک پہنچ گئے اور فرانس کے بعض علاقے بھی فتح کئے۔ بحر روم کا سب سے بڑا جزیرہ سسلی بھی اسی زمانے میں فتح ہوا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اندلسیوں پر مسلمانوں کی اتنی ہیبت

چھائی ہوئی تھی کہ انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔ طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ جدھر رخ کرتا فتح و کامرانی ہر ملک ہوتی اندلی خود پیش قدمی کر کے صلح کرتے طارق آگے آگے علاقے فتح کرتے جاتے اور موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے صلح ناموں اور معاہدوں کی تصدیق کرتا جاتا۔^(۱)

تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کو تعداد اور سلمان جنگ کی برتری کبھی حاصل نہیں ہو سکی (الامشاء اللہ) مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے جذبہ ایمان کی بنیاد پر میدان جنگ میں ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمنوں کی کثرت تعداد اور کثیر سلمان جنگ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مسلمان کا اصل ہتھیار اس کا ایمان ہے۔ ہم اور میزائل نہیں، ہم اور میزائل وہ اسلحہ ہے جو پڑا پڑا ناکارہ ہو سکتا ہے جسے دشمن چھین سکتا ہے یا جسے دشمن تباہ کر سکتا ہے لیکن ایمان وہ اسلحہ ہے جو نہ پرانا ہوتا ہے نہ اسے دشمن چھین سکتا ہے نہ اسے تباہ کر سکتا ہے، لہذا سلمان جنگ اور اسلحہ کی تیاری اور حصول دینی، ملی اور قومی غیرت کے تحفظ کے ساتھ ہو تو بالکل بجا اور درست لیکن سلمان جنگ اور اسلحہ کا ایسا حصول جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی اسلامی اقدار، اسلامی روایات اور اسلامی شعائر پامال ہوں یا مسلمانوں کے قومی وجود کو خطرہ ہو یا مسلمانوں کے دین اور ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہو تو یہ سراسر خسارے کا سودا ہے۔ ایمان کی قوت سلامت ہو تو قلت تعداد اور قلت سلمان مسلمان کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن ایمان سلامت نہ ہو تو اسلحہ کے کوڑوں ٹن بھی اسے فتح سے ہم کنار نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی فتح صرف اللہ پر ایمان اور توکل کے ساتھ مشروط ہے۔ تاریخ کی گواہی بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون بھی

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

”دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو تمہیں غالب رہو گے۔“ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹)



قارئین کرام! جملو افغانستان کے بعد عالمی سطح پر دشمنان اسلام جس طرح جملو کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں اور مجاہدین کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈہ کا تباہی فلک شور و غوغا برپا کیا جا رہا ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اہل علم اس بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کا موثر انداز میں جواب دیں ہم نے اپنی بساط کے مطابق اقوام عالم کی جنگوں کا غزوات مقدس سے تقابل کر کے جملو

کے اسلامی نقطہ نظر کو واضح کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے (جو ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت ہے) ہمیں اس کوشش میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے یہ جاننے کے لئے ہمیں اپنے قارئین کرام کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا۔

دشمنان اسلام کے شبانہ روز پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر بعض مسلم حکمرانوں کا اپنے ملک کے اندر مجاہدین کے ساتھ غیر اسلامی اور غیر انسانی رویہ بہت ہی افسوسناک اور شرمناک فعل ہے ایسے نازک حالات میں جو افراد اور جماعتیں اپنی قوت ایمانی کے بل پر مختلف ممالک میں جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں ہم ان کی عزیمت اور عظمت کو، ان کی جرات اور بسالت کو سلام پیش کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اے کائنات کے تما مالک! اپنے فیصلے کو نافذ کرنے کی قدرت رکھنے والے جبار و قہار! اے مجرموں سے انتقام لینے والے! اے علو و ثمود کو ہلاک کرنے والے! اے آل لوط اور آل فرعون کو نیست و نابود کرنے والے! اے اصحاب الاخذود اور اصحاب الفیل کاٹم و نشان مٹانے والے! آج دنیا کی ساری طاغوتی قوتیں مل کر تیرے دین کو ملیا میٹ کرنا چاہتی ہیں مسلمانوں پر جا بجا ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں معصوم بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے عفت مآب خواتین کی عصمتوں سے کھیلا جا رہا ہے خوبصورت بستیاں ویران کی جا رہی ہیں سرسبز و شلاب و اویاں نذر آتش کی جا رہی ہیں رستے بٹتے گھر اجاڑے جا رہے ہیں اٹلی وطن بے وطن کئے جا رہے ہیں اور تیرے مٹھی بھر نام لیوا تیرے نام کے سارے ہر جگہ باطل سے برسریکا رہے ہیں اے بدر و حنین میں اپنے بندوں کی نصرت فرمانے والے! اپنے ان ناتواں اور بے سروسامان بندوں کی نصرت اور تائید فرما، ان میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما، ان کے معاملات کی اصلاح فرما، ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ساری دنیا میں عزت اور عظمت عطا فرما، اے کتاب نازل فرمانے والے، اے جلد حساب لینے والے، لشکروں کو تنہا شکست دینے والے، دین کے ان دشمنوں کے قدم ڈگمگائے، ان کے دلوں میں اختلاف پیدا فرما، ان کو ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا فرما، ان پر لعنت کر اور انہیں بدترین شکست دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو کبھی واپس نہیں پھیرتا۔ آمین۔

کتاب کی نظر ثانی محترم حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب نے فرمائی جس کے لئے محترم حافظ صاحب کا دل سے شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں بہترین العامت سے نوازے۔
- آمین -

﴿ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ﴾

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

۶- محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

مطابق ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء

جہاد فی سبیل اللہ

دہشت گردی..... یا..... امن عالم کی ضمانت؟

کتاب و سنت میں جہاد فی سبیل اللہ کی زبردست ترغیب کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں یوں بے دریغ مرنے اور مارنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ مذہبی تعصب یا مذہبی جنون کا نتیجہ ہے یا ہوس دولت اور ہوس ملک گیری کا نتیجہ ہے یا محض دہشت گردی اور فساد فی الارض برپا کرنا اس کا مقصد ہے؟ جہاد کے حوالے سے یہ سوال بڑا اہم ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں ہم اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

تاریخ انسانی میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ہیں ان کے پیچھے دوسرے محرکات کے علاوہ دو بڑے محرکات یہ رہے ہیں۔

۱۔ ہوس دولت اور ہوس ملک گیری۔

ب۔ مذہبی جبر

ہم باری باری ان دونوں محرکات کا تجزیہ کر کے یہ دیکھیں گے کہ ان میں سے کون سا جذبہ محرکہ جہاد اسلامی کے پیچھے کار فرما ہے۔

۱۔ ہوس دولت اور ہوس ملک گیری

ہمارے سامنے اس صدی کی دو عظیم جنگوں کی تاریخ موجود ہے ان دونوں جنگوں میں فریقین کے اغراض و مقاصد درج ذیل تھے۔

جنگ عظیم اول (۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۸ء) کے اغراض و مقاصد

۱۔ ۱۸۷۰ء میں جرمنی نے زبردستی فرانس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

۲۔ جرمنی کی بڑھتی ہوئی تجارتی اور صنعتی ترقی روکنے کے لئے برطانیہ ان بحری تجارتی راستوں پر اپنا

قبضہ کرنا چاہتا تھا جن پر جرمنی قابض تھا جبکہ جرمنی ان بحری تجارتی راستوں کو بھی اپنے قبضہ میں لینا چاہتا تھا جو برطانیہ کے قبضہ میں تھے۔

۳۔ ۱۹۰۷ء میں روس اور فرانس نے برطانیہ سے ترکی اور جزیرہ نمائے بلقان میں اپنی تجارت بڑھانے کے لئے معاہدہ کیا جبکہ جرمنی اور آسٹریلیا نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے جزیرہ نمائے بلقان پر قبضہ کرنے کا معاہدہ کیا۔

جنگ عظیم اول کے یہ تین بنیادی اسباب تھے۔ تینوں ہی ہوس ملک گیری ہوس دولت اور وسعت تجارت کے جذبہ سے معمور ہیں۔ اب ایک نظر جنگ عظیم دوم () کے اغراض و مقاصد پر ڈالتے جو کہ درج ذیل تھے۔

۱۔ جرمنی نے ۱۹۳۸ء میں آسٹریا پر اور ۱۹۳۹ء میں چیکو سلواکیہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

۲۔ اٹلی پہلی جنگ عظیم کا فاتح تھا جسے شکوہ تھا کہ اسے فتح کے کماحقہ ثمرات نہیں ملے چنانچہ اس نے ۱۹۳۶ء میں ایتھوپیا پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

۳۔ ۱۹۳۹ء میں جاپان نے چین کے ایک صوبہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

۴۔ ۱۹۳۹ء میں سوویت یونین اور جرمنی نے ایک خفیہ معاہدے کے ذریعہ پولینڈ کے حصے بخرے کر کے آپس میں بانٹ لئے۔ بعد میں عدم اعتدلی کی وجہ سے سوویت یونین نے فن لینڈ پر قبضہ کر لیا۔

یہ تھے وہ ارض اور اعلیٰ مقاصد جن کی وجہ سے پوری دنیا دوسری مرتبہ جہاں اور ہلاکت سے دوچار ہوئی۔

ایک نظر عہد حاضر کی دو بڑی جنگوں کے اسباب و علل پر بھی ڈالتے چلے۔ افغانستان کے پہاڑوں، میدانوں اور وادیوں پر مسلسل دس سال تک آگ اور بارود برسانے والے سوویت یونین کا مقصد صرف یہ تھا کہ کم و بیش آدھی دنیا پر پھیلی ہوئی اپنی عظیم سلطنت کو وسعت دے کر بحر ہند کے گرم پانیوں تک پہنچ کر بین الاقوامی بحری تجارتی شاہراہوں پر اپنا قبضہ جما سکے۔

ہمارے عہد کی دوسری ہلاکت خیز جنگ ”جنگ خلیج“ ہے جس کے بارے میں اب کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ ڈرامہ بڑی فن کاری سے صرف عربوں کی دولت ہتھیانے کے لئے سنج کیا گیا تھا۔ عرب گیس اینڈ پٹرول انسٹی ٹیوٹ کی اطلاع کے مطابق اس جنگ میں اسلحہ خریدنے پر عربوں کی جو رقم خرچ ہوئی وہ پٹرول کی سالانہ آمدنی سے دس گنا زیادہ ہے۔ خبر کے مطابق اس جنگ کی وجہ سے مجموعی طور پر پٹرول برآمد کرنے والے ممالک کو سات سو بلین ڈالر سالانہ کا نقصان برداشت

کرنا پڑ رہا ہے۔

یہ ہیں اقوام عالم کی جنگوں کے وہ جلیل و عظیم مقاصد جن کے لئے کہ ارضی کے انسانوں کو بار بار آگ اور خون میں نہلایا گیا۔

آئیے اب ایک نظر اسلامی تعلیمات پر ڈالیں اور دیکھیں کہ جلب زر، حصول غنائم اور وسعت تجارت کی خاطر اسلام قتل کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

زمانہ جاہلیت میں غنائم کا حصول اور جلب زر ایک بہت بڑا محرک تھا قتل و غارت کا، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو ایسی تعلیم دی جس سے غنائم کے بارے میں ان کی سوچ یکسر بدل گئی۔ ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جملہ فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کا مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟)“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔“ (ابوداؤد) ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کی لیکن اس کی نیت اونٹ باندھنے کی ایک رسی حاصل کرنے کی تھی تو اسے وہی چیز ملے گی جو اس کی نیت تھی (یعنی وہ اجر و ثواب سے قطعاً محروم رہے گا)“ (نسائی) ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص جہاد کے بعد مال غنیمت حاصل کرتا ہے وہ آخرت میں ایک تمائی ثواب حاصل کرے گا اور جو مال غنیمت نہیں پاتا وہ سارا اجر آخرت میں پائے گا۔“ (نسائی) اس تعلیم نے زمانہ جاہلیت کی سوچ کو مکمل طور پر بدل دیا۔ ایک اعرابی جملہ میں شریک ہوا جملہ کے آخر میں مال غنیمت سے اس کا حصہ نکلا گیا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں جہاد میں مال حاصل کرنے کے لئے شریک نہیں ہوا بلکہ اس لئے شریک ہوا کہ تیرا میرے حلق میں لگتا اور میں شہید ہو جاتا۔“ (نسائی) غزوہ بدر میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں صحابہ کرامؓ میں اختلاف پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرُّسُولِ ۝﴾

”لوگ تم سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو یہ مال تو اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۱) چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرامؓ کے تمام اختلافات ختم ہو گئے اور رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ (مسند احمد) اسلامی تعلیمات کے بعد اب چند مثالیں پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

۸ جبری میں مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں کو ان کی جائیدادوں، ان کے اموال، ان کے کاروبار سے محروم کرنے والے درندہ صفت مجرم لوگ فاتح کے سامنے دست بستہ حاضر تھے۔ آپ ﷺ چاہتے

تو انہیں ان کی جائدادوں اور ان کے اموال سے اسی طرح محروم کر سکتے تھے جس طرح انہوں نے مسلمانوں کو کیا تھا لیکن تاریخ انسانی میں حسن عمل اور عظمت کردار کی ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ صحابہ کرامؓ نے کفار کی جائدادوں اور اموال کو چھوڑ اپنی چھینی ہوئی جائدادوں اور اموال کی واپس کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو مال اور جائدادیں اللہ کے لئے چھوڑ چکے ہو انہیں واپس نہ لو“ صحابہ کرامؓ نے پیغمبر اسلام ﷺ کے اس منفرد اور تابناک فرمان کے سامنے فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ کیا لوٹ مار کرنے، غنائم حاصل کرنے، دوسروں کی تجارت پر قبضہ کرنے، دولت سمیٹنے والے جاہ پسند اور اقتدار پرست فاتحین کا طرز عمل ایسا ہی ہوتا ہے؟

سقوط مکہ کے بعد حنین فتح ہوا تو مال غنیمت میں ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بکریاں اور ۶ ہزار کلو گرام چاندی حاصل ہوئی اسیران جنگ کی تعداد ۶ ہزار تھی۔ اموال غنیمت تقسیم کرنے سے قبل رسول اکرم ﷺ نے پورے دو ہفتہ انتظار فرمایا تاکہ اگر کوئی وفد تائب ہو کر گفت و شنید کے لئے آئے تو تمام اموال غنیمت واپس کر دیئے جائیں جب کوئی وفد نہ آیا تو آپ ﷺ نے سارے اموال لشکر اسلام میں اس طرح تقسیم فرمائے کہ صرف اپنی چادر باقی رہ گئی۔ اس کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس تمامہ کے درختوں کی تعداد کے برابر مویشی ہوتے تو میں انہیں بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے ایسا کرتے ہوئے نہ بخیل پاتے نہ بزدل نہ جھوٹا۔ کوئی ذی ہوش آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ تاریخ عالم میں ایسی زریں مثالیں پیش کرنے والا فاتح جس مذہب کی تعلیم لے کر آیا ہے وہ حصول غنائم کے لئے، دولت دنیا سمیٹنے کے لئے جلب زر کے لئے اور دوسروں کے وسائل معیشت و تجارت پر قبضہ کرنے کے لئے قتل اور خون ریزی کی اجازت دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

ب۔ مذہبی جبر

قتل خون ریزی اور جنگ و جدال کا دوسرا بڑا جذبہ محرکہ مذہبی جبر رہا ہے۔ چند مثالیں

ملاحظہ ہوں۔

۶۵۲۳ء میں یمن کے یسودی بادشاہ ذونواس نے عیسائیوں کے مرکز نجران پر حملہ کیا تاکہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر کے لوگوں کو یسودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ عیسائیوں نے یسودیت اختیار کرنے سے انکار کر دیا تو ذونواس نے حاکم نجران ”حارثہ“ کو قتل کر دیا۔ اس کی بیوی ”رومہ“ کے سامنے

اس کی دو بیٹیوں کو قتل کیا اور ماں کو بیٹوں کا خون پینے پر مجبور کیا۔ بعد میں ”رومہ“ کو بھی قتل کر دیا۔
 ہشپ پال کی ہڈیاں قبر سے نکل کر جلائیں، گڑھے کھود کر ان میں آگ جلائی جن میں عورتوں، مردوں
 بچوں، بوڑھوں سب کو پھینکوا دیا۔ مجموعی طور پر ۲۰ ہزار سے ۴۰ ہزار تک زندہ انسانوں کو آگ میں
 جلادیا اس واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید میں سورہ بروج میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

﴿وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾

”اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو
 زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔“ (آیت نمبر ۸) (۱)

۳۰۴ میں شہنشاہ روم ڈیو کلیٹین نے اپنی مملکت سے عیسائیت ختم کرنے کے لئے حکم
 جاری کیا کہ تمام کلیسا مسار کر دیئے جائیں۔ انجیلیں جلادی جائیں کلیساؤں کے اوقاف ضبط کر لئے
 جائیں جو شخص مسیحی مذہب پر اصرار کرے اسے قتل کر دیا جائے اس حکم کے باوجود جن عیسائیوں نے
 عیسائیت ترک کرنے سے انکار کیا ان کے بدن زخمی کر کے ان پر سرکہ اور نمک ڈالا جاتا بعد میں ان کی
 بوٹی بوٹی کٹی جاتی بعض اوقات ان کو عبادت گاہوں میں بند کر کے آگ لگادی جاتی، زیادہ لطف اٹھانے
 کے لئے ایک ایک عیسائی کو پکڑ کر دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا یا لوہے کے کانٹے اس کے بدن میں
 بھونکے جاتے۔ (۲)

۶۳۹ء میں چین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو صرف آٹھ برسوں کی قلیل مدت میں
 وہاں کی عیسائی حکومت نے مسلمانوں سے اسلام چھڑانے کی مہم شروع کر دی۔ چین کے ساڑھے تین
 لاکھ سرکردہ مسلمانوں کو ایک مذہبی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ عدالت نے ۲۸ ہزار ۵ سو ۴۰
 مسلمانوں کو موت کی سزا سنائی اور بارہ ہزار مسلمانوں کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی سینکڑوں
 لائبریریاں جن میں لاکھوں کتابیں تھیں نذر آتش کر دیں۔ بلاخر ۶۱۰ء میں تمام مسلمانوں کو ترک وطن
 کا حکم دے دیا گیا۔ ڈیڑھ لاکھ عربوں کا ایک قافلہ بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا کہ بلیڈا نامی ایک پارسی نے
 لشکروں کو ساتھ ملا کر قافلہ پر حملہ کر دیا اور ایک لاکھ مسلمان قتل کر ڈالے اس کے بعد مسلمانوں کے
 گھروں، کلیوں اور بازاروں میں قاتلانہ حملے شروع ہو گئے حتیٰ کہ ۶۳۰ء تک ایک بھی مسلمان چین
 میں بقی نہ رہا۔ (۳)

مارچ ۱۹۹۲ء میں بوسینا ہرزگووینا کے شہریوں نے ایک ریفرنڈم میں ۹۹ اعشاریہ ۴ فیصد کثرت سے

تفسیر القرآن جلد ششم سورہ بروج حاشیہ نمبر ۴ - ۲۔ البیہاقی الاسلام از سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ ص ۴۲۸

یورپ پر اسلام کے احسان از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص ۸۷-۸۸

آزادی کی حمایت میں ووٹ دیئے جس کے نتیجے میں بوسنوی مسلمانوں نے اپنی آزاد ریاست کا اعلان کر دیا، اعلان آزادی کے دن سے لے کر آج کے دن تک مسلمانوں پر جو قیامت خیز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اس کی وجہ اس مذہبی جبر کے علاوہ اور کیا ہے کہ یورپی عیسائی برادری اپنے درمیان کسی آزاد مسلمان ریاست کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مذکورہ مثالوں میں خون ریزی، غارتگری، درندگی اور سفاکی کا جذبہ محرکہ صرف مذہبی جبر ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ گھناؤنا اور مکروہ کردار ان اقوام کا ہے جنہوں نے یہ پروپیگنڈہ کرتے کرتے زمین و آسمان کے قلابے ملارکھے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ مسلمان دہشت گرد اور ڈاکو ہیں۔ یہ پروپیگنڈہ اس قدر فن کاری اور عیاری سے کیا گیا ہے کہ ان کی اپنی خونخوار اور مکروہ تصویر اس پروپیگنڈے کے پیچھے چھپ گئی ہے، لیکن کیا حقیقت بھی ایسی ہی ہے؟ آئیے حقائق کی روشنی میں اس پروپیگنڈہ کا جائزہ لیں۔

دعوت اور اشاعت اسلام کے بارے میں قرآن حکیم نے مسلمانوں کو جو بنیادی احکام دیئے ہیں

وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶) یعنی کسی کو دین منوانے کے لئے شریعت اسلامیہ میں زبردستی یا جبر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ انصار کے ایک قبیلہ بنو سالم بن عوف کے ایک آدمی کے دولڑکے عیسائی تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان لڑکوں کو جبراً مسلمان بنا لوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۔ سورہ کف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے

﴿لَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾

”جس کا جی چاہے ایمان لائے جس کا جی چاہے انکار کرے۔“ (آیت نمبر ۲۹) آیت کریمہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اسلام میں زبردستی دین منوانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ ہر آدمی کو مکمل اختیار دیا ہے کہ جو چاہے اسلام قبول کرے جو چاہے نہ کرے۔ اگر دین زبردستی منوانا مقصود ہوتا تو پھر جزا اور سزا کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس مضمون کی بے شمار آیات ہیں جن میں سے بعض یہ

ہیں۔ (۱۹: ۷۳)، (۲۹: ۷۶)، (۸۰: ۱۳)، (۸۱: ۲۷-۲۸)

۱۔ چند سال قبل امریکہ کے یہودی ”ایمرسن“ نے ایک فلم ”جہاد ان امریکہ“ بنائی جس میں مسلمانوں کو ڈاکو اور دہشت گرد دکھایا گیا ہے۔ (ہفت روزہ ”تکبیر“ کراچی، ۳ مئی ۱۹۹۵ء)

۳۔ رسول اکرم ﷺ کو دوران دعوت میں جن حالات سے سابقہ پیش آ رہا تھا ان سے بعض اوقات آپ ﷺ پریشان ہو جاتے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہ وضاحت ارشاد فرمائی ﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ﴾ ”اگر لوگ روگردانی کریں تو تم پر صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر ۲۰) یعنی اگر لوگ ایمان نہیں لاتے تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ کی ذمہ داری صرف پیغام پہنچانا ہے۔ زبردستی منوانا نہیں۔ اس مضمون کی دوسری آیات میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۵: ۹۹) (۲۱: ۳۵) (۲۲: ۴۲) (۲۸: ۸۸) (۲۱-۲۲)

جہاد کے احکام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”کافروں سے جنگ کو حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔“ (سورہ توبہ، آیت نمبر ۲۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ کافروں سے جنگ کو حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب کافر جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں تو جنگ بند کر دو۔ جزیہ کا قانون بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام زبردستی کسی کو مسلمان نہیں بنانا چاہتا۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے ”کافروں سے جنگ کو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔“ (سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۹۳) یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ کافروں سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک وہ مسلمان نہیں ہو جاتے بلکہ مطلوب یہ ہے کہ دین اسلام کو غالب اور نافذ کرنے میں دشمنان اسلام کی کھڑی کی ہوئی رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ قرآنی احکام کے بعد سنت مطہرہ کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ غزوہ بدر میں کافروں کے ۷۰ آدمی قید ہوئے جنہیں رہا کرنے کے لئے دو شرطیں مقرر کی گئیں پہلی یہ کہ فدیہ ادا کیا جائے۔ دوسری یہ کہ جو فدیہ نہ دے سکے وہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔ چند آدمیوں کو رسول اکرم ﷺ نے غیر مشروط طور پر بطور احسان بھی رہا فرمایا۔ اگر زبردستی اسلام منوانا مطلوب ہوتا تو رسول اکرم ﷺ سب سے پہلے یہی شرط مقرر فرماتے کہ جو شخص مسلمان ہو جائے اسے رہا کر دیا جائے گا، لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا۔

۲۔ غزوہ بنو نضیر میں یہودیوں پر مکمل غلبہ حاصل کرنے کے بعد ازرہ عفو و کرم ان کی جان بخشی کی اور

۳۔ جزیہ سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے وصول کرتی ہے جس کے بدلے میں اسلامی حکومت ان کے جان و مال کی حفاظت کرتی ہے جزیہ ادا کرنے والے غیر مسلموں کو اس بات کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے کہ وہ اسلامی حکومت کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اپنے عقیدہ اور مذہب پر عمل کرتے رہیں لیکن انہیں اپنے عقیدہ اور مذہب کی اشاعت کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

پورے امن اور سلامتی کے ساتھ انہیں مدینہ منورہ سے نکلنے کا راستہ بھی دیا اگر آپ تلوار کے زور سے اسلام منوانا چاہتے تو اس سے بہتر موقع اور کون سا تھا؟

۳۔ سقوط مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، آپ ﷺ کا جاری کردہ فرمان تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے ثبت ہے۔ ”جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے، جو حرم میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے، جو اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہے اسے قتل نہ کیا جائے، جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لے لے اسے قتل نہ کیا جائے۔“ کیا آپ ﷺ اپنے فرمان مبارک میں ان الفاظ کا اضافہ نہیں فرما سکتے تھے ”جو اسلام لے آئے اسے قتل نہ کیا جائے۔“ یقیناً ایسا ممکن تھا، لیکن تلوار کے زور سے اسلام منوانا چونکہ اسلام کے ارفع و اعلیٰ اصولوں کے خلاف تھا لہذا آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

۴۔ حضرت عمرؓ کا غلام ”سبت“ عیسائی تھا۔ حضرت عمرؓ اسے اسلام کی دعوت دیتے تو وہ انکار کرتا تو آپ فرماتے ﴿لَا اِكْرَهَ لِيْ فِي الدِّيْنِ﴾ یعنی دین منوانے میں زبردستی نہیں ہے۔ (ابن کثیر) حقیقت یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کا طرز عمل اس قدر وسیع النظری اور عالی ظرفی پر مبنی ہے کہ تنگ نظر اور متعصب دشمنان اسلام اس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جہاں اقوام عالم کی جنگوں کے سب سے بڑے مقاصد میں سے اولاً حصول دولت، جلب زر، کمزور اقوام کے وسائل معیشت و تجارت پر قبضہ کرنا اور ثانیاً یہی جسبہ سرفہرست ہیں وہاں جہاد اسلامی کے مقاصد کو ان دونوں چیزوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس وضاحت کے بعد یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جہاد اسلامی کے مقاصد ہیں کیا؟ ذیل میں ہم جہاد اسلامی کے اغراض و مقاصد تحریر کر رہے ہیں تاکہ اقوام عالم کی جنگوں کے مقاصد کا جہاد اسلامی کے مقاصد سے تقابل کیا جاسکے۔

جہاد اسلامی کے مقاصد

جہاد اسلامی کے اہم ترین مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بِاَنفُسِهِمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾

”(قتل کی) اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جارہی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور

اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔“ (سورہ حج آیت نمبر ۳۹) قرآن مجید کی یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے اجازت دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمادی ہے کہ چونکہ مسلمانوں پر مسلسل تیرہ سال تک بے پناہ ظلم و ستم ڈھائے گئے لہذا اب انہیں اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ بھی ظلم کرنے والوں کے خلاف جنگ کریں۔

جہاد کی اجازت دینے کے بعد دوسری آیت جس میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا اور جس کے بعد جنگ بدر پیش آئی اس آیت کا مضمون بھی قابل غور ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقْتُلُوهُمْ وَ أَخْرَجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۝﴾ (۱۹۰:۲-۱۹۱)

”تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ ہو اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۰-۱۹۱) اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے جہاد کے حکم کی وجہ واضح طور پر بیان فرمادی ہے چونکہ کفار نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے تمہیں تمہارے گھر بار اور جائیدادوں سے نکال دیا ہے لہذا اب ان سے جنگ کرو۔ دونوں آیتوں کو سامنے رکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا جا رہا ہو ان کے گھر بار چھینے جا رہے ہوں، ان کو ان کی جائیدادوں سے بے دخل کیا جا رہا ہو، انہیں قتل کیا جا رہا ہو تو ایسے ظالموں، قاتلوں اور مفسدوں کے خلاف جنگ کرنی چاہئے اور اگر کفار مسلمانوں کو ان کی سرزمین سے نکال دیں یا ان سے اقتدار چھین لیں تو مسلمانوں کو بھی طاقت حاصل ہونے پر کفار کو وہاں سے نکال دینا چاہئے اور ان سے اقتدار واپس لینا چاہئے۔

ہجرت کے بعد مکہ میں رہائش پذیر مسلمانوں پر کفار مکہ کا ظلم و ستم بدستور جاری رہا تو ان کی فریاد و فغاں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أُمَّهَاتُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝﴾

”آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دیلائے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا فرماوے۔“ (سورہ نساء آیت نمبر ۷۵) یعنی جن

مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے، خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں جیتے ہوں ان کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے دوسرے تمام مسلمانوں کو جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔

تینوں آیات میں جو اہم اور مشترک نکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ظلم و تشدد، خون ریزی اور دہشت گردی کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے خواہ ظالم طاقت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ پس جہاد کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دنیا سے ظلم و تشدد، جارحیت، خون ریزی، غارت گری، دہشت گردی اور بد امنی کا مکمل طور پر استیصال اور خاتمہ کرنا ہے۔

۲- سورہ انفال میں جن لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کا ایک جرم درج ذیل آیت میں بتایا گیا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ○﴾

”جن لوگوں نے حق ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لئے پچھتوے کا سبب بنیں گی پھر وہ مغلوب ہوں گے۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۳۶) یعنی جرم یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ (دین اسلام) پر آنے سے روکتے ہیں۔ اسی طرح سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے جن مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم دیا ہے ان کا جرم یہ بتایا گیا ہے

﴿اجْتَبَرُوا بِآيَةِ اللَّهِ تَمَنَّا قَلِيلًا فَوَصَدُوا عَنْ سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○﴾

”ان مشرکوں نے اللہ کی آیتوں کو بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکا ہے بہت ہی برا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۹) دونوں آیتوں میں اللہ کی راہ سے روکنے والوں کے خلاف مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کی راہ سے روکنے کے تین مفہوم ہیں اور تینوں صورتوں میں جہاد کا حکم ہے۔ اولاً مسلمانوں کو دین اسلام پر چلنے سے زبردستی روک جائے ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں اور ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔ ثانیاً جو لوگ مسلمان بننا چاہیں انہیں زبردستی مسلمان بننے سے روک جائے۔ ثالثاً مسلمانوں کو زبردستی مرتد بنایا جائے یہ تمام صورتیں اللہ کی راہ سے روکنے کی ہیں ایسا کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے دوسرے الفاظ میں مذہبی جبر ختم کرنا اسلامی عقائد اور نظریات کی نشوونما اور ارتقاء میں رکاوٹ بننے والی باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا نیز بحیثیت مسلمان اپنے

قومی وجود اور قومی یک جہتی کی حفاظت کرنا بھی جملہ اسلامی کے مقاصد میں شامل ہے۔
۳- سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جملہ کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی جملہ کا مقصد بھی بیان فرمایا ہے
- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ ○

”جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور روز آخرت میں ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام قرار نہیں دیتے اور دین حق کو اپنا دین نہیں بتاتے (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور زیر دست بن کر رہیں۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۲۹)

مذکورہ آیت سے دو باتیں بالکل واضح ہیں۔

۱- دین حق کو غالب کرنے کے لئے کفار اور مشرکین کے خلاف جملہ کرنے کا حکم ہے۔

ب- غیر مسلمانوں کو بزور تلوار مسلمان بنانا مطلوب نہیں بلکہ اسلام کو غالب کرنے میں ان کی فعل تخریبی قوتوں کا قلع قمع کرنا مطلوب ہے۔

یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں بھی ارشاد فرمائی ہے۔

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ﴾ (۲: ۱۹۳)

”کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۳) اس آیت میں دین اسلام کو غالب کرنے کے لئے جملہ کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ ارشاد مبارک ہے کہ دین کو غالب کرنے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا فتنہ جب تک ختم نہ ہو جائے اس وقت تک جنگ کرتے رہو۔

یاد رہے کہ دین اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید ہے جس کے مطابق اس دنیا کا خالق، مالک، رازق، معبود، آقا اور شہنشاہ صرف ایک اللہ کی ذات ہے باقی ساری مخلوق اس کے عاجز بندے اور دست بستہ غلام ہیں جو اس کے آگے جواب دہ ہیں لہذا کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود لوگوں کا آقا بن جائے اور دوسروں کو اپنا غلام بنا کر ان پر ظلم و ستم کرنے لگے، کسی پیشوا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا معبود بن کر ان سے اپنی پوجا کروانے لگے کسی دولت مند کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا رازق بن کر ان کو ذلیل و رسوا کرنے لگے، کسی طاقتور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا مالک

بن جائے اور ان کی عزتوں سے کھیلنے لگے، کسی حاکم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کا شہنشاہ بن جائے اور رعایا کے حقوق پامال کرنے لگے گویا بنیادی طور پر دین اسلام امن، سلامتی، مساوات، عدل و انصاف اور اخوت کا مذہب ہے اور ظلم و زیادتی، جبر و تشدد، بد امنی و دہشت گردی، خون ریزی اور غارت گری کا شدید دشمن ہے لہذا دین اسلام کو غالب کرنے کا مطلب امن و سلامتی، عدل و انصاف، مساوات اور اخوت کا قیام اور ظلم و زیادتی، جبر و تشدد، بد امنی، دہشت گردی، خون ریزی اور غارت گری کا خاتمہ اور استیصال ہے۔

بعض دیگر جنگی امور کا تقابلی جائزہ

اسلام ایک کھل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس نے مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملہ میں ہدایات دی ہیں جہاں فی سبیل اللہ کے بارے میں بھی مسلمانوں کو ایسے قواعد و ضوابط کا پابند بنایا گیا ہے جو کہ

اولاً قیامت تک کے لئے نافذ العمل ہیں۔

ثانیاً ان قواعد و ضوابط میں کسی بڑی سے بڑی اتھارٹی کو تغیر و تبدل کا اختیار نہیں۔

چالٹا ان قواعد و ضوابط کا ہر وہ شخص پابند ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اگر کوئی فاتح یا سپہ سالار ان قواعد و ضوابط پر دوران جہاد عمل نہیں کرتا تو شریعت کی نگاہ میں وہ قانون شکن اور مجرم ہے جس کی اللہ کے ہاں قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔ اس کے مقابلہ میں مغربی اقوام کے بارے میں یہ حقائق تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں کہ۔

اولاً سترہویں صدی کی ابتدا تک مغربی اقوام کے ہاں قانون جنگ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔^(۱)

ثانیاً مغربی اقوام کے وضع کردہ قوانین جنگ ان کے اپنے مفادات کے تابع ہی وضع کئے گئے ہیں جن میں حسب ضرورت نہ صرف تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے بلکہ قانون بنا یوالے جب چاہتے ہیں اپنے ہی قانون کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں^(۲)

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اہلماذنی الاسلام باب ہفتم ”جنگ تہذیب جدید میں“۔

۲۔ پہلی مرتبہ ۱۸۶۸ء میں جنیوا اور دوسری مرتبہ ۱۸۷۴ء میں بروسلز کانفرنس میں یورپ کی مذہب ترین حکومتوں میں یہ طے پایا کہ جنگ میں آتش کیر بادہ اور زہریلی گیس استعمال نہیں کی جائے گی۔ لیکن جنگ عظیم (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں بظلمت ساتھ لاکھ انسان گیس چیمبروں کے ذریعے ہلاک کر کے اس قانون کے پرچے اڑا دیے۔ اگست ۱۸۶۳ء میں یورپ کی تمام حکومتوں نے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے جس کے مطابق فوجی ہسپتالوں کا عملہ غیر جانبدار قرار دیا گیا اور بیماروں اور زخمیوں کے علاج میں مزاحمت کو ناجائز قرار دیا گیا لیکن جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء-۱۹۱۸ء) میں فریڈرین نے ایک دوسرے کے ہسپتالی جہاز۔ بڑی آزادی سے غرق کر کے اس قانون کی دھجیاں اڑا دیں۔

تاثراً ان قوانین کی پابندی صرف وہ اقوام کرتی ہیں جو باقاعدہ اس معاہدہ میں شریک ہوتی ہیں دیگر اقوام ان قوانین کی پابندی سے آزاد ہوتی ہیں۔

جہاد اسلامی کے قواعد و ضوابط اور دنیاوی جنگوں کے خود ساختہ قوانین میں اس بنیادی فرق کی وضاحت کے بعد ہم جہاد اسلامی اور اقوام مغرب کی جنگوں کے بعض امور کا تقابلی جائزہ پیش کر رہے ہیں جو ہمیں یہ فیصلہ کرنے میں مدد دے گا کہ تاریخ کی میزان عدل میں خون ریزی، غارتگری، دہشت گردی، درندگی، سفاکی اور بربریت اقوام مغرب کی جنگوں کے پلاڑے میں ہے یا جہاد اسلامی کے پلاڑے میں؟

۱۔ آداب قتل

رسول اکرم ﷺ نے دوران جہاد مختلف مواقع پر جو ہدایات ارشاد فرمائیں وہ یہ ہیں۔ دوران جہاد دشمن کے مقتولین کا مثلہ نہ کرنا۔ (بخاری) دشمن کی املاک میں لوٹ مار نہ کرنا۔ (ابوداؤد) دشمن کو اذیت دے کر قتل نہ کرنا۔ (ابوداؤد) زیر دست دشمن کو آگ میں نہ جلاتا۔ (بخاری) دشمن کو امان دینے کے بعد قتل نہ کرنا (ابن ماجہ) دشمن کو دھوکہ سے قتل نہ کرنا۔ (ابوداؤد) جنگ موتہ کے لئے لشکر اسلام کو روانہ کرتے ہوئے درج ذیل ہدایات دیں ”بدعمدی نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، کسی بچے بوڑھے اور درویش کو قتل نہ کرنا، کھجور یا کوئی دوسرا درخت نہ کاٹنا، کسی عمارت کو منہدم نہ کرنا۔“ (۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو روانہ فرماتے ہوئے درج ذیل ہدایات دیں ”خیانت نہ کرنا، مال نہ چھپانا، بے وفائی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، ہرے بھرے اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، کھانے کے علاوہ جانوروں کو بے کار زنج نہ کرنا۔“ (۲)

ایک فوجی مہم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے غلط فہمی میں کچھ لوگ مارے گئے رسول اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔“ (بخاری) بعد میں رسول اکرم ﷺ نے مقتولین کی دست اور ان کے نقصانات کا معاوضہ ادا فرمایا۔

جنگ بدر سے چند یوم پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آرہے تھے کافروں نے روک لیا اور اس وعدہ پر مدینہ جانے کی اجازت دی کہ اگر جنگ ہوئی تو تم اس میں حصہ نہیں لو گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا اور مدینہ پہنچ کر نبی اکرم ﷺ کو

غزوہ حنین میں چھ ہزار امیران جنگ کو محسن انسانیت ﷺ نے نہ صرف بطور احسان بلانندیہ رہا فرمایا بلکہ رہائی کے وقت تمام قیدیوں کو ایک ایک چادر بطور ہدیہ عنایت فرمائی (۱)

اجتماعی قیدیوں کے ساتھ ساتھ ایک انفرادی قیدی کا تذکرہ بھی پڑھ لیجئے۔ یمامہ کا حاکم ثلمہ بن اطلال گرفتار ہو کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا اور خود گھر جاتے ہی فرمایا ”گھر میں جو کھانا موجود ہے وہ ثلمہ کو بھجوا دیا جائے نیز فرمایا کہ روزانہ میری اونٹنی کا دودھ صبح و شام اسے بھجوا دیا جائے۔ یاد رہے ثلمہ ماضی میں نہ صرف رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کر چکا تھا بلکہ کئی صحابہ کرامؓ کا قاتل بھی تھا اس کے باوجود تین چار دن کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اسے بطور احسان بلانندیہ رہا کرنے کا حکم فرمایا تو اس حسن سلوک اور فیضانِ عنو و کرم سے متاثر ہو کر ثلمہ مسلمان ہو گیا۔

اب ایک نظر ”مہذب اور امن پسند“ یورپ کے امیران جنگ سے ”حسن سلوک“ پر بھی ڈال لیجئے۔

قیصر روم باسل (۹۶۳ء تا ۱۰۲۵ء) نے بلغاریہ پر فتح حاصل کی تو پندرہ ہزار امیران جنگ کی آنکھیں نکلو اویں ہر سو قیدی کے بعد ایک قیدی کی ایک آنکھ باقی رہنے دی تاکہ وہ ان اندھوں کو گھروں تک پہنچا سکیں (۲)

ایک جنگ میں رومی عیسائیوں نے مسلمانوں کو شکست دی تو تمام مسلم امیران جنگ کو سمندر کے کنارے لٹا کر ان کی پیٹ میں لوہے کے بڑے بڑے کیل ٹھونک دیئے تاکہ بچے بچے مسلمان جب جہازوں پر واپس جائیں تو اس منظر کو دیکھ سکیں (۳)

۱۷۹۹ء میں مہذب یورپ کے سب سے بڑے جنرل نیپولین بوناپارٹ نے یافا کے چار ہزار ترک امیران جنگ کو محض اس عذر کی بنا پر قتل کر دیا کہ وہ انہیں کھلانے کے لئے خوراک مہیا نہیں کر سکتا اور نہ مصر بھیجنے کا انتظام کر سکتا ہے (۴)

جنگ عظیم دوم (۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء) میں فلپائن کے ایک محاذ پر امریکہ اور فلپائن کی مشترکہ فوج کے ۷۵ ہزار فوجیوں نے جاپانی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے فاتح فوج نے ۷۵ ہزار امیران جنگ کو شدید گرمی، بھوک اور پیاس کی حالت میں ۶۵ میل پیدل چل کر نظر بندی کیپوں تک پہنچنے کا حکم دیا۔ بیشتر امیران جنگ طویل سفر کی ناقابل برداشت صعوبتوں کی وجہ سے راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔ تاریخ

۱- الریق الجہوم از صفی الرحمان مبارکپوری، ص ۶۷۱
 ۲- یورپ پر اسلام کے احسان از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص ۸۲
 ۳- الجہاد فی الاسلام، ص ۵۳۶
 ۴- یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۸۲

(۱)۔ لگواوی۔

۱۶۹۹ء میں عیسائیوں نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف کے ہاتھ لور پاؤں کے انبار لگ گئے کچھ آگ میں زندہ پھینکے جا رہے تھے کچھ فصیل سے کود کر ہلاک ہو رہے تھے اور گلیوں میں ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے پیکل میں دس ہزار مسلمانوں نے پناہ لی تھی عیسائیوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ (۲)

آج کے مہذب ترین یورپ کا حال عمد قدیم کے وحشی یورپ سے ذرا بھی مختلف نہیں۔ مارچ ۱۹۹۲ء میں بوسنیا کے مسلمان شہریوں نے ریفرنڈم کے ذریعہ آزادی کا فیصلہ کیا تو متعصب سرب عیسائیوں نے بوسنوی مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کئے وہ تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے مسلمانوں کے سینوں پر خنجروں سے صلیب کے نشان بنائے گئے، بچوں کو ذبح کر کے ماں باپ کو ان کا خون پینے پر مجبور کیا گیا۔ حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کر کے معصوم بچے نکل کر ذبح کئے گئے کم سن نوجوان اور بوڑھی خواتین کی آبروریزی کر کے انہیں قتل کیا گیا۔ مسلمان قیدیوں کے جسموں سے اس طرح خون نکالا گیا کہ وہ سسک سسک کر موت کے منہ میں چلے گئے۔ زندہ انسانوں کے جسموں سے خنجروں کے ساتھ کھال اتاری گئی۔ بستیاں اور وہاٹوں کے وہمات نذر آتش کئے گئے۔ پناہ گزین زندہ جلادیئے گئے لاشوں کا مثلہ کیا گیا، سرکٹ کر سڑکوں پر فٹ بال کی طرح روندے گئے۔ (۳)

قدیم اور جدید وحشی یورپ کے یہ واقعات کسی تبصرہ کے محتاج نہیں یہ واقعات پڑھ کر کسی بھی ذی ہوش انسان کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ دو ارن جنگ احترام آدمیت، امن، سلامتی، نیکی، احسان، رحمہ، خدا ترسی اور شرافت کس پلڑے میں ہے اور ظلم، بربریت، دہشت گردی، شقاوت اور درندگی کس پلڑے میں ہے۔

۲۔ غیر مقاتلین سے سلوک

جنگ میں کسی بھی صورت میں حصہ نہ لینے والے افراد مثلاً عورتیں بچے، بوڑھے، بیمار، زخمی اور معذور لوگ یا گوشہ نشین درویش وغیرہ کو اسلام نے قتل کرنے سے منع کیا ہے رسول رحمتؐ کا ارشاد مبارک ہے ”مورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔“ (بخاری) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے ”مورتوں اور مزدوروں کو قتل نہ کرو۔“ (ابوداؤد) ایک جنگ میں کچھ لوگ جمع تھے نبی اکرم ﷺ

۱۔ ۱۔ اہلادی الاسلام، ص ۲۱۳ ۲۔ یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۸۲

۳۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مجلہ الدعوة لاہور اگست ۱۹۹۲ء، فروری ۱۹۹۳ء، ہفت روزہ تکبیر کراچی ۱۵ جولائی ۱۹۹۳ء، ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۹۳ء

کے استفسار پر بتایا گیا کہ ایک عورت کی لاش پر لوگ جمع ہیں۔ ”آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا ”عورت تو قتل نہیں کر رہی تھی۔“ (پھر کیوں قتل کی گئی؟) چنانچہ آپ ﷺ نے فوج کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کیا جائے۔ (ابوداؤد)

عہد نبویؐ کی مذہب اقوام قیصر کسری کا حال یہ تھا کہ ۶۱۳ء میں ایرانی بادشاہ خسرو پرویز نے قیصر روم ہرقل کو شکست دی تو مفتوحہ علاقے میں تمام مسیحی عبادت خانے مسمار کر دیئے اور ۶۰ ہزار غیر مقاتلین (عورتوں، بچوں، بوڑھوں) کو تہ تیغ کیا جن میں سے ۳۰ ہزار مقتولوں کے سروں سے شہنشاہ ایران کا محل سجایا گیا۔^(۱)

ایک نظر ترقی یافتہ یورپ کے مذہب جرنیلوں کی غیر مقاتلین کے بارے میں تعلیمات عالیہ بھی ملاحظہ ہوں ”گولہ باری کے وقت محصورین میں عورتوں اور بچوں اور دوسرے غیر مقاتلین کا موجود ہونا ہی جنگی نقطہ نظر سے مطلوب ہے کیونکہ صرف اسی صورت میں محاصرہ فوج محصورین کو خوفزدہ کر کے ہتھیار ڈالنے پر جلدی سے مجبور کر سکتی ہے۔“^(۲)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں نے جس بے دردی اور سنگدلی سے بچوں اور عورتوں کو قتل کیا اس کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے ”جنگ آزادی میں ۲۷ ہزار اہل اسلام نے چھانسی پائی، سات دن برابر قتل عام ہوتا رہا جس کا کوئی حساب نہیں بچوں تک کو مار ڈالا گیا عورتوں سے جو سلوک کیا گیا وہ بیان سے باہر ہے اس کے تصور سے ہی دل دہل جاتا ہے۔“^(۳)

۱۹۰۷ء کی ہیگ کانفرنس میں غیر مقاتلین کو تحفظ دینے کا معاہدہ طے ہوا لیکن اس معاہدہ کے بعد جب متحدہ ریاست بلقان اور ترکی کے درمیان جنگ ہوئی تو اس میں ۲ لاکھ چالیس ہزار غیر مقاتلین مسلمان تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔^(۴)

جنگ عظیم اول اور دوم میں مذہب یورپ کے مذہب جرنیلوں نے جس سنگ دلی اور بربریت کے ساتھ شہری آبادیوں پر بم باری کی اس نے مقاتلین اور غیر مقاتلین کا تصور ہی ختم کر دیا۔ جنگ عظیم دوم میں جدید تہذیب و تمدن کے تین بڑے علمبرداروں (امریکہ کے ٹرومین، برطانیہ کے چرچل اور روس کے سٹالن) نے چلپان کا سلسلہ فتوحات روکنے کے لئے ایک اجلاس میں متفقہ طور پر چلپان کی شہری آبادی کو ایٹم بم کا نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ہیروشیما اور ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر ڈیڑھ لاکھ غیر مقاتلین کی شہری آبادی کو آن واحد میں صفحہ ہستی سے

۱-۲۔ اہمادی الاسلام، ص ۵۷۰

۱- غزوات مقدس، ص ۲۵۷

۲- تاریخ ندوۃ العلماء از مولوی محمد جلیس صاحب حصہ اول، ص ۴۳۔ اہمادی الاسلام، ص ۵۷۱

مثلاً گیا۔^(۱)

اقوام مغرب کی مکاری اور عیاری واقعی قابل داد ہے کہ ایک طرف دوران جہاد صرف ایک خون ناحق پر ناراض ہونے والا پیغمبر اسلام ﷺ..... جس نے اس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لئے مستقل ضابطہ بنادیا کہ دوران جہاد کسی غیر متعلق بچے، بوڑھے، عورت مزدور اور تارک الدنیا درویش کو قتل نہ کیا جائے..... کی تلوار انسانیت دشمن^(۲) وہ پیغمبر خوبی پیغمبر، اس کی تعلیمات دہشت گردی اور دوسری طرف ہزاروں نہیں لاکھوں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو بے دریغ قتل کرنے والے زہریلی گیسوں سے ہلاک کرنے والے، ایٹم بموں سے ہتے بٹے گھروں اور شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے خون خوار درندے اور قصاب..... مہذب، امن پسند اور انسانیت کے خیر خواہ؟

۳- اسیران جنگ سے سلوک

رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دشمنان اسلام کے خلاف سات جنگیں لڑیں ان میں سے دو جنگوں میں دشمن کے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ غزوہ بدر میں ۷۰ اور غزوہ حنین میں ۶ ہزار۔ جنگ بدر کے قیدی وہ لوگ تھے جنہوں نے ظلم و تشدد کر کے مسلمانوں کو جلا وطنی پر مجبور کر دیا تھا اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ان قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا تو صحابہ کرامؓ نے اس شدت سے اس حکم پر عمل کیا کہ خود کھجوریں کھا کر گزارا کرتے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہیں تھے انہیں کپڑے مہیا کئے^(۳) کچھ مدت بعد بعض قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں رہا کھرایا گیا بعض قیدیوں کو بلا فدیہ بطور احسان رہا کیا گیا اور بعض قیدیوں کو دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کیا گیا۔ یاد رہے کسی ایک بھی قیدی کو نہ تو قتل کیا گیا نہ کسی سے انتقام لیا گیا بلکہ ایک قیدی سمیل بن عمرو جو بڑا شعلہ بیان خطیب تھا اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اشتعال انگیز تقریریں کیا کرتا تھا، کے بارے میں حضرت عمرؓ نے تجویز پیش کی کہ اس کے اگلے دو دانت تڑوا دیجئے تاکہ آئندہ یہ آپ کے خلاف شعلہ بار تقریریں نہ کر سکے۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ تجویز مسترد فرما کر اسیران جنگ سے حسن سلوک کی ایسی زریں مثال قائم فرمائی جو رہتی دنیا تک جنگوں کی تاریخ میں اپنی مثال آپ رہے گی۔

۱- ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، جولائی ۱۹۹۵ء

۲- ہندوستان میں یو پی کے گورنر سر دلیم بیور نے پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف کتاب لکھی جس میں اس نے لکھا ہے کہ "انسانیت کے دو سب سے بڑے دشمن ہیں محمدؐ کی تلوار اور محمدؐ کا قرآن" (موج کوڑ از شیخ محمد اکرام، صفحہ ۱۲۳)

۳- تاریخ اسلام، ص ۴۲

صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ جنگ کا موقع آیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اب ہم کیا کریں؟“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہم قریش سے کئے گئے معاہدے کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔“ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خواہش کے باوجود جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے (۱)

حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ان اعلیٰ و ارفع تعلیمات اور ذاتی حسن عمل نے عہد شکنی، دھوکہ دہی، خون ریزی، وحشت برہنت، دُرندگی اور خونخواری کی حامل جنگوں کا اصولاً خاتمہ کر کے جنگ کو ایک مقدس مشن کا مقام دے دیا اور یہ مقدس مشن جمادی نبیل اللہ مسلمانوں کے لئے اسی طرح کی ایک عجلت پہنچا گیا جیسی نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور صدقات وغیرہ عبادت ہیں۔

جنگ احد میں دشمنوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نچلا ایک دانت مبارک توڑ دیا ہونٹ زخمی ہو گیا خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں اور چہرہ اقدس خون آلود ہو گیا۔ میدان احد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھیوں کی لاشوں سے اٹا پڑا تھا لاشوں کا مثلہ کیا گیا تھا۔ میدان جنگ کا یہ نقشہ دیکھ کر کسی بھی فوج کے سپہ سالار کی جو ذہنی کیفیت ہو سکتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں چنانچہ لمحہ بھر کے لئے انسانی جذبات غالب آگئے اور فرمایا ”اس قوم پر اللہ کا سخت عذاب ہو جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا۔“ لیکن فوراً مقدس مشن کے علمبردار رحمۃ اللعالمین ”محسن انسانیت“ نے اپنی بددعا کو اس دعاء کے ساتھ بدل دیا ”اے اللہ ! میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ جانتی نہیں“ (۱) ”مخلوق خدا کے لئے رحم و کرم کی یہ بارش نبی نوع انسان کے لئے عفو و درگزر کا یہ فیضان اور اپنے قاتلوں اور جانی دشمنوں کے لئے ہدایت اور نیکی کی یہ دعائیں اس بات کا واضح اعلان ہیں کہ مطلوب انسانوں کی ہلاکت اور بربادی نہیں بلکہ ہدایت اور فلاح ہے۔ سیرت طیبہ کا یہ پہلو عظمت کردار کی ایسی رفتوں اور بلندیوں کا حامل ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مصلحین اور فاتحین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شان کریمی کے آگے اوندھے منہ پڑے نظر آتے ہیں حق بات یہ ہے کہ نبی نوع انسان پر پیغمبر اسلام کا یہ وہ احسان عظیم ہے جس کے بار سے نبی نوع انسان تاقیامت سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

اسلام نے یہ پاکیزہ اور اعلیٰ و ارفع تعلیمات اس وقت دیں جب اپنے وقت کی مذہب ترین اقوام..... روم و ایران..... جنگوں میں وحشی جانوروں سے برتر وحشت کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

۵۳۰ء میں نوشیروان نے شام پر چڑھائی کی تو اس کے دارالحکومت انطاکیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی باشندوں کا قتل عام کیا، عمارتوں کو مسمار کیا جب اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو شہر میں آگ

۱- حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، حصہ دوم، ص ۱۳۷ -۲- الریحق الخدم، ص ۲۲۱

میں اس سنگ دلانہ اور بے رحمانہ سفر کو DEATH MARCH کا نام دیا گیا ہے (۱)۔
 قارئین کرام! تاریخ کے دو کردار، دو نظام حیات، دو عقیدے، دو نظریے اور دو راستے
 ہمارے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح رکھے ہیں کیا یہ حقیقت سمجھنے میں کوئی دقت یا دشواری پیش
 آ رہی ہے کہ کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد نیکی، احسان، امن، سلامتی، شرافت اور احترام
 آدمیت پر ہے اور کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد ظلم، خون ریزی، غارت گری، انسانیت دشمنی،
 'دہشت گردی'، سنگ دلی، بے رحمی اور وحشت و بربریت پر ہے؟

۲۔ مفتوحین سے سلوک

فتح کے بعد فاتح قوم، مفتوح قوم سے بڑا سنگدلانہ اور بے رحمانہ سلوک کرتی ہے قدیم اور جدید
 عہد کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے لیکن پیغمبر اسلامؐ نے اپنے دشمنوں پر مکمل دسترس
 حاصل کرنے کے بعد رحمہلی، خدا ترسی، عفو و کرم اور حسن سلوک کی نادر مثالیں پیش کر کے جنگوں کی
 تاریخ میں ایک نئے زریں باب کا اضافہ فرمایا۔

مکہ فتح ہوا تو تمام اکابر مجرمین، جن میں نبی اکرم ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کے حرم کے اندر
 خون بہانے والا عکرمہ بن ابی جہل، رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو نیزہ مار کر اونٹ
 سے گرانے والا ہبار بن اسود (یاد رہے اونٹ سے گرنے کے نتیجے میں حضرت زینبؓ کا حمل ساقط
 ہو گیا تھا) کی زندگی میں بیت اللہ شریف کی چالی نبی اکرم ﷺ کو دینے سے سختی سے انکار کرنے والا عثمان
 بن ملہ، مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت لشکر اسلام کی مزاحمت کرنے والا صفوان بن امیہ، آپ ﷺ
 کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے جسم مبارک کا مثلہ کرنے والا وحشی بن حرب، حضرت حمزہ رضی اللہ
 عنہ کا کلیجہ نکال کر چبانے والی ہند بنت عقبہ سارے کے سارے مجرم موجود تھے رحمت عالم ﷺ نے خطاب
 عام فرمایا اور پوچھا "تم لوگ مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو؟" لوگوں نے کہا "آپ شریف بھائی
 ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔" آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

﴿لَا تَنْزِبْ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ.....﴾

"آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

مفتوح قوم سے حسن سلوک کی اس پیغمبرانہ تعلیم کا ہی نتیجہ تھا کہ عہد نبوت کے بعد مسلم
 فاتحین بھی اس طرز عمل پر کلید بند رہے عہد صدیقی میں جب جیرہ فتح ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ نے

۱۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، جولائی ۱۹۹۵ء

وہاں کے عیسائیوں کو از روئے معاہدہ یہ حقوق عطا فرمائے ”ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے، کوئی جنگی قلعہ نہیں گرایا جائے گا“ ناقوس بجانے کی اجازت ہوگی، تنہا کے موقع پر صلیب نکالنے کی اجازت ہوگی۔“ جزیہ کی شرح محض دس درہم سالانہ تھی جو کہ سات ہزار میں سے صرف ایک ہزار ذمیوں سے وصول کی جاتی لپانچ اور تلوار ذمیوں کی کفالت کا اسلامی بیت المال ذمہ دار تھا^(۱) حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو مفتوح قوم کو ان الفاظ میں معاہدہ امن لکھ کر دیا ”یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المؤمنین عمرؓ نے ایلیا کے لوگوں کو دی یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے، نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال میں کمی کی جائے گی۔ مذہب کے معاملہ میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔“^(۲)

عہد فاروقی میں ہی مسلم افواج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو رومیوں کے دباؤ کی وجہ سے شام کا ایک شہر چھوڑنا پڑا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے ذمیوں کا جزیہ یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ اب ہم تمہاری حفاظت کرنے سے قاصر ہیں وہ سماں دیکھنے کے قابل تھا کہ مسلمان رخت سفر باندھ رہے تھے اور عیسائی زار زار رو رہے تھے ان کے بچپ نے ہاتھ میں انجیل لے کر کہا ”اس مقدس کتاب کی قسم! اگر کبھی ہمیں اپنا حاکم خود منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو ہم عربوں کو ہی منتخب کریں گے۔“^(۳)

۷۷۱ء میں مجاہد اسلام محمد بن قاسمؓ نے سندھ فتح کیا اور صرف تین سال وہاں قیام کیا ان تین برسوں میں محمد بن قاسمؓ نے اپنے حسن سلوک اور حسن تدبیر سے سندھیوں کو اس حد تک اپنا گرویدہ بنالیا کہ وہ اس کی ماتحتی میں اپنے ہی فوجی پھر داروں سے لڑنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ تین سال بعد جب محمد بن قاسمؓ عراق واپس جانے لگا تو لوگوں کی انگلیاں آنکھیں ان کے اندرونی غموں کی غمازی کر رہی تھیں لوگ عرصہ دراز تک اس کی جرات، نیک سلوک اور پروقار شخصیت کی باتیں کرتے رہے۔“^(۴)

۷۷۱ء میں مسلمانوں نے اندلس فتح کیا تو فاتح قوم کے حسن سلوک کی گواہی ایک انگریز مورخ ول ڈیوران نے ان الفاظ میں دی ”اندلس پر عربوں کی حکومت اس قدر عادلانہ، عادلانہ اور مشفقانہ تھی کہ اس کی مثال اندلس کی تاریخ میں نہیں ملتی۔“^(۵)

۱- تاریخ اسلام، ص ۱۵۳ ۲- تاریخ اسلام، ص ۱۸۹ ۳- یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۱۲۸
۴- اسلامی تاریخ پاک و ہند از ہدایت اللہ خان چوہدری، ص ۱۲ ۵- یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۱۳۲

۱۷۱ء میں سلجوقی سلطان الپ ارسلان نے دیوجانوس رومانوس شکست دی، قیصر گرفتار ہو کر ارسلان کے سامنے پیش ہوا تو اس نے پوچھا ”اگر میں گرفتار ہو کر تمہارے سامنے پیش ہوتا تو تم مجھ سے کیا سلوک کرتے؟“ قیصر نے جواب دیا ”میں کوڑوں سے تمہاری کھال کھینچ لیتا۔“ سلطان نے کہا ”مسلمان فاتح اور غیر مسلم فاتح میں یہی فرق ہے۔“ اس کے بعد قیصر کے ساتھ جزیرہ کی انتہائی معقول شرائط طے کر کے اسے بے باتحائف عطا کئے اس کی سلطنت اسے واپس کردی اور بڑے شان و احترام سے رخصت کیا۔ (۱)

۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس فتح کیا تو کسی عیسائی کو کوئی تکلیف نہ دی اور ہلکا سا ٹیکس (جزیہ) لگانے کے بعد سب کو مذہبی آزادی دے دی دوران جنگ عیسائیوں کا سپہ سالار رچرڈ اول بیمار ہوا تو صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ اسے کھانا، پھل اور دیگر مفرحات بھجوا تا رہا۔ (۲)

۱۱۹۳ء میں والی قرطبہ ابو یوسف یعقوب بن منصور نے طلیطلہ کا محاصرہ کیا جس پر ایک عیسائی شہزادی حکومت کر رہی تھی، شہزادی نے ابو یوسف کو پیغام بھجوایا کہ عورتوں پر حملہ کرنا بہادروں کا شیوہ نہیں ابو یوسف نے شہزادی کو سلام بھجوایا اور محاصرہ فوراً اٹھالیا۔ (۳)

مسلم فاتحین کے اس حسن سلوک کے نتیجہ میں وہاں کے خاص و عام میں اسلام کس تیزی اور سرعت سے پھیلا یہ تاریخ کا ایک الگ سنہری باب ہے جو ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا لہذا ہم اپنے موضوع کی طرف واپس پلٹتے ہوئے اب مفتوح اقوام کے ساتھ غیر مسلم فاتحین کے ”حسن سلوک“ کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۶۱۳ء میں شہنشاہ ایران خسرو پرویز نے قیصر روم ہرقل کو شکست دی تو ہرقل نے صلح کی درخواست کے لئے اپنا ایک وفد خسرو کے پاس بھیجا خسرو نے سربراہ وفد کی جیتے جی کھال کھنچوا دی اور باقی ارکان وفد کو قید کر دیا اور صلح کی پیش کش کے جواب میں جو خط لکھا اس کا سرنامہ یہ تھا ”خسرو، خداوند بزرگ، فرمانروائے عالم کی جانب سے اس کے احمق اور کینہ غلام ہرقل کے نام“ (۴) خسرو نے صلح کے لئے جو شرائط مقرر کیں وہ یہ تھیں۔

ڈھائی لاکھ پونڈ سونا، ڈھائی لاکھ پونڈ چاندی، ایک ہزار ریشمی تھان، ایک ہزار گھوڑے کے ساتھ ایک ہزار کنواری لڑکیاں، ہرقل ادا کرے گا، ہرقل نے یہ سب کچھ دینا منظور کر لیا تو خسرو نے مزید مطالبہ یہ کیا کہ ہرقل زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے تخت کے نیچے ہونا چاہئے اور میں اس وقت تک

۱- یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۱۲۸
۲- یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۲۰۹
۳- البہار فی الاسلام، ص ۲۰۹

صلح نہیں کروں گا جب تک شہنشاہ روم اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر سورج دیوتا کے آگے سر نہ جھکائے۔^(۱)

تیسری صلیبی جنگ میں برطانیہ کے ”شیر دل“ رچرڈ اول (۱۱۸۹ء - ۱۱۹۹ء) نے اسلامی فوج کے ایک دستے کو جو تین ہزار افراد پر مشتمل تھا وعدہ معافی دے کر ہتھیار رکھوائے اور بعد میں سب کو قتل کر ڈالا۔^(۲)

۱۱۸۳ء میں فرانس نے الجزائر کا دارالحکومت تلمسنین فتح کیا تو اس کی فوجیں تین دن تک قتل و غارت میں مشغول رہیں^(۳)

۱۱۸۵ء میں انگریزوں نے جب دہلی فتح کی تو فاتح قوم نے مفتوح قوم کے ساتھ جس درندگی و وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا تاریخ انسانی اس کے ماتم سے قیامت تک فارغ نہیں ہو سکے گی۔ انگریزوں کے ظلم اور بربریت کی چند جھلکیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ دہلی میں جس شخص کے چہرے پر داڑھی نظر آتی یا جس کا پاجامہ اونچا ہوتا اسے تختہ دار پر لٹکایا جاتا۔^(۴)

۲۔ سرہنری کائن کی یادداشتوں سے ایک اقتباس ”میں نے اپنے سکھ اردلی کی خواہش پر ان بد بخت مسلمانوں کو عالم نزع میں دیکھا جن کی منگیلیں کس کے زمین پر برہنہ ڈال دیا گیا تھا ان کے جسم پر گرم تانبے کی سلاخیں داغ دی گئی تھیں میں نے انہیں ہسپتال سے ختم کر دینا ہی مناسب سمجھا ان بد نصیب قیدیوں کے سرتے ہوئے گوشت سے مکروہ بدو نکل کر آس پاس کی فضا کو مسموم کر رہی تھی۔“^(۵)

۳۔ مسٹر ڈی لین ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا کے مضمون کا ایک اقتباس ”زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا یا پھانسی دینے سے پہلے ان کے جسم پر سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلانا اور انہیں مجبور کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بد فعلی کریں یقیناً عیسائیت کے نام پر ایک بد نما وجہ ہے۔“^(۶)

۴۔ جنرل نکلسن نے دریائے راوی کے کنارے جس بہیمانہ طریقے سے باغیوں کو قتل کیا وہ ایک لرزہ خیز داستان ہے انگریز مورخوں نے خود اسے انگریز قوم کے ماتھے پر کلک کا ٹیکہ قرار دیا۔ بقول لارڈ الفسٹن ”ہماری فوج کے مظالم کا تذکرہ روح میں کپکپی پیدا کرتا ہے جہاں تک لوٹ مار کا تعلق ہے ہم تلوار شہہ ایرانی سے بھی بازی لے گئے ہیں۔“^(۷)

۱۔ غزوات مقدس، ص ۲۵۸، ۲۔ یورپ پر اسلام کے احسان، ص ۸۳، ۳۔ الجہاد فی الاسلام، ص ۵۵۵

۴۔ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ص ۱۳۷، ۱۳۸

۵۔ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ۶۔ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ص ۱۳۷، ۱۳۸

۷۔ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ص ۱۳۶

۱۹۱۸ء میں سویت یونین نے قازاقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور دینی مدارس منہدم کر دیئے۔ علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکوڑ کے سامنے بھون دیا گیا۔ ان ظالمانہ کارروائیوں میں دس لاکھ قازاق مسلمان شہید کئے گئے۔ (۱)

۱۹۳۶ء میں یوگوسلاویہ میں کمیونسٹ انقلاب آیا تو کمیونسٹوں نے چوبیس (۲۴) ہزار سے زائد مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ سترہ ہزار سے زائد مساجد اور مدارس سمار کئے اور بیشتر مساجد کی جگہ ہوٹل اور سینما جات تعمیر کر دیئے۔ آج جس جگہ سربیا کے دارالحکومت بلغراد کا اسمبلی ہاؤس واقع ہے وہاں بلغراد کی سب سے زیادہ خوبصورت وسیع و عریض مسجد واقع تھی جو ۱۵۲۱ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ (۲)

دار و سکندر سے لے کر ترقی یافتہ یورپ کے منہذب جرنیلوں تک روایت یہی ہے کہ فاتح قوم منفتح قوم کے مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو بے دریغ قتل کرتی ہے، شہریوں اور بستیوں کو تاراج کرتی ہے، سرسبز و شلاب کھیتوں اور باغات کو برباد کرتی ہے، گھروں اور عمارتوں کو نذر آتش کرتی ہے، لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اس خونی روایت سے ہٹ کر ایک عظیم انقلابی اور اصلاحی روایت کی طرح ڈالی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا مشن لوگوں کی جانیں لینا نہیں بچانا تھا، زمین کے غلطوں کو فتح کرنا نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرنا تھا انسانوں کو ذلیل اور رسوا کرنا نہیں بلکہ عزو شرف عطا کرنا تھا۔ شہروں اور بستیوں کو دیران کرنا نہیں بلکہ آہل کرنا تھا، درندگی، دہشت گردی اور فسوافی الارض برپا کرنا نہیں بلکہ درندگی، دہشت گردی اور فسوافی الارض کا قلع قمع کرنا تھا ہر وہ شخص جو ضمیر کی آواز رکھتا ہے، جس کا دل اور دماغ تعصب سے اندھا نہیں ہو اور پیغمبر اسلام کی قائم کی ہوئی اس عظیم انقلابی اور اصلاحی روایت میں پیغمبر اسلام کے مقدس مشن کو بوی آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

۵۔ جنگوں میں ہلاکت کے اعداد و شمار

رسول اکرم ﷺ نے دس سالہ مدنی زندگی میں سات جنگیں لڑیں جن میں طرفین سے کام آنے والے افراد کی تعداد درج ذیل ہے۔

۱۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ جولائی ۱۹۹۵ء ۲۔ ماہنامہ مجلہ الدعوة، لاہور، فروری ۱۹۹۳ء

دشمن کا نقصان			مسلمانوں کا نقصان			نام عزوہ یا سریہ	
مقتول	زخمی	اسیر	شہید	زخمی	اسیر		
70	-	70	22	-	-	غزوہ بدر	1
30	-	-	70	40	-	غزوہ احد	2
10	-	-	6	-	-	غزوہ احزاب	3
93	-	-	18	50	-	غزوہ خیبر	4
نا معلوم	-	-	12	-	-	سریہ موتہ	5
12	-	-	2	-	-	غزوہ مکہ	6
71	-	6000	6	-	-	غزوہ حنین	7
286	-	6070	136	90	-	کل تعداد	

غزوات اور سرایا میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد = ۴۲۲ (۱)

۱۔ عام طور پر مورخین اور سیرت نگاروں نے رسول اکرم ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد ۸۴ لکھی ہے جو کہ درست نہیں۔ غزوات کی تعداد صرف سات ہے البتہ حیات طیبہ کی تمام چھوٹی بڑی کارروائیوں کی تعداد ۸۴ ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعداد متوہین دشمن	شهداء کی تعداد	کارروائیوں کی تعداد	کارروائیوں کا مقصد
-	-	5	1 تبلیغ اسلام اور تخیل معاہدات
-	-	3	2 بت شکنی کی مہمات
12	19	10	3 دشمن کی طرف سے ڈاکہ زنی کے بعد مسلمانوں کا تعاقب
5	-	5	4 ذاتی نوعیت کے واقعات قتل
127	-	6	5 غلط فہمی کی بناء پر پیش آنے والے تصادم
11	73	38	6 سرحدوں کی حفاظت کے لئے کی گئی کارروائیاں
410	82	8	7 دشمن کی طرف سے دھوکہ دہی اور بغاوت کے واقعات
286	136	7	8 جنگیں (غزوات و سرایا)
851	310	82	کل تعداد

۴۸ کارروائیوں میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد = ۱۱۶
 نوٹ = دونوں جدول ترتیب دینے میں زیادہ تر انحصار قاضی سلمان منصور پوری رحمہ اللہ مولف رحمۃ اللعالمین کی تحقیق پر کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رحمۃ اللعالمین جلد نمبر ۲، باب غزوات و سرایا
 محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پس رسول اکرم ﷺ کی دس سالی مدنی زندگی میں پیش آنے والی سات جنگوں میں مسلم شہداء کی تعداد ۱۳۶ اور دشمن کے مقتولین کی تعداد ۲۸۶ اور طرفین سے کلام آنے والے تمام افراد کی کل تعداد ۴۲۲ ہے اور اسیران جنگ کی تعداد ۶۰۷۰ ہے۔ یاد رہے کہ اسیران جنگ میں سے کوئی ایک بھی قتل نہیں کیا گیا بلکہ سارے کے سارے قیدی، نخریت رہا کئے گئے۔

سات جنگوں میں کلام آنے والے افراد کی یہ محیر العقول تعداد اس زمانے کی ہے جس زمانے میں انتقام و انتقام کی شکل میں ہونے والی طویل جنگوں میں لاکھوں انسانوں کی ہلاکت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ آئیے ایک نظر آج کے مذہب اور امن پسند یورپ کی جنگوں پر ڈالیں اور دیکھیں کہ وہ دور جاہلیت کی وحشت اور بربریت سے کس قدر مختلف ہے؟

جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء) میں مجموعی طور پر ۷۵ لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کھرب ۸۶ ارب ڈالر کے وسائل حیات کو نذر آتش کیا گیا (۱)۔ جنگ عظیم دوم (۱۹۳۹ء - ۱۹۴۵ء) میں مجموعی طور پر ساڑھے چار کروڑ انسان ہلاک ہوئے صرف ایک شہر شان گراؤ میں دس لاکھ افراد لقمہ اجل بنے۔ جرمنی میں ساٹھ لاکھ انسان گیس چیمبروں کے ذریعے ہلاک کئے گئے۔ جاپان کے دو شہر مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے بیک وقت چار براعظموں..... یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ.... پر مسلسل ۶ برس تک اس منحوس جنگ کے مہیب سائے چھائے رہے۔ چار براعظموں کے انتہہ ممالک (ہیچاس اتحادی اور نو محوری) آپس میں دست و گریبان ہوئے جن میں سے صرف ایک ملک امریکہ کا اس جنگ میں تین کھرب ساٹھ ارب ڈالر کا خرچ اٹھا (۲)۔

مذکورہ اعداد و شمار دیکھنے کے بعد ہم یورپ کے واقعتاً مذہب، امن پسند اور سنجیدہ ماہرین حرب و ضرب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے انقلاب کے لئے دو طرفہ کلام آنے والے نفوس کی ایسی ناقابل یقین حد تک کم تعداد کی اگر کوئی دوسری مثال ہے تو پیش کیجئے، اگر نہیں (اور واقعی نہیں) تو پھر ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر اتنے عظیم سیاسی، تمدنی اور روحانی انقلاب کی خاطر دو طرفہ کلام آنے والے ۴۲۲ نفوس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے اور اس کے باوجود تمہارے نزدیک پیغمبر اسلام کی تلوار انسانیت کی دشمن ہے، پیغمبر اسلام، خونیں پیغمبر ہے، اس کی تعلیمات سے بوئے خوں آتی ہے، اس کا لایا ہوا دین قصاب کی دکان ہے اور اس کا دیا ہوا فلسفہ جہاد وحشت گردی اور فساد فی الارض ہے تو پھر جنگ عظیم اول اور دوم کی داستانیں پڑھ کر بتاؤ کہ کہہ ارضی

کو دو مرتبہ آگ اور خون میں نہلانے والے خونخوار اور سفاک درندوں کو کس نام سے پکارو گے، کروڑوں معصوم اور بے گناہ جانوں کو ہلاک کرنے اور خون کی ندیاں بہانے والے قصایوں اور جلاوٹوں کو کس لقب سے یاد کرو گے؟ سرسبز و شہلاب وادیوں اور مرغزاروں کو تاراج کرنے اور شہری آبادیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے دہشت گردوں اور مفسدوں کو تاریخ میں کون سا مقام دو گے؟ نسل انسانی کے گلے میں طوق غلامی کی لعنت ڈالنے والے اور تڑپتی لاشوں پر اپنی عیش و عشرت کے محل سجانے والے مغرور شہنشاہوں کے لئے لعنت انسانی کے کون سے الفاظ استعمال کرو گے؟

الیہ یہ ہے کہ اہل کتاب عہد نبوت میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو خوب جاننے اور پہچاننے کے باوجود محض نسلی تعصب، حسد اور بغض کی وجہ سے ایمان نہیں لائے تھے اور آج بھی ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہی تعصب حسد اور بغض ہے۔ عہد نبوت میں ام المومنین حضرت صفیہؓ کا بیان کردہ واقعہ اس دعوے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابویاسر بن اخطب کو سنا وہ میرے (یہودی) والد جیسی بن اخطب سے کہہ رہا تھا ”کیا واقعی یہ وہی (نبی) ہے؟“ والد نے کہا ”ہاں! خدا کی قسم وہی ہے۔“ چچا نے کہا ”کیا آپ انہیں ٹھیک ٹھیک پہچان رہے ہیں؟“ والد نے کہا ”ہاں! چچا نے پوچھا ”پھر کیا ارادہ ہے؟“ والد نے کہا ”خدا کی قسم! عداوت ہی عداوت جب تک زندہ رہوں گا۔“ (۱)

عہد نبوت کو گزرے آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں لیکن افسوس کہ حسرت فکر، آزادی رائے اور تہذیب جدید کے اس دور میں بھی مغرب میں بسنے والا ترقی پسند انسان جو ملوی دنیا میں زمین سے چاند تک کا سفر طے کر چکا ہے ایمان کی دنیا میں تعصب، بغض اور حسد کے مقام سے ایک اونچے کا سفر بھی طے نہیں کر سکا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں آج بھی اس کا انداز فکر وہی ہے جو چودہ سو سال پہلے تھا ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب ساری دنیا میں ہر طرف شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا، جمالت و وحشت اور بربریت کے منحوس سائے چھائے ہوئے تھے خون ریزی غارت گری انسانی زندگی کا لازمی جزو بن چکے تھے شہنشاہوں اور ان کے حواریوں نے ہر جگہ رعایا کو بدترین مظالم کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ مذہبی پروہتوں کی خانقاہیں عیش و عشرت کے اڈے بنے ہوئے تھے انسانیت بے بسی اور بے کسی کی خوفناک زنجیروں میں اس طرح جکڑی ہوئی تھی کہ نجات کے لئے کہیں سے امید کی موہوم سی کرن بھی نظر نہیں آتی تھی اس وقت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، انسانیت کے نجات دہندہ بن کر اٹھے اور صدیوں پرانے جئے جنائے جاہلانہ نظام سے نکلنے کی راہ دکھائی اور مختصر مدت میں محض چار سو بائیس

(۴۲۲) افراد کی قربانی سے پورے جزیرہ عرب میں ایک ایسا عظیم الشان تہذیبی تمدنی سیاسی اقتصالی اور روحانی انقلاب برپا کر دیا جو پیغمبرانہ بصیرت کے بغیر ممکن ہی نہیں اور پھر سات جنگوں میں صرف ۴۲۲ افراد کا زیاں اور ۶۰۷۰ امیران جنگ میں سے سارے کے سارے ۶۰۷۰ امیران جنگ کی بختیہ رہائی کیا اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ پیغمبر اسلام خوں ریزی اور غارت گری، ہلاکت اور بربادی، دہشت اور بربریت، غلامی اور ذلت و عکت کے نہیں امن و سلامتی، رحمی و خدا ترسی، نیکی و احسان، شرافت و اخوت، حریت و احترام آدمیت کے پیغمبر تھے؟

اہل مغرب کے نام

دنیا کو آج جس بد امنی، دہشت گردی و وحشت اور درندگی کا چیلنج درپیش ہے اس کے مقابلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے نظریات ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔ الہامی مذاہب میں سے اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب تغیر و تبدل سے غیر محفوظ ہیں لہذا اب اسلام ہی وہ الہامی مذہب ہے جسے عہد جدید کے اس خوفناک چیلنج کو قبول کرنے کے لئے آزما جانا چاہئے۔ اہل مغرب کے نام ہمارا پیغام یہ ہے کہ وہ اسلام سے تصادم کا راستہ نہ اپنائیں اسے اپنا حریف نہ سمجھیں اس سے خائف نہ ہوں۔ اسلام سراسر امن و سلامتی اور محبت و اخوت کا مذہب ہے اور اپنے سے پہلے آئے ہوئے مذاہب کی تائید کرنے والا ہے۔ اہل مغرب کو حریت فکر کے اس عہد میں تعصب سے بالاتر ہو کر پورے صدق دل سے پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ اور ان کی لائی ہوئی تعلیمت کا مطالعہ کرنا چاہئے اور حقائق کی تہ تک پہنچنا چاہئے۔ یاد رکھئے آج اہل مغرب کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی لائی ہوئی دعوت حق کو قبول کر کے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو تباہی ہلاکت اور بربادی سے بچالیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا انتظار کریں جو تھوڑا ہی عرصہ پہلے دریائے آمو کے اس پار بسنے والی دنیا کی ایک عظیم الشان قوت پر پوری ہو چکی اور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب مقدس ”قرآن مجید“ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَوْمٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّخِصٍ﴾ (۳۶:۵۰)

”ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا پھر کیا وہ کوئی پناہ پاسکے؟“ (سورہ ق آیت نمبر ۳۶)



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَوْلَا أَنِّي أُقَاتِلُ بِبَيْتِ اللَّهِ

لَأُحْيِي لِمَنْ قَتَلَ

لَأُحْيِي لِمَنْ قَتَلَ

لَأُحْيِي لِمَنْ قَتَلَ

﴿رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ
کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا

جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں" [اسے بخاری نے
روایت کیا ہے]

النِّيَّةُ

نیت کے مسائل

اعمال کے اجر و ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے۔

مسئلہ ۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُجِبَ عَلَيَّ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُجِبَ عَلَيَّ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُجِبَ عَلَيَّ وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا ”تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا؟“ وہ کہے گا میں نے ”تیری راہ میں جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”تو جھوٹ کہتا ہے تو

نے بملور کھلوانے کے لئے جنگ کی سو دنیا میں تھے بملور کہا گیا۔“ پھر (فرشتوں کو) حکم ہوگا اور اس منہ کے بل گھیٹ کر جنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ آدمی لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ (عالم) ان کا اقرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا ”ان نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے تو نے کیا عمل کیا؟“ وہ عرض کرے گا ”یا اللہ میں نے علم سیکھا لوگوں کو سکھایا اور تیری خاطر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”تو نے جھوٹ کہا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تاکہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھ کر سنایا تاکہ لوگ تجھے قاری کہیں سو دنیا نے تجھے عالم اور قاری کہا۔“ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھیٹ کر جنم میں ڈال دیا جائے گا اس کے بعد تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں وسعت اور ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں بتائے گا وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سوال کرے گا ”میری نعمتیں پا کر تو نے کیا کلمہ کہے؟“ وہ کہے گا ”یا اللہ! میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر مل خرچ کیا جہاں تجھے پسند تھا۔“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”تو نے جھوٹ کہا تو نے صرف اس لئے مل خرچ کیا تاکہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا۔“ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھیٹ کر جنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَمْ يَنْوَ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوَى رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے (بظاہر) اللہ کی راہ میں جنگ کی، لیکن اس کی نیت اونٹ کو باندھنے کی ایک رسی حاصل کرنے کی تھی۔ اسے وہی چیز ملے گی جو اس کی نیت تھی۔ (یعنی وہ اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔)“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا عَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَيْءَ لَهُ فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَيْءَ لَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَى بِهِ وَجْهَهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۲) (صحيح)

حضرت ابو لہدہ رضی اللہ عنہ باہلی کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”ایک آدمی ثواب اور ناموری حاصل کرنے کے لئے جلا کرتا ہے، اس کے لئے کیا ہے؟“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے ہر بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی فرمایا کہ اس آدمی کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں فرماتا جب تک وہ خالص اس کے لئے نہ کیا گیا ہو اور اس سے مخصوص محض اس کی رضا طلبی نہ ہو۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَتَّبِعِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَجْرَ لَهُ فَأَعْظَمَ ذَلِكَ النَّاسُ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَلَّكَ لَمْ تَفْهَمَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَتَّبِعِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا فَقَالَ لَا أَجْرَ لَهُ فَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةُ فَقَالَ لَهُ لَا أَجْرَ لَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کامل بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟)“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔“ لوگوں نے اسے بہت بڑی بات سمجھا اور اس آدمی سے کہا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ مسئلہ دریافت کرو شاید تم اپنی بات اچھی طرح واضح نہیں کر سکے۔“ اس آدمی نے پھر دریافت کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کامل بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟)“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر اس آدمی سے کہا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر مسئلہ دریافت کرو۔“ اس نے تیسری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔



الْإِيمَانُ قَبْلَ الْجِهَادِ

جہاد سے پہلے ایمان

جہاد سے پہلے عقیدے اور ایمان کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲

عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْ أَوْ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلِمْتُ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتَلَ فَقَاتَلَ فَقَاتَلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجْرٌ كَثِيرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک زرہ پوش آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں پہلے کافروں سے جنگ کروں یا پہلے اسلام قبول کروں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”پہلے اسلام قبول کرو پھر جنگ کرو۔“ وہ شخص مسلمان ہو گیا پھر اس نے جنگ کی اور مارا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پایا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کونسا عمل افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ پر ایمان لانا اور (پھر) اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

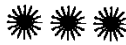
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں مشرک کی مدد لینے سے انکار فرمادیا۔

مسئلہ ۳

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبْرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذَكِّرُ مِنْهُ جُرْأَةً وَنَجْدَةً فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ لَاتَّبِعَكَ وَأُصِيبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ قَالَتْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلِقْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے جب حرۃ الوبرہ (مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام) پہنچے تو ایک شخص آپ ﷺ سے ملا جس کی بہادری اور جرات کا بڑا شہرہ تھا۔ صحابہ کرامؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب وہ شخص آپ ﷺ سے ملا تو اس نے عرض کیا ”میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلوں اور جو کچھ ملے اس میں سے حصہ پاؤں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟“ اس نے کہا ”نہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا ”لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔“ اور آپ ﷺ روانہ ہو گئے جب مقام شجرہ پہنچے تو وہ شخص پھر حاضر ہوا اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا آپ ﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا ”کہ لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا“ وہ شخص پھر لوٹ گیا اس کے بعد وہ پھر آپ ﷺ سے مقام بیداء میں ملا آپ ﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا ”کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟“ اس بار اس نے کہا ”ہاں! میں ایمان رکھتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”تو پھر چلو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت اگر کسی کافر یا مشرک سے ایسا معاملہ ہو تو اس سے مدد لینا جائز ہے۔



الْجِهَادُ فِي ضَوْءِ الْقُرْآنِ

جہاد قرآن مجید کی روشنی میں

کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کے لئے جدید ترین سلمان حرب اور تربیت یافتہ مستقل فوج تیار رکھنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۳

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ (۸: ۶۰)

”اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے تیار رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ایسے دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کر سکو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے اللہ کی راہ میں تم لوگ جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا۔“ (سورۃ انفال آیت نمبر ۶۰)

عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے لیکن جب حکومت اعلان عام کرے تو پھر جہاد تمام مسلمانوں کے لئے فرض عین ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵

جب جہاد فرض عین ہو جائے اس وقت جہاد کے لئے نہ نکلتا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

مسئلہ ۶

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَالِكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْتِلُمُ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلَ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ

علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ ﴿ (۳۸-۳۹)

”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے، تمہیں اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زمین سے چٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ (جان رکھو) دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں بہت کم ثابت ہوگا۔ اگر تم (جہاد کے لئے) نہ اٹھو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۸-۳۹)

﴿ إِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿ (۴۱:۹)

”نکو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو۔“ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۴۱)

اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد میں شریک ہونا عذاب الیم سے بچنے، گناہوں کی مغفرت حاصل ہونے اور جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔

مسئلہ ۷

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجْنِبُكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۚ تَأْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ يَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ أَعْدَنَ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿ (۶۱:۱۰-۱۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایسی تجارت سے آگاہ نہ کروں جو تمہیں عذاب الیم سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر عطا فرمائے گا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (سورۃ صف آیت ۱۰ تا ۱۳)

جہاد اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم، بلندی درجات، مغفرت اور

مسئلہ ۸

حصول رحمت کا ذریعہ ہے۔

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾
(۹۵: ۹۶)

”مسلمانوں میں سے جو لوگ کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بیٹھے والوں کی بہ نسبت جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے اگرچہ ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے مگر اس کے ہاں جہادوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھے والوں سے بہت زیادہ ہے ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں، مغفرت اور رحمت ہے اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“
(سورۃ نساء آیت نمبر ۹۵-۹۶)

﴿وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾
(۷۴: ۴)

”اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے اسے ہم عنقریب اجر عظیم عطا کریں گے۔“ (سورۃ نساء آیت نمبر ۷۴)

جہاد کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے ذلیل و رسوا ہونے اور اہل ایمان کو خوشی اور سکون قلب عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾
(۱۴: ۱۵)

”ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور

ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے قلوب کی جلن کو مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“ (سورۃ آیت ۱۲-۱۰)

دوران جہاد منظم، متحد، عزم صمیم اور مکمل سرفروشی اور جانبازی کے جذبہ سے لڑنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

مسئلہ ۱۰

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانْتَهُم بَنِيَانًا مَرُوضًا ﴾ (۶۱: ۴)

”بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔“ (سورۃ صف آیت ۴)

خلوص دل کے ساتھ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد میں حصہ لینا ایمان کی علامت ہے۔

مسئلہ ۱۱

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾ (۴۹: ۱۵)

”مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے پھر کوئی شک نہ کیا اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔“ (سورۃ حجرات آیت ۱۵)

شرعی عذر کی بناء پر جہاد میں شریک نہ ہونے والے لوگ گنہگار نہیں

مسئلہ ۱۲

﴿ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذَّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾ (۴۸: ۱۷)

”اگر اندھا، لنگڑا اور مریض جہاد کے لئے نہ آئے تو کوئی حرج نہیں جو کوئی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور جو منہ پھیرے گا اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔“ (سورۃ فتح آیت ۱۷)

جملہ سے جی چرانا نفاق کی علامت ہے۔

مسئلہ ۱۳

﴿ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلْفَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴾ (۸۱:۹)

”جملہ (غزوہ تبوک) سے پیچھے رہ جانے والے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جملہ کرنا انہیں پسند نہیں اور انہوں نے لوگوں سے کہا ”اس شدید گرمی میں (جنگ کے لئے) نہ نکلو (اے محمد ﷺ!) ان سے کہو جنہم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔“ (سورۃ توبہ آیت ۸۱)

کفار و مشرکین سے مقابلہ میں پیٹھے پھیرنا اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۳

دوران جنگ پیٹھے پھیرنے کی سزا جہنم ہے۔

مسئلہ ۱۵

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُولُوهُمْ الْأُدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُولُوهُمْ يَوْمَئِذٍ ذُبْرَةٌ إِلَّا الْمُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴾ (۱۶-۱۵:۸)

”اے ایمان والو، جب تم ایک لشکر کی صورت میں کفار سے دوچار ہو تو ان کے مقابلہ میں پیٹھے نہ پھیرو، جس نے ایسے موقع پر پیٹھے پھیری الا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا (اپنی ہی) کسی دوسری فوج (کے حصہ) سے جا ملنے کے لئے، تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔“ (سورہ انفال آیت ۱۵-۱۶)

مسئلہ ۱۶

اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنے کے لئے جملہ کرنے کا حکم ہے۔

نظام اسلام قائم ہو جانے کے بعد غلبہ اسلام کی جدوجہد میں رکلوٹ ڈالنے والوں کو سزا دینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۷

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ اتَّهَمُوا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا

عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿ (۲: ۱۹۳)

”تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر (شُرک اور کافر شرک اور کفر پھیلانے سے) باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روانہ نہیں۔“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۳)

﴿ وَ قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَ يَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (۸: ۳۹)

”اے مسلمانوں! کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر وہ فتنہ سے رک جائیں تو اللہ ان کے اعمال دیکھنے والا ہے۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۹۳)

مسلمانوں پر ظلم و ستم اور جبر تشدد کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸

دوران جہاد ظلم اور زیادتی کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۹

﴿ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾ (۲: ۱۹۰)

”اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۰)

وضاحت: عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور زخمیوں پر دست درازی کرنا، دشمن کے مقتولوں کا شلہ کرنا، کھیتوں اور مویشیوں کو خواہ مخواہ برباد کرنا اور دوسرے تمام وحشیانہ اور ظالمانہ افعال ”زیادتی

کرنے“ کی تعریف میں آتے ہیں۔ (تفسیر القرآن جلد اول حاشیہ نمبر ۲۰۱)

جہاد کا مقصد مظلوم اور بے کس مسلمانوں کو ظالموں کے پیچھے استبداد سے نجات دلانا ہے۔

مسئلہ ۲۰

﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ

لَذٰلِكَ وَاِجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ ﴿٤٠:٧٥﴾

”آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبائے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر۔“ (سورۃ نساء آیت ۷۵)

مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے، ان کے گھر بار، ان کی اٹلاک چھیننے یا ان کے دینی عقائد کے باعث ان پر تشدد کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱

جہاد دنیا میں امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲

﴿ اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۝ الَّذِيْنَ اٰخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمْتُ صَوَامِعُ وَبِيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسْجِدٌ يُذَكَّرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَّلِيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ ﴿٢٢:٤٠-٤١﴾

”جہاد کی اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق صرف اس تصور پر نکالے گئے کہ وہ کہتے تھے ”ہمارا رب اللہ ہے“ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔“ (سورۃ حج آیت ۳۰-۳۱)

حصول کامیابی کے لئے دوران جنگ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۳

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴿٨:٤٥﴾

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، جب کسی لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو امید ہے کہ اس طرح تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔“ (سورۃ انفال آیت ۳۵)

دوران جنگ اگر کوئی کافر اسلامی تعلیمت سمجھنے کے لئے امان طلب کرے تو اسے امان دے کر اسلام کی دعوت دینی چاہئے اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اسے بحفاظت اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچا دینا چاہئے۔

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۶: ۹)

”اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آتا چاہئے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کے ٹھکانے تک پہنچا دو یہ اس لئے کرنا چاہئے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔“ (سورۃ توبہ آیت ۶)

وضاحت: جو شخص امان طلب کرنے کے بعد اسلام قبول کر لے اسے دشمن کے پاس واپس نہیں بھیجنا چاہئے (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۱۹۹)

کفار سے کئے ہوئے تمام وعدوں کی پابندی کرنا ضروری ہے

دوران جہاد اسلام نے مسلمانوں کو بیشتر معاملات میں ”قانون قصاص“ کی بنیاد پر دشمن سے معاملہ طے کرنے کی اجازت دی ہے مثلاً عہد کی پاسداری یا مملکت ہتھیاروں کا استعمال یا جنگی قیدیوں اور جاسوسوں سے سلوک کا معاملہ وغیرہ۔

﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ (۷: ۹)

”مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک کوئی عہد نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا پس جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند فرماتا ہے۔“ (سورۃ توبہ آیت ۹)

معاہدہ شکن قوم سے معاہدات کی پابندی نہ کرنے کی اجازت ہے۔

جس معاہدہ قوم سے عہد شکنی کا خدشہ ہو اسے معاہدہ ختم کرنے

سے قبل اعلانیہ پتانا چاہئے کہ فلاں فلاں وجہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان اب معاملہ نہیں رہا۔

﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْجَائِنِينَ﴾ (۵۸:۸)

”اور اگر کسی قوم سے تمہیں خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاملے کو اعلانیہ اس کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“
(سورۃ انفال آیت ۵۸)

مسلمانوں کو دینی احکام پر عمل کرنے سے روکنے یا مسلمانوں کو زیروستی مرتد بنانے یا لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے والے گروہ کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۲۹

جنگی قیدیوں سے احسان کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۰

جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ یا معاوضہ کے ساتھ دونوں طرح رہا کرنے کی اجازت ہے۔

مسئلہ ۳۱

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلُّ أَعْمَأُهَا﴾ (۱:۴۷)

”جن لوگوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔“

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحَسَمْتُمْهُمْ فَأَسْلَمُوا الْوَيْقَاقَ
فَإِمَّا مِّنَّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (۴:۴۷)

”پس ایسے کافروں سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو تو ان کی گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب ان کو اچھی طرح کچل دو تو پھر قیدیوں کو مضبوط بانڈ ہو اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) احسان کرو یا فدیے کا معاملہ کرو حتیٰ کہ لڑائی (یعنی دشمن) اپنے ہتھیار ڈال دے۔“ (سورۃ محمد آیت نمبر ۱ اور ۴)

وضاحت احسان کرنے میں اچھا سلوک کرنا نہیں غلام بنا کر مسلمانوں میں تقسیم کر دینا۔ جزیہ لگا کر ذی بنا دینا اور بلا معاوضہ رہا کرنا، چاروں باتیں شامل ہیں۔ جب کہ فدیہ لینے میں تین باتیں شامل ہیں۔ ۱۔ مال معاوضہ لے کر چھوڑنا ۲۔ کوئی خاص خدمت لینے کے بعد چھوڑنا ۳۔ اپنے قیدیوں کے عوض (تبادلہ میں) چھوڑنا۔ (ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد پنجم ص ۱۲ تا ۱۸)

مسئلہ ۳۲

اندرونی یا بیرونی دشمن جو اسلامی ریاست کے اندر دہشت گردی، خون ریزی اور تشدد کے ذریعہ امن و امان کو برباد کرنے کی کوشش کرے یا اسلامی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرنے کے خلاف جنگ کرنے کا حکم ہے۔

﴿ إِنَّمَا جَزَاؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خَلْفٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (۳۳:۵)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹ دیئے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں یہ ذلت اور رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔“ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۳)

مسئلہ ۳۳

دوران جنگ دشمن صلح کی درخواست کرے تو اللہ کے بھروسے پر اسے قبول کر لینا چاہئے۔

﴿ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ﴾ (۸: ۶۱-۶۲)

”اے نبی (ﷺ)! اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۳۳)

مسئلہ ۳۳

کافروں کو زبردستی مسلمان بنانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۵

اسلام قبول نہ کرنے والے کفار کو اسلامی قوانین کے تابع بنانے کے لئے جہاد کرنے کا حکم ہے۔

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالنَّوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۲۹:۹﴾

”جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دین جن کو اپنا دین نہیں بتاتے (ایسے لوگوں سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔“ (سورۃ توبہ آیت ۲۹)

جنگی ضرورت کے پیش نظر دشمن کے علاقہ میں سرکوں، پلوں اور راستوں کو نقصان پہنچانا یا فصلوں اور درختوں کو کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۶

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ﴿۵:۵۹﴾

”تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا (اور اللہ تعالیٰ نے یہ اذن اس لئے دیا) تاکہ فاسقوں کو ذلیل و خوار کرے۔“ (سورۃ حشر آیت نمبر ۵)

جنگ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہو گا اور باقی چار حصے مجاہدین کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مسئلہ ۳۷

﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ ءَامَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقَىٰ الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۱:۸﴾

”اور جان رکھو جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور (رسول ﷺ کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم واقعی اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے فیصلہ کئے دن - یعنی - دونوں فوجوں کی ٹڈ بھیز کے دن نازل کی تھی

پر ایمان رکھتے ہو (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (سورۃ انفال آیت ۴۱)

وضاحت رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں مالِ غنیمت کا کچھ حصہ آپ ﷺ کے رشتہ داروں یعنی اہل و عیال کو ملتا تھا آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد وہ مالِ خاندان نبوت کے مستحق افراد میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



فَرْضِيَّةُ الْجِهَادِ

جہاد کی فرضیت

عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

۳۸

مسئلہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اسے جنت میں داخل فرمائے خواہ وہ جہاد کرے یا اسی سرزمین پر بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری سنانہ دیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے جب تم لوگ اللہ تعالیٰ سے (جنت) مانگو تو فردوس مانگا کرو، فردوس جنت کا سب سے اونچا اور درمیانی حصہ ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ

۱- کتاب الجہاد والسير باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ

عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ زکاۃ ادا کرنا ۴۔ حج ادا کرنا ۵۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۳۹ اسلامی حکومت جہاد کا اعلان کرے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ وَإِذَا اسْتَفِيرْتُمْ فَأَنْفِرُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فتح مکہ کے بعد (مکہ سے) ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن جہاد اور جہاد کی نیت (قیامت تک کے لئے) باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے لیکن جب کسی جگہ اسلامی حکومت جہاد کا اعلان کرے تو پھر اس ملک کے تمام مسلمانوں کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ پہلے قریب کے لوگوں پر پھر بھی ضرورت باقی رہے تو درجہ بدرجہ دور کے مسلمانوں پر۔

مسئلہ ۴۰ والدین کا جہاد کے لئے اجازت نہ دینا فرضیت جہاد (فرض کفایہ) کو ساقط کر دیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحْيٍ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد

۲- کتاب الجہاد والعیب باب فضل الجہاد

۱- کتاب الایمان باب قول النبی بنی الاسلام علی خمس

۳- کتاب الجہاد والعیب باب الجہاد باذن الوالدین

کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا ”کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟“ اس نے عرض کیا ”ہاں یا رسول اللہ (ﷺ)!“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جا اور (ان کی خدمت کا) جملو کر۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَاهِمَةَ أَنَّهَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَعْزُرَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمَّ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَالزَّمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

حضرت جاہمہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے جملو کا ارادہ کیا ہے اور آپ سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا تیری والدہ زندہ ہے؟“ اس نے عرض کیا ”ہاں!“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پھر اس کی خدمت کر جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ وَالْدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدِيَّ لَيَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكُهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۲) (صَحِيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جملو کرنے کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ اللہ کی رضا جوئی کے لئے اور آخرت میں گھر بنانے کے لئے۔ اور ہاں میرے آنے پر میرے والدین رو رہے تھے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اپنے والدین کے پاس جا اور جس طرح انہیں رلایا ہے اسی طرح انہیں ہنسا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

بیماری یا بعض دوسرے شرعی عذر بھی فرضیت جملو (فرض کفایہ اور فرض عین) کو ساقط کر دیتے ہیں۔

مسئلہ ۳۱

عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا

۱- صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۹۰۸

۲- صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۴۲

بِالْمَدِينَةِ خَلَفْنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ حِسَبُهُمُ الْعَذْرُ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ^(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں۔ تاہم ہم کسی گھائی اور وادی سے نہیں گزرے مگر وہ ہمارے ساتھ تھے کیونکہ انہیں کسی نہ کسی عذر نے ہمارے ساتھ آنے سے روک لیا تھا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُونَ
رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرُنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مُحْرَمٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتَبْتُ
فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتْ امْرَأَتِي حَاجَةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ^(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”کوئی مرد کسی غیر عورت سے خلوت نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔“ ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرا نام فلاں فلاں جملہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی (ایلی) حج کو جا رہی ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(جملہ پر نہ جاؤ اور) اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَلَى عَلَيْهِ (لَا يَسْتَوِي
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) (وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ
يُحْمِلُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لِحَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۳)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سورہ نساء کی آیت نمبر ۹۵) لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ.... (ترجمہ) ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور گھر میں بیٹھ رہنے والے

۲- کتاب الجہاد والسر باب من اکتب لی جیش

۱- کتاب الجہاد باب من حسمه العذر

۳- کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین

مومن ثواب میں برابر نہیں ہیں، لکھوائی۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ آگئے اس وقت آپ ؐ نے مجھے یہ آیت لکھوار ہے تھی۔ حضرت عبداللہ ؓ جو کہ ثابتاً تھے، نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ؐ ! اگر میں طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ؐ پر یہ الفاظ بھی نازل فرمائے غیر اُولی الضَّرَر (یعنی بغیر شرعی عذر کے گھر بیٹھنے والے جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں)“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

خواتین پر جہاد واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۲

وضاحت حدیث مسند نمبر ۲۲۸ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔



بِيعَةُ الْجِهَادِ

جہاد کے لئے بیعت

مسئلہ ۳۳ خلیفۃ المسلمین یا امیر لشکر کسی خاص موقع پر مسلمانوں سے جہاد کے لئے بیعت لے سکتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْخُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَع مِائَةً فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ أَخَذَ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا تَفِرُّوْا وَلَمْ تُبَايَعْهُ عَلَى الْمَوْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ کے روز ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے اور ہم نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمرة (ریگستان کے ایک درخت کا نام) کے نیچے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم نے اس شرط پر آپ ﷺ کی بیعت کی کہ میدان جنگ سے فرار نہیں ہوں گے اور یہ بیعت نہیں کی کہ ہم ضرور جان دیں گے اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت جہاد میں شہید ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے مومن سے جو چیز مطلوب ہے وہ دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہنا ہے اس لئے اسی بات پر رسول اکرم ﷺ نے بیعت لی۔

مسئلہ ۳۴ امیر لشکر کو کسی آدمی کی حد استطاعت سے بڑھ کر بیعت نہیں لینی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے سماع و طاعت (یعنی بات سننے اور اس پر عمل کرنے) کی بیعت کرتے تھے آپ ﷺ فرماتے یہ بھی کہو ”جتنی مجھ میں طاقت ہوگی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲- کتاب الامارة باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع

۱- کتاب الامارة باب استحباب مبايعة الامام الجريح

فَضْلُ الْجِهَادِ

جہاد کی فضیلت

ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

مسئلہ ۳۵

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کونسا عمل سب سے اچھا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ پر ایمان لانا اور (اس کے بعد) جہاد فی سبیل اللہ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ أَوْ أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولُهُ قِيلَ لَمْ أَيُّ شَيْءٍ قَالَ الْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ قِيلَ لَمْ أَيُّ شَيْءٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَمْ حَجٌّ مَبْرُورٌ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا ”کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا پوچھا گیا کون سے اعمال بہتر ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔“ پھر پوچھا گیا ”اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جہاد (تیک) اعمال کی کوہن ہے“ پھر پوچھا گیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”حج مبرور“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجہ کے حصول

مسئلہ ۳۶

کا ذریعہ ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجَبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے ابو سعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا اس پر جنت واجب ہوگئی۔" حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو اس بات پر تعجب ہوا تو عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دوبارہ ارشاد فرمائیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا اور مزید فرمایا کہ "ایک اور عمل ایسا ہے جس کی وجہ سے جنت میں آدمی کے سو درجات بلند ہو سکیں گے۔ ان میں سے ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔" حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسا عمل ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جملہ فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جملہ رنج و غم اور مصائب مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ ۳۷

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُنْجِي اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهِ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ (۲)

حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد کرو بیشک جملہ فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ رنج و غم سے نجات دلاتا ہے۔" اسے احمد - طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

۱- کتاب الجہاد باب رفع درجات العبد بالجهاد

۲- بدیع التفسیر الجزء الرابع، صفحہ ۸۳

اللہ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتے ہیں ایک گھر جنت سے باہر ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا زَعِيمٌ وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ بَيْتِي فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَأَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَيْتِي فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي أَعْلَى عُرْفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلَمْ يَدْعُ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱) (صحيح)

حضرت فضالہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”میں زعیم ہوں یعنی ضامن ہوں جنت سے باہر اور جنت کے وسط میں ایک گھر کا اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا اور ہجرت کی اور میں ضامن ہوں جنت سے باہر ایک گھر کا جنت کے وسط میں ایک گھر کا جنت کے بالا خانوں میں ایک گھر کا اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا ہجرت کی اور جہاد کیا جس نے یہ تینوں کام کئے اس نے گویا نیکی کی کوئی بات نہ چھوڑی اور برائی سے مکمل طور پر بچا رہا ایسا شخص جہاں بھی مرنا چاہے مرے (اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی)۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

جب آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کا ہر کام مثلاً جاگنا، سونا، کھانا، پینا، چلنا، پھرنا سب عبادت میں شامل ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلِّي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتَرُ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ؟ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

۱- صحيح سنن النسائي للاباني الجزء الثاني رقم الحديث ۲۹۳۶

۲- كتاب الجهاد باب فضل الجهاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”مجھے کوئی ایسا عمل بتائے جس کا ثواب جملہ کے برابر ہو؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ایسا تو کوئی عمل نہیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے سوال کیا ”کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب کوئی مجاہد (جملہ کے لئے) اپنے گھر سے نکلے تو اپنی مسجد میں داخل ہو جائے اور مسلسل نماز پڑھتا رہے اور بالکل وقفہ نہ کرے اور ساتھ مسلسل روزے بھی رکھے اور کبھی ترک نہ کرے؟“ اس آدمی نے عرض کیا ”ایسا کون کر سکتا ہے؟“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۵۰

جماد کے لئے پالے گئے گھوڑے کا کھانا، پینا، لید اور پیشاب بھی قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَهُ وَرَوْتَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدوں کو سچا جانتے ہوئے جملہ کی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا رکھے تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا اور لید و پیشاب قیامت کے دن مجاہد کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۵۱

جماد میں استعمال ہونے والے گھوڑے خیر و برکت کا باعث ہیں۔

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْرُ مَعْقُوصٌ بِنَوَاصِي لُخَيْلٍ قَالَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمَ ذَلِكَ قَالَ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ تَسْلِيمٌ (۲)

حضرت عروہ بارق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بھلائی (جملہ کے) گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ کیسے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت تک (ان کی وجہ سے مسلمانوں کو آخرت میں) اجر و ثواب ملتا رہے گا اور (دنیا میں ان کی وجہ سے) مال و نعمت حاصل ہوتا رہے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت

جہاد میں استعمال ہونے والے گھوڑے ہوں یا دوسرا سامان حرب وہ سب مسلمانوں کے لئے خیر برکت کا باعث ہے۔ جہاد چونکہ قیامت تک باقی ہے لہذا فرمایا کہ قیامت تک مسلمانوں کو گھوڑوں سے خیر و برکت حاصل ہوتی رہے گی۔

اللہ کی راہ میں ایک تیر (یا ایک گولی) چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۵۲

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ فَلَبَّغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ أَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ فَعَدْلُ رَقَبَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (صحیح)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”جس نے دشمن پر تیر چلایا اور وہ دشمن تک پہنچ گیا“ خواہ نشانہ پر لگے یا نہ لگے، اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۵۳

جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر جہاد میں حصہ لیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نَكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرٍ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّغْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو مسلمان اللہ کی راہ میں اتنی دیر لڑے جتنی دیر اونٹنی کا دودھ دوہنے پر لگتی ہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو یا ٹھوکر کھالی وہ قیامت کے روز اپنے زخم کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی خوشبو مکہ جیسی ہوگی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۵۴

دوران جہاد نفل روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو نیشن و آسمان

کے درمیان فاصلے کے برابر جہنم سے دور کر دیتا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (١) (صحيح)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لور آگ کے درمیان اتنا فاصلہ حاصل کر دیتا ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

جماد کی نیت سے ایک صبح یا ایک شام سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔

مسئلہ ۵۵

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْدُوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَرَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (٢)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام چلنا (یا گزارنا) دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونی والا جسم جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

مسئلہ ۵۶

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْتَبَرْتُ قَدَمًا تَبْدِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (٣)

حضرت عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں بار آلود ہونے والے پاؤں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ شَيْئَةِ اللَّهِ حَتَّى يَغُودَ اللَّبْنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غَبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانٌ جَهَنَّمَ

۲- کتاب الجہاد باب فضل العُدوة والروحة فی سبیل اللہ

صحيح سنن الترمذی للابانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۳۶۵

کتاب الجہاد باب من اغتبرت قدماء فی سبیل اللہ

(صحیح)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ^(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ کے ڈر سے رویا وہ کبھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔ الا یہ کہ دودھ تھن میں واپس چلا جائے (جو کہ ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۵۷

گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانٍ^(۲) (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”اللہ کی راہ میں گھڑی بھر ٹھہرنا حجر اسود کے سامنے لیلۃ القدر کے قیام سے بہتر ہے۔“ اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی ضمانت دی ہے۔

مسئلہ ۵۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِينَ كَلِمَ لَوْنُهُ لَوْ نُوذِمَ وَرِيحُهُ مِسْكٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ نَالَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً تَجِدُونَهَا وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ دِدْتُ أَنِّي أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتُلُ ثُمَّ أَغْزُو فَأَقْتُلُ ثُمَّ أَغْزُو فَأَقْتُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ^(۳)

۲- الاربعون فی الحدیث علی الجہاد لابن عساکر رقم الحدیث ۱۸

۱- صحیح سنن الترمذی للابن ابی حبان الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۳۳۳

۳- کتاب الجہاد باب الزغب فی الجہاد وفضله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں اس طرح نکلا کہ میری راہ میں جہاد، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نہ ہو، اسے نکلنے پر مجبور کیا تو میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اس کے سکون تک جہاں سے وہ نکلا ہے اس طرح واپس لاؤں کہ وہ اجر یا نعمت سے مالا مال ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اللہ کی راہ میں کسی شخص کو جو بھی زخم آئے گا وہ قیامت کے دن اسی زخمی حالت میں اللہ کی حضور پیش ہوگا۔ اس زخم کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میری امت کے لئے تکلیف وہ نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ رہتا لیکن نہ تو میرے پاس اتنی وسعت ہے کہ میں ان سب کو سالانہ جنگ مہیا کر سکوں اور نہ ان کو خود ہی اس قدر وسعت حاصل ہے مسلمانوں کو یہ بھی ناگوار گذرتا ہے کہ میں کسی مہم کے لئے نکلوں اور وہ پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

۵۹ مسئلہ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلِّالِ السُّيُوفِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جہاد کی برکت سے دین اسلام قیامت تک قائم رہے گا۔

۶۰ مسئلہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَنْ يَجْرَحَ هَذَا الدِّينَ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت تک یہ دین قائم رہے گا کیونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت (ہر زمانے میں غلبہ دین کے لئے) جہاد کرتی رہے گی۔“ اس

مسلم نے روایت کیا ہے۔

سمندر میں جہلو کرنے والوں کی قتل رشک فضیلت

۶۱

مسئلہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ أَنَّهَا قَالَتْ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَنْتَسِمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرَكِبُونَ هَذَا الْبَحْرَ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ بِمِثْلِهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَاجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهِ الْأَوَّلِ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ قَالَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيَةَ أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزَاتِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةً لِيُرَكَّبَ فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انکی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ”ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آکر سوئے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے میں نے عرض کیا ”آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے (خواب میں) پیش کئے گئے جو سمندر میں (جہلو کے لئے) اس طرح سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حرام کے لئے دعا فرمائی اور پھر سو گئے جب بیدار ہوئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی مسکرائے اور ام حرام رضی اللہ عنہا نے وہی سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ ام حرام نے پھر درخواست کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! دعا فرمائیے اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم پہلی جماعت والوں میں سے ہو۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ام حرام اپنے خولود حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے بحری غزوہ میں تشریف لے گئیں جس کے امیر حضرت امیر مظلوم رضی اللہ عنہ تھے، جب یہ لوگ غزوہ سے واپس آئے تو شام میں قیام کیا۔ (روانہ ہوتے وقت) ان کی سواری کا جانور ان کے قریب لایا گیا تاکہ اس پر سوار ہو سکیں (جانور کے بدکنے کی وجہ سے) اس سے گر کر فوت

۱- صحیح سنن ابن ماجہ اللہابی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۴۰

ہو گئیں۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

رزق کے مختلف دروازوں میں سے ایک دروازہ جملو ہے۔

۶۲ مسندہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذَّلَّةُ وَالصَّفَارُ عَلَيَّ مَنْ خَالَفَ أَمْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرا رزق میرے نیزے کے نیچے ہے اور جو شخص میرے حکم کی خلاف ورزی کرے (یعنی اسلام نہ لائے) اس پر ذلت اور رسوائی (جزیہ) ڈالی گئی ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

جملو سے فارغ ہونے کے بعد گھر واپس پہنچنے تک مجاہد کو مسلسل جملو کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

۶۳ مسندہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَفْلَةٌ كَفَرَوَةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جملو سے واپسی (ثواب میں) جملو کے برابر ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔



فَضْلُ الْجِهَادِ فِي غَزْوِ الْهِنْدِ

ہندوستان کے خلاف جہاد کی فضیلت

ہندوستان کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے بچانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مسئلہ ۶۳

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ عَصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ أَحْمَدُ (۱)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ آگ سے بچائے گا ایک وہ جماعت جو ہندوستان کے خلاف جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا ساتھ دے گی (جب وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر دجال کے خلاف جہاد کریں گے)“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔



فَضْلُ الْمُجَاهِدِينَ

مجاہدین کی فضیلت

جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا مجاہد سب سے افضل ہے۔

مسئلہ ۶۵

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ أَيُّ النَّاسِ أَنْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشَّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! لوگوں میں سے سب سے افضل کون ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔“ اس آدمی نے پھر پوچھا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! پھر کون؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”پھر وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

سب لوگوں سے بہتر زندگی مجاہد کی زندگی ہے

مسئلہ ۶۶

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمَسِكَ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فِرَاعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَنْتَفِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ فِي رَأْسِ شَعْفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سب لوگوں سے بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جو جہاد میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر لگام تھامے ہوئے دوڑا پھرتا ہے جب کسی طرف سے (حملہ کا) شور یا گھبراہٹ کی آواز سنتا ہے تو قتل ہونے کے لئے اس طرف دوڑ پڑتا ہے موت کو موت کی جگہوں میں تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس آدمی کی زندگی بھی بہتر ہے جو پہاڑ کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا پہاڑ کی داویوں میں سے کسی داوی میں رہتا ہے نماز پڑھتا ہے زکاۃ لوا کرتا ہے اور موت تک اللہ کی بندگی کرتا ہے لوگوں میں سے اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا خیر پر نہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مجلد جب تک جہاد میں رہتا ہے اسے مسلسل روزے رکھنے، مسلسل قیام کرنے، ہر وقت اللہ سے ڈرنے، مسلسل رکوع کرنے اور مسلسل سجدہ کرنے والے عباد کے برابر ثواب ملتا ہے

مسئلہ ۶۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَغْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّائِعِ السَّاجِدِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی (مسلسل) روزے رکھے، (مسلسل) قیام کرے (ہر وقت) اللہ سے ڈرے، (مسلسل) حالت رکوع میں رہے (مسلسل) سجدے میں پڑا رہے۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مجلد کے اجر و ثواب کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا

مسئلہ ۶۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَغْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لَا تَسْتَطِيعُونَهُ قَالَ فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا تَسْتَطِيعُونَهُ وَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَائِمِ بَأَيَاتِ اللَّهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ”جملو کے برابر کونسا عمل ہے“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے“ صحابہ کرام نے دو یا تین بار یہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب ارشاد فرمایا تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ ”مچلہ کی مثل اس شخص کی سی ہے جو (مسلسل) روزے رکھے (مسلسل) اللہ کے حضور قیام کرے، اللہ تعالیٰ کی رمانہواری کرے نہ روزہ ترک کرے نہ قیام چھوڑے یہاں تک کہ وہ جملو سے واپس لوٹ آئے۔“ سے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مچلہ کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے

۶۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمْ مُجَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاسِخُ الَّذِي يُرِيدُ الْعُقَافَ
أَهَ التَّرْمِذِيُّ (۱)

(حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے۔ ۱۔ مچلہ فی سبیل اللہ ۲۔ غلام جو اپنی قیمت لوا کرنے کے لئے کلبت (یعنی معاہدہ) کرنا چاہتا ہے کہ آزادی حاصل کر سکے) ۳۔ گنہ سے بچنے کے لئے نکاح کرنے والا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ضمانت دیتا ہے

۷۰

۱۔ اللہ کی راہ میں جملو کرنے والا ۲۔ مسجد میں نماز کے لئے جانے والا
۳۔ اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہونے والا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَارِبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ نَخْلَةُ الْجَنَّةِ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تین آدمی اللہ تعالیٰ کی

ضمانت میں ہیں پس سلا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جلا کرنے کے لئے نکلا اللہ تعالیٰ کا زمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ گھر واپس پہنچا دے۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد (میں نماز پڑھنے) کے لئے نکلا اللہ تعالیٰ کا زمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے اجر و ثواب کے ساتھ گھر واپس پہنچا دے۔ تیسرا وہ شخص جو سلام کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہو وہ بھی اللہ کی ضمانت میں ہے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۷۱

میدان جنگ میں کافر کو مارنے والا مجاہد کبھی جہنم میں نہیں جائے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کافر اور اس کا قاتل (مسلم) جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۷۲

جلا سے کامیاب واپس لوٹنے والا مجاہد اللہ کا مہمان ہوتا ہے جس کی دعاء اللہ قبول فرماتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَائِي وَالْمُعْتَمِرُ وَقَدْ دَعَاهُمُ اللَّهُ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ وَمَسَّأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۲) (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حاجی اور عمرہ کرنے والا تینوں اللہ کے مہمان ہیں اللہ نے بلایا تو وہ آگئے، لہذا جب اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ انہیں عطا فرمائے گا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۷۳

مجاہدین کی خواتین کی حرمت مسلمانوں کی ماؤں کے برابر ہے

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ غَلْبُ الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلِفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَحُونُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ

(۱) مُسْلِمٌ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مجاہدین کی عورتوں کی حرمت جملہ سے پیچھے رہنے والوں کے لئے ایسی ہے جیسی ان کی ماؤں کی حرمت۔ اور جو شخص جملہ سے پیچھے رہ کر مجاہدین کے اہل و عیال کی خبر گیری کرے اور پھر اس میں خیانت کرے (یعنی مجاہدین کی خواتین کی حرمت پامال کرے) تو وہ قیامت کے روز اللہ کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے اعمال میں سے جو چاہے گالے لے گا۔ پس تمہارا کیا خیال ہے؟ (یعنی خاتن کے نامہ اعمال میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔)“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۷۳

مجاہد کے لئے شہید ہونے کی صورت میں جنت کی ضمانت اور زندہ رہنے کی صورت میں بھرپور ثواب اور مل غنیمت کی ضمانت ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اپنے گھر سے جملہ فی سبیل اللہ کے لئے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تصدیق کرے اللہ تعالیٰ ایسے مجاہد کو (قتل ہونے کی صورت میں) جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہے یا (زندہ رہنے کی صورت میں) اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اسے اسی گھر میں جملہ سے وہ نکلا تھا بھرپور اجر اور مل غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۷۵

سمندر میں سفر کرنے والے مجاہد کو قے آئے تو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اگر ڈوب جائے تو دو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيئُهُ الْقَيْءُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ وَالْعَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۳) (حسن)

۲- کتاب الامارة باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله

۱- کتاب الامارة باب حرمة نساء المجاهدين

۳- صحيح سنن ابى داود اللاتىانى الجزء الثانى رقم الحديث ۲۱۷۷

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص (جملویا ج کے لئے) سمندر پر سوار ہو اور اسے قے آئے تو اس کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے اور اگر وہ سمندر میں ڈوب جائے تو اس کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔



فَضْلُ إِعَانَةِ الْمُجَاهِدِينَ

مجاہدین کی مدد کرنے کی فضیلت

مجاہد کو جہاد کے لئے اخراجات دینے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

۷۶

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْغَازِيِ أَجْرُهُ لِمَجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِيِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جہاد کے لئے نکلنے والے کو اپنے جہاد کا ثواب ملے گا اور جہاد پر کسی کو (خرچ دے کر) بھیجنے والے کو خرچ دینے کا ثواب بھی ملے گا اور اس (بھیجے گئے) شخص کے جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

۷۷

مسئلہ

کرنے والے کو بھی جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَيْنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ زَايَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں نکلنے والے مجاہد کا سلمان تیار کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے جانے کے بعد اس کے گھریار کی خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا إِلَى يَنْبِي

— صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۰۳

— کتاب الامارۃ باب فضل إعانة الغازی

لِحَيَّانٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَالَ لِيُبْعِثُ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَخَذَهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کی شاخ بنو لیحان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا ”ہر گھر کے دو مردوں میں سے ایک جملہ کے لئے نکلے (اور دوسرا گھر کی حفاظت کے لئے بیکار رہے) اور ثواب میں دونوں شریک ہوں گے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مجاہد کی راہنمائی کرنے والے کو بھی جہاد میں شرکت کا ثواب ملتا

مسئلہ ۷۸

ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَبْدِعُ بِي فَاحْمِلْنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَذْلهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”میری سواری گم ہو گئی مجھے (جہاد میں جانے کے لئے سواری دیجئے)“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میرے پاس تو سواری نہیں ہے۔“ ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اسے ایسے شخص کا پتہ بتا دیتا ہوں جو اسے سواری مہیا کرے گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص نیکی کے کام میں کسی کی راہنمائی کرے گا اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا نیکی کرنے والے کو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جہاد کرنے والے مجاہد کا سالان مہیا کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب

مسئلہ ۷۹

ملتا ہے جتنا جہاد کرنے والے کو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ الْغَازِيِ شَيْئًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۳)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے غازی کو سالان مہیا کیا اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا غازی کو اور غازی کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت

فَضْلُ الشَّهِيدِ

شہید کی فضیلت

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے جنت کا بلند ترین درجہ جنت الفردوس پائیں گے۔

مسئلہ ۸۰

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَاقَةَ أَنْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تَحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قَتْلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّاتٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنِكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ربیع جو کہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ تھیں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیے وہ کہاں ہے؟ حارثہ بدر کے دن اچانک تیر لگنے سے مارے گئے تھے، اگر وہ جنت میں ہے تو مجھے صبر آجائے گا اور اگر جنت میں نہیں تو میں دل کھول کر رولوں گی۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اے ام حارثہ! جنت میں درجہ بدرجہ کنی باغ ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اعلیٰ باغ فردوس میں ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہداء کی روحوں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قدیلوں میں رہتی ہیں جو عرش الہی سے لٹک رہی ہیں۔

مسئلہ ۸۱

شہداء کی روحوں جب چاہیں جنت کی سیر کر سکتی ہیں۔

مسئلہ ۸۲

شہداء کی روحوں دنیا میں دوبارہ آکر شہید ہونے کی خواہش کرتی ہیں۔

مسئلہ ۸۳

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) قَالَ أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خَضِرٍ لَهَا قَنَادِيلٌ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ إِطْلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا قَالُوا أَيْ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا قَالُوا يَا رَبِّ نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرْكُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا ترجمہ = "جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹) تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس آیت کا مطلب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش الہی سے لٹکی ہوئی ہیں جب چاہتی ہیں جنت میں سیر کے لئے چلی جاتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں۔ ایک بار ان کے رب نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا "تمہاری کوئی خواہش ہے؟" شہداء کی ارواح نے جواب دیا "ہم جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی ہیں ہمیں اور کیا چاہئے؟" اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال دریافت کیا پھر جب شہداء کی ارواح نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں تب انہوں نے جواب دیا "اے ہمارے رب ! ہم چاہتی ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کی جائیں۔" جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

شہادت کے وقت خون بہتے ہی شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شہید کو شہادت کے وقت جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔

شہید قیامت کے روز اپنے قریبی اعزہ میں سے ستر افراد کی

مسئلہ ۸۳

مسئلہ ۸۵

مسئلہ ۸۶

سفاش کر سکے گا۔

عَنِ الْمُقَدَّمِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يَغْفِرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيُرِي مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُحَلِّي حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَيُزَوِّجُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ وَيُشَفِّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ^(۱) (صحیح)

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک شہید کو چھ فضیلتیں حاصل ہیں۔ ۱۔ اس کا خون گرتے ہی اللہ اس کے گنہ معاف کر دیتا ہے۔ ۲۔ جنت میں اسے اس کا مقام دکھایا جاتا ہے۔ ۳۔ عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے۔ ۴۔ قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے۔ ۵۔ ایمان کا لباس پہنایا جاتا ہے اور موٹی آنکھوں والی خوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے۔ ۶۔ (قیامت کے روز) اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ستر آدمیوں کی سفاش کی حق دیا جاتا ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

شہید، شہادت کے بعد اپنے اعزہ و اقارب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے انعام و اکرام سے آگاہ کرنے کی خواہش کرتا ہے۔

مسئلہ ۸۷

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ أَلَا أَخْبِرُكَ مَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَبِيكَ قُلْتُ بَلَى قَالَ مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْسِنِي فَأَقْتُلْ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ قَالَ يَا رَبِّ فَأَبْلُغْ مَنْ وَرَائِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ آيَةٌ وَلَا تَحْسِنَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا (بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ^(۲) (حسن)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے دن جب عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے جابر! کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کی ہے؟“ میں نے عرض کیا ”کیوں نہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے کسی شخص

۲- صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی الجزء الثاني رقم الحديث ۲۲۵۸

۱- صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی الجزء الثاني رقم الحديث ۲۲۵۷

سے بغیر حجاب کے بات نہیں فرمائی لیکن تیرے باپ سے بغیر حجاب کے (یعنی براہ راست) گفتگو فرمائی ہے اور کہا ہے اے میرے بندے! جو چاہتے ہو مانگو میں تمہیں دوں گا" تمہارے باپ نے عرض کیا "اے میرے رب! مجھے دوبارہ زندہ فرماتا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "یہ بات تو ہماری طرف سے پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں واپسی نہیں ہوگی۔" تیرے باپ نے پھر عرض کیا "اے میرے رب! اچھا تو میری طرف سے (اہل دنیا کو) میرا یہ پیغام (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر شہید ہونے کی خواہش کرنا) پہنچا دیجئے۔" تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹) اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

شہید کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس میں لگا ہوا ایک موٹی دنیا کی ساری دولت سے زیادہ قیمتی ہوگا۔

۸۸ مسئلہ

جنت میں ہر شہید کا بہتر (۷۲) حوروں سے نکاح کیا جائے گا۔

۸۹ مسئلہ

ہر شہید کو اپنے اقرباء میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔

۹۰ مسئلہ

عَنِ الْمُقَدِّمِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ وَيُشْفَعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱)

حضرت مقدم بن معدیکربؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شہید کی اللہ کے ہاں چھ فضیلتیں ہیں۔ ۱۔ شہید ہوتے ہی اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت میں اسے (سہاوت کے وقت ہی) اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ ۲۔ عذاب قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ۳۔ (قیامت کے روز) بڑی گھبراہٹ سے اسے محفوظ رکھا جائے گا۔ ۴۔ اس کے سر پر عزت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس میں لگا ہوا ایک یاقوت دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگا۔ ۵۔ (جنت میں)

اس کا نکاح بہتر (۷۲) موٹی آنکھوں والی حوروں سے کیا جائے گا۔ ۶۔ اور وہ اپنے ستر (۷۰) اعزہ و اقارب کی سفارش کر سکے گا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

قیامت کے روز شہید اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون تروتازہ ہوگا جس سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔

مسئلہ ۹۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ أَحَدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنِ الدَّمِّ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمَسْكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا لیکن اس سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہید شہادت کے بعد سیدھا جنت میں جاتا ہے۔

مسئلہ ۹۲

قَالَ الْمُخْبِرَةُ بِنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِ رَبِّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کے اس پیغام سے آگاہ فرمایا کہ ”ہم میں سے جو شخص (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

جنت میں سب سے زیادہ خوبصورت گھر شہداء کے ہیں۔

مسئلہ ۹۳

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا أَمَا هَذِهِ الدَّارُ

۱- کتاب الجہاد باب من ینرح فی سبیل اللہ

۲- کتاب الجہاد باب الجنة تحت بارقة السیوف

فَدَارُ الشُّهَدَاءِ رَوَاهُ البُخَارِيُّ (۱)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں نے آج رات (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص آئے اور مجھے ایک درخت پر چڑھا کر لے گئے پھر ایک خوبصورت اور بہترین گھر میں لے گئے جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے نہیں دیکھا ان دونوں آدمیوں نے مجھے بتایا کہ یہ گھر شہیدوں کا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہید پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔

مسئلہ ۹۴

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ جِئْتُ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتًا نَائِحَةً فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لِمَا تَبْكِي مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُؤُهُ بِأَجْنِحَتَيْهَا رَوَاهُ البُخَارِيُّ (۲)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (احد کے روز) میرے والد کی میت رسول اکرم ﷺ کے سامنے لائی گئی کافروں نے ان کے جسم کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی ناک کان کٹ ڈالے تھے) جب جنازہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو میں اپنے والد کے چہرے سے بار بار پردہ ہٹاتا تو لوگوں نے مجھے منع کیا اتنے میں رسول اکرم ﷺ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی پتہ چلا کہ وہ عمرو (مقتول کے باپ) کی بیٹی یا بہن تھی آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا ”کیوں روتی ہو؟“ یا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”نہ رو“ عبداللہ پر تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہید کو شہادت کے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے۔

مسئلہ ۹۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ الْقُرْصَةَ يُقْرِصُهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۳)

(صحیح)

۲- کتاب الجہاد باب ظل الملائكة على الشهيد

۱- کتاب الجہاد باب درجات الجاهدين فی سبیل اللہ

۳- صحیح سن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۹۶۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”شہید کو شہادت کے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چوٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

دو قطرے اللہ کو بہت محبوب ہیں پہلا وہ قطرہ جو اللہ کے ڈر سے آنکھوں سے نکلے دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں بنے۔

مسئلہ ۹۶

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْقَطْرَتَيْنِ وَأَثْرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللَّهِ وَقَطْرَةٌ دَمٌ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْأَثْرَانِ فَأَثْرٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَثْرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱) (صحیح)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے زیادہ محبوب کوئی قطرہ نہیں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب کوئی نشان نہیں دو قطروں میں سے پہلا قطرہ وہ قطرہ ہے جو اللہ کے ڈر سے آنکھ سے نکلے اور دوسرا قطرہ خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کی راہ میں (انسان کے جسم سے) بنے دو نشانوں میں سے پہلا نشان وہ جو (جسم پر) اللہ کی راہ میں پڑے (مثلاً دشمن کی مار سے یا گرنے سے چوٹ آجائے یا تیر، تلوار یا گولی وغیرہ سے زخم آئے) دوسرا وہ نشان جو فرائض ادا کرنے میں پڑے (مثلاً سردی میں وضو کرنے سے پاؤں پھٹ جائیں یا سجدہ کرنے سے ماتھے پر نشان پڑ جائے وغیرہ)۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کے جنت میں جانے کی گواہی دی ہے۔

مسئلہ ۹۷

عَنْ حَسَنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فِي الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ وَالْمَوْلِيذُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲) (صحیح)

حضرت حسانہ بنت معاویہ رضی اللہ عنہا ”کہتی ہیں ہم سے میرے چچا نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”جنت میں کون کون جائے گا؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”نبی (یعنی طور پر) جنت میں جائے گا، شہید (یعنی طور پر) جنت میں جائے گا، نومولود (یعنی طور پر) جنت میں جائے گا اور زندہ درگور کی گئی لڑکی (یعنی طور پر) جنت میں جائے گی۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے

قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۹۸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلِّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ قرض کے علاوہ شہید کے سارے گناہ معاف فرماتا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
شہید، شہادت کے بعد بار بار دنیا میں آکر شہید ہونے کی تمنا کرتا ہے۔

مسئلہ ۹۹

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص جنت میں جاتا ہے وہ دنیا میں واپس آنا کبھی پسند نہیں کرتا خواہ اسے روئے زمین کی ساری دولت دے دی جائے۔ البتہ شہید دنیا میں واپس آنا چاہتا ہے اور شہادت کے عوض اسے جو عزت حاصل ہوتی ہے اس کی بناء پر چاہتا ہے کہ دس بار اللہ کی راہ میں شہید ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہادت کی موت طلب کرنے کی فضیلت۔

مسئلہ ۱۰۰

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۳) (صحيح)

حضرت سهل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے درجات عطا فرمائے گا خواہ وہ اپنے بستر پر (طبعی موت) پر مرے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بار بار شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

مسئلہ ۱۰۱

۲- کتاب الجہاد باب تمی المجاہد ان یرجع الی الدنیا

۱- کتب الامارۃ باب بیان ما اعده اللہ تعالیٰ للمجاہد فی الجنتہ

۳- صحیح سنن النسائی للالیانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۹۶۶

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں کو اس بات سے دکھ نہ پہنچتا کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں (تو ضرور ایسا کرتا) اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں کہ ہر آدمی کو اپنے ساتھ لے جا سکوں (اگر میں ایسا کر سکتا تو) میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والی کسی بھی فوجی مہم کے پیچھے نہ رہتا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شہداء فرشتوں سے افضل ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲

شہداء بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

مسئلہ ۱۰۳

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ ثَلَاثَةِ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ الَّذِينَ تَتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارَةَ إِذَا أَمَرُوا سَمِعُوا وَأَطَاعُوا وَإِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتَّى يَمُوتَ وَهِيَ فِي صَدْرِهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَدْعُوهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا وَزِينَتِهَا فَيَقُولُ أَيْنَ عِبَادِي الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقُتِلُوا فِي سَبِيلِي وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِي؟ أَدْخَلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُونَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَدَابٍ فَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ لَكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ آتَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَؤُلَاءِ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِي وَأُودُوا فِي سَبِيلِي فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ (سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) رَوَاهُ الْحَاكِمُ^(۲)

(صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت مساکین مہاجرین کی ہوگی جو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا رہے جب کوئی حکم بلا، تو اسے سنا اور اس پر عمل کیا ان میں سے اگر کسی کو بادشاہ وقت سے کوئی کام تھا تو موت تک وہ پورا نہ ہوسکا اور وہ خواہش اس کے دل میں ہی رہی۔ (ان کے داخل ہونے کے بعد) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا اور جنت اپنی تمام تزئین و زینت کے ساتھ حاضر ہوگی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اور قتل کئے گئے، اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟“ (وہ حاضر ہوں گے اور انہیں کہا جائے گا) جنت میں داخل ہو جاؤ پس وہ بغیر حجاب اور نقاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ”اے ہمارے پروردگار! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔“ پھر فرشتے ہر ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور یہ کہہ کر سلام پیش کریں گے ”تم پر سلامتی ہو اس ممبر کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کیا آخرت کے گھر کا بدلہ کتنا اچھا ہے۔“ (سورۃ رعد آیت نمبر ۲۴) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہادت کے لئے درج ذیل دعاء مانگا کرتے تھے۔

مسئلہ ۱۰۴

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (شہادت کے لئے یوں) دعا فرماتے ”اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ) میں شہادت عطا فرما۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔



فَضْلُ الرَّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات پہرہ دینے کا ثواب ایک ماہ مسلسل دن کا روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۱۰۵

پہرہ دیتے ہوئے مرنے والے مجاہد کو مذکورہ ثواب قیامت تک ملتا رہے گا نیز وہ قبر اور حشر کے فتنوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

مسئلہ ۱۰۶

عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاطَبَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ مُرَاطِبًا أُجْرِي لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ مِنَ الْأَجْرِ وَأُجْرِي عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَأَمِنَ مِنَ الْفِتَنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

(صحیح)

حضرت سلیمان خیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے جمادی سبیل اللہ کے دوران ایک دن اور ایک رات (یعنی چوبیس گھنٹے) پہرہ دیا اس کے لئے ایک ماہ کے صیام اور قیام کا اجر ہے اور جو کوئی پہرہ دیتے مر گیا اس کے لئے (مذکورہ) اجر قیامت تک جاری رہے گا اور اسے برابر رزق بھی ملتا رہے گا اور وہ دو فتنوں (یعنی قبر اور حشر) سے بھی محفوظ رہے گا۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَاطِبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُجْرِي عَلَيْهِ أَجْرُ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ مِنَ الْفِتَنِ وَبَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفِرْعِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۲)

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص فی سبیل اللہ پہرہ

دیتے ہوئے مرا اس کے نیک اعمال جو وہ کیا کرتا تھا (مثلاً نماز، روزہ، تلاوت اور عبادت و دیگر اوراد و وظائف وغیرہ) کا اجر اسے (مسلل قیامت تک) ملتا رہے گا، اسے رزق بھی جاری کیا جائے گا اور وہ دو فتنوں سے بھی محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ (اس دن کی) گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُيَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ الْمَيِّتِ يُحْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت فضالہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مرنے کے بعد ہر شخص کے عمل کی سلت ختم ہو جاتی ہے سوائے پیردار کے، اس کے عمل کا ثواب قیامت تک جاری رکھا جاتا ہے اور اسے قبر کے فتنے سے بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

پہرہ دینے کے لئے جاگنے والی آنکھ جنم میں نہیں جائے گی۔

مسئلہ ۱۰۷

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲) (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”دو آنکھوں کو جنم کی آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات پہرہ دیتے ہوئے گزاری۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۸

اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطٌ يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعٌ سَوَّطٍ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلِرَوْحَةٍ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لَعَدْوَةٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۳) (صحيح)

۲- صحيح سنن الترمذی للابانی الجزء الثاني رقم الحديث ۱۳۳۸

۱- صحيح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثاني رقم الحديث ۲۱۸۲

۳- صحيح سنن الترمذی للابانی الجزء الثاني رقم الحديث ۱۳۶۰

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے، اللہ کی راہ میں کسی آدمی کا صبح یا شام کے وقت چلنا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔ نیز تم میں سے کسی جنتی کی جنت میں لاٹھی رکھنے والی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینے کا ثواب گھروں میں پہرہ دینے سے ہزار درجہ افضل ہے۔

مسئلہ ۱۰۹

عَنْ عَثْمَانَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا گھروں میں ہزار دن پہرہ دینے سے زیادہ افضل ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

مسئلہ ۱۱۰

عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلَهَا وَيُصَامُ نَهَارُهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ (۲)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے۔ جن کی راتوں میں قیام کیا جائے اور جن کے دنوں میں روزے رکھے جائیں۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔



أَهْمِيَّةُ الْجِهَادِ

جہاد کی اہمیت

جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔

مسئلہ ۱۱۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی کبھی مجاہد کی مدد کی اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں ہی سخت مصیبت میں مبتلا فرما دے گا۔

مسئلہ ۱۱۲

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلِفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللَّهُ بِقَارِعَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نہ تو جہاد میں حصہ لیا نہ ہی غازی کا سامان تیار کیا نہ ہی غازی کے اہل و عیال کی خبر گیری کی اسے اللہ تعالیٰ کسی سخت مصیبت میں مبتلا فرما دے گا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

ترک جہاد ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کے باعث اللہ تعالیٰ

مسئلہ ۱۱۳

مسلمانوں پر زلت مسلط فرماتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے، گائے کی دم تھام لو گے (یعنی جانوروں سے محبت کرنے لگو گے) کھیتی باڑی میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر زلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (یعنی جہاد) کی طرف واپس نہ پلٹو گے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جہاد ترک کرنے پر غیر مسلم اقوام مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گی۔

۱۱۳ مسئلہ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْأَمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكْلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا فَتَقَاتِلَ قَائِلٌ وَمِنْ قَلِيلٍ نَحْنُ يَوْمئِذٍ قَالِ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غَنَاءٌ كَفْتَاءَ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْدِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عنقریب غیر مسلم قومیں ایک دوسرے کو ہمارے خلاف (چڑھائی) کے لئے اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (ایک دوسرے کو) ستر خوان کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“ (صحابہ کرامؓ میں سے کسی) کہنے والے نے عرض کیا ”کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بننے والی جھاگ کی سی ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔“ کہنے والے نے پھر عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ وہن کیا چیز ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

أنواع الجهاد

جہاد کی اقسام

جہاد کی تین قسمیں ہیں - ۱۔ مال کا جہاد - ۲۔ جان کا جہاد - ۳۔ زبان کا جہاد۔

مسئلہ ۱۱۵

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّتْرَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مشرکوں سے جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

(۱) جِهَادُ الْمَالِ (مال سے جہاد)

جہاد میں خرچ کئے گئے مال کا اجر و ثواب سات سو گنا ملتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۶

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ النَّصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز تمہیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گے۔“ اسے

۱- صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۱۸۶

۲- کتاب الإمارة باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ

مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاثِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضَعْفٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

(صحیح)

حضرت خیرم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کے بعد سب سے زیادہ ثواب اس خرچ کا ہے جو آدمی جہاد فی سبیل اللہ میں کرے۔

مسئلہ ۱۱۷

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارًا يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارًا يُنْفِقُهُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، وَدِينَارًا يُنْفِقُهُ لِرَجُلٍ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(انصار کے لئے) دینار خرچ کرنے کی سب سے زیادہ عمدہ چیز اس کے اہل و عیال اور جہاد فی سبیل اللہ کے گھوڑے اور جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھی (یعنی جہاد میں) ہیں۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی مد میں خرچ کی گئی رقم باقی تمام صدقات کے مقابلے میں افضل ہے۔

مسئلہ ۱۱۸

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ خِدْمَةُ عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ظِلٌّ فُسْطَاطٍ أَوْ طَرُوقَةٌ فَخَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۳)

(حسن)

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کونسا صدقہ سب سے افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ کی راہ میں لوم مہیا کرنا یا اللہ کی راہ میں سایہ کرنے کے لئے خیمہ مہیا کرنا یا نوجوان لومنی اللہ کی راہ میں پیش

۲- کتاب الجہاد باب فضل الفقہ فی سبیل اللہ تعالیٰ

- صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۹۸۵

- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۳۲۷

کرنا۔“ اسے ترفی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۱۹

اللہ کی راہ میں جوڑا (مثلاً دو گھوڑے یا دو اونٹ یا دو ہزار روپے دو لاکھ روپے) خرچ کرنے والے کو قیامت کے دن جنت کے دروازوں سے داخل ہونے کے لئے پکارا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ حَزْنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلَانُ هَلُمَّ فَادْخُلْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے خازن تمام دروازوں سے بلائیں گے اے فلاں، تو اس دروازے سے (جنت میں داخل ہو۔)“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے شخص کو تو کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (جوڑا خرچ کرنے میں)“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھے امید ہے تم انہیں لوگوں میں سے ہو گے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعاء خیر کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا لِلَّهِمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ لِلَّهِمَّ أَعْطِ مُنْمِسِكًا تَلْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگوں پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے نہ اترتے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما اور دوسرا یہ کہتا ہے اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے کا مال ضائع فرما۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

فی سبیل اللہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینا بھی جہنم سے نجات کا باعث بن سکتا ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَأَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَانَمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کا ذکر فرمایا اور منہ پھیر لیا اور سخت نفرت کی پھر ارشاد فرمایا ”(لوگو!) آگ سے بچو۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ پھیر لیا اور سخت نفرت فرمائی ہمیں یوں محسوس ہوا کہ اس وقت آپ آگ کو (اپنے سامنے) دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا ”لوگو! آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر بچو اور جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ پائے وہ کوئی اچھی بات ہی کہہ کر آگ سے بچے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

(ب) جِهَادُ النَّفْسِ (جان سے جہاد)

اللہ کی راہ میں جان سے جہاد کرنا ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل سب سے اچھا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اللہ کی راہ میں جان سے جہاد کرنے والے کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبْوَابَ

الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلِّ الشَّوْفِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی راہ میں بار بار اپنی جان سے جہاد کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

مسئلہ ۱۲۳

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱۰۱ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) جِهَادُ اللِّسَانِ (زبان سے جہاد)

دشمن کو مرعوب کرنے اور اس کے حوصلے پست کرنے کے لئے تند و تیز تقاریر اور شعر و شاعری کے ذریعہ بھی جہاد کرنا چاہئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کفار و مشرکین کی جہو کرنے کا حکم دیا۔

مسئلہ ۱۲۵

مسئلہ ۱۲۶

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجَبْرِيلُ مَعَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”اے حسان بن ثابت! کافروں کی جہو کرو اور جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قریش کی جہو کرو کیونکہ جہو ان کے لئے تیر کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



الإِعْدَادُ لِلْجِهَادِ

جہاد کی تیاری

تمام مسلمانوں کو جہاد میں استعمال ہونے والے ہتھیاروں کا استعمال سیکھنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۲۷

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ) أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”لوگو! اپنی استطاعت کے مطابق دشمنوں سے مقابلے کی تیاری پوری قوت سے کرو اور سنو، قوت سے مراد تیر اندازی ہے قوت سے مراد تیر اندازی ہے قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازی کی مشق کرنے والوں کے ساتھ شرکت فرما کر تیر اندازی سیکھنے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

مسئلہ ۱۲۸

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَّضِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا بِنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ فَاْمَسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ قَالُوا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اسلام قبیلہ کے کچھ لوگوں پر ہوا جو (دو فریق بن کر) تیز اندازی (کی مشق) کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے بنو اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) تیز انداز تھے اور میں اس گروہ کے ساتھ (تیر اندازی کے لئے) شریک ہوتا ہوں۔“ یہ سن کر دوسرے گروہ نے تیر اندازی سے ہاتھ روک لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”تیر کیوں نہیں چلاتے؟“ دوسرے گروہ نے عرض کیا ”اب ہم کیسے تیر چلائیں جب کہ آپ اس گروہ کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اچھا میں تم دونوں گروہوں کے ساتھ ہوں تیر چلاؤ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجاہدانہ زندگی بسر کرنے پر فخر تھا۔

مسئلہ ۱۲۹

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذَّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری روزی میرے نیزے کے سائے میں ہے اور جو میرا حکم نہ مانے (یعنی اسلام قبول نہ کرے) اس پر (جزیہ کی) ذلت اور رسوائی مسلط کی گئی ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سالانہ ہجرت کی تمام رقم سلمان حرب کی خرید پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔

مسئلہ ۱۳۰

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِحَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِيهِ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنو نضیر (یہودیوں کا ایک مفتوح قبیلہ) کے اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بغیر لڑے دلوا دیئے کہ مسلمانوں کو ان کے لئے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے اپنی ازواج کا سالانہ خرچ نکال لیتے اور باقی رقم ہتھیار،

جانور اور دیگر سامان حرب حاصل کرنے میں خرچ فرمادیتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۳۱ گھوڑے دوڑانے میں رسول اللہ ﷺ کی دلچسپی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے گھوڑوں کی دوڑ کروائی جو گھوڑ دوڑ کے لئے تیار نہیں کئے گئے تھے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۳۲ جہاد کی نیت سے پالے گئے گھوڑے خیر و برکت کا باعث ہیں۔

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۵۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ ۱۳۳ جہاد کی نیت سے پالے گئے گھوڑے کا چارہ، پانی، لید اور پیشاب قیامت کے روز نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا جائے گا۔

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۵۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ ۱۳۴ اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے غفلت کرنے کی

ذمت۔

عَنْ ابْنِ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ غَصَبِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد تیر اندازی چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے یا فرمایا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



أَهْدَافُ الْجِهَادِ

جہاد کے مقاصد

جہاد اسلامی کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

دنیا سے ظلم و ستم ، جارحیت ، خون ریزی ، دہشت گردی اور بد امنی کا مکمل طور پر استیصال اور خاتمہ کرنا۔
وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱۸ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ ۱۳۵

مذہبی جبر ختم کرنا نیز اسلامی عقائد اور نظریات کی اشاعت اور ارتقاء میں رکاوٹ بننے والی باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا۔

مسئلہ ۱۳۶

بحیثیت مسلمان اپنے قومی وجود اور قومی یک جہتی کا تحفظ کرنا۔
وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۲۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ ۱۳۷

اسلامی ریاست کی سرحدوں کا تحفظ کرنا۔

مسئلہ ۱۳۸

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱۰۵-۱۰۶ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا۔

مسئلہ ۱۳۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

۱- کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا ہوں جب تک وہ لالہ اللہ کی گواہی نہیں دیتے، مجھ پر اور میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے، جب لوگ ایسا کریں تو ان کے خون اور ان کے اموال مجھ سے محفوظ ہو جائیں گے مگر حق کے بدلے (یعنی کوئی ایسا گناہ کرے جس کی سزا قتل ہو مثلاً قتل کرنا یا شادی شدہ مرد و عورت کا زنا کرنا یا مرتد ہونا یا غلبہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بننا) اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ساری دنیا سے فسق و فجور اور فحاشی و برائی کو مٹانا۔

مسئلہ ۱۳۰

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”تم میں سے جو شخص برائی ہوتی دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹائے اور اگر زبان سے بھی مٹانے کی طاقت نہ رکھے تو دل سے ہی سہی (یعنی دل سے ہی اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچانے والے اندرونی یا بیرونی گروہ کا قلع قمع کرنا۔

مسئلہ ۱۳۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مِنْ كَفَرٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّْي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ

الرِّكَاءَ حَقُّ الْمَالِ ، وَاللَّهُ لَوْ مَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتَهُمْ عَلَيَّ مَعَهَا ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عربوں میں سے کئی لوگ کافر ہو گئے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”تم ان لوگوں سے کیسے جنگ کرو گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لالہ الا اللہ نہ کہیں۔ جب یہ کہنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور جان مجھ سے بچائے سوائے حق کے اور ان کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اللہ کی قسم ! جو آدمی نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم ! اگر انہوں نے بکری کی ایک پٹھوی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھی ، مجھے دینے سے انکار کیا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”واللہ ! اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اسلام قبول نہ کرنے والے کفار کو اسلامی قوانین کے تابع بنانا۔

۱۳۲ مسئلہ

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۳۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

اسلامی ریاست کے اندر دہشت گردی، خون ریزی اور تشدد کے ذریعہ اسلامی ریاست کا تختہ الٹنے والے اندرونی یا بیرونی دشمن کا قلع قمع کرنا۔

۱۳۳ مسئلہ

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۳۳ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔



أَحْكَامُ الْجِهَادِ

جہاد کے احکام

جنگ سے پہلے کفار و مشرکین کو اسلام کی دعوت دینی چاہئے اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ کا مطالبہ کرنا چاہئے اگر جزیہ بھی نہ دیں تو پھر جنگ کرنی چاہئے۔

سنہ ۱۳۴

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى أَهْلِ فَارِسَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى رُسْتَمٍ وَمَهْرَانَ فِي مِلَّةِ فَارِسَ سَلَامٌ عَلَيَّ مِنْ أَتْبَعِ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَإِنَّا نَدْعُوكُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنِ أَتَيْتُمْ فَأَعْطُوا الْحِزْبَةَ عَنْ يَدِ وَأَنْتُمْ صَاغِرُونَ فَإِنِ أَتَيْتُمْ فَإِنَّمَا مَعِيَ قَوْمًا يُحِبُّونَ الْقِتْلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْحُمْرَ وَالسَّلَامَ عَلَيَّ مِنْ أَتْبَعِ الْهُدَى رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ (۱)

حضرت ابو وائل کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل فارس (کے سرداروں) کی طرف (درج ذیل) خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم خالد بن ولید کی طرف سے رستم اور مہران کے نام جو ایرانی عوام میں سے ہیں۔ جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو لہذا بعد! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو پھر ماتحت بن کر جزیہ ادا کرو اور اگر جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کرو تو یاد رکھو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑنے سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح ایرانی لوگ شراب سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو بھی ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام ہے۔ یہ روایت شرح السنہ میں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵

امیر جیش کو جنگ کے تمام معاملات نیکی، تقویٰ، خدا خونی، خدا ترسی، امانت اور دیانت کو پیش نظر رکھ کر سرانجام دینے کا حکم ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقَالَ اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَلَا تَغْلُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلَيْدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱)

(صحیح)

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ جب کسی آدمی کو امیر لشکر بنا کر بھیجتے تو اسے خصوصاً اپنی ذات کے معاملے میں اللہ سے ڈرنے کی تاکید فرماتے نیز دوسرے مسلمانوں سے بھلائی اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے اور پھر سارے لشکر کو مخاطب ہو کر فرماتے (لوگو!) بسم اللہ فی سبیل اللہ کہہ کر جنگ شروع کرنا، کافروں سے قتل کرنا، مال غنیمت میں چوری نہ کرنا، (دشمن سے) وعدہ خلافی نہ کرنا، (دشمن کے افراد کا) مثلہ نہ کرنا اور دشمن کے بچوں کو قتل نہ کرنا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۳۶

دوران جہاد، امیر جیش کے حکم کے بغیر کوئی کارروائی کرنا منع ہے۔

امیر جیش اگر کوئی خلاف شرع حکم دے تو اسے ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۷

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مسلمان پر (امیر کا حکم سنا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند مگر جب (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی) نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر نہ بات سنی چاہئے نہ ماننی چاہئے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱- صحیح سنن الترمذی للابانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۳۱۷

۲- کتاب الامارۃ باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیۃ

امیر جیش کو مسلم افواج کی تمام ممکنہ سہولتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۸

امراء جیوش کو باہمی مفاہمت، اتحاد اور نظم و ضبط کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۹

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسْرًا وَلَا تَعْسَرًا وَيَسْرًا وَلَا تُنْفِرًا وَلَا تَطَاوَعًا وَلَا تُخْتَلِفُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت سعید بن برہہ اپنے باپ سے اور برہہ رضی اللہ عنہ نے (سعید کے) دادا سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا لوگوں کو سہولت دینا مشکل میں نہ ڈالنا، خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا، اتفاق رکھنا اور اختلاف پیدا نہ کرنا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہیں کرنی چاہئے البتہ جب مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور جب مقابلہ کرو تو صبر سے کام لو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے۔

مسئلہ ۱۵۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّنْعَ الْمُؤَبَّاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشَّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا

۱- کتاب الجهاد باب ما یکرہ من القنازع والاختلاف فی الحرب

۲- کتاب الجهاد باب لا تمنوا لقاء العدو

بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّخْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
الْمُؤْمِنَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنا ۲۔ جاؤ کرنا ۳۔ ناحق جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ ۴۔ یتیم کا مال کھانا ۵۔ سود کھانا ۶۔ لڑائی کے دن (میدان جنگ سے) بھاگنا ۷۔ کسی پاکدامن، مومن، بھولی بھالی عورت پر تہمت لگانا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۵۲ دوران جہاد دشمن کی سرزمین پر قرآن مجید ساتھ لے جانا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُسَافَرَ
بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی سرزمین میں قرآن مجید ساتھ لے جانے سے منع فرمایا کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں دشمن اسے چھین نہ لے لے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۵۳ دوران جہاد اسلام نے مسلمانوں کو بیشتر معاملات میں ”قانون قصاص“ کی بنیاد پر دشمن سے معاملات طے کرنے کی اجازت دی ہے مثلاً عہد کی پاسداری یا ہملک، ہتھیاروں کا استعمال یا جنگی قیدیوں اور جاسوسوں سے سلوک کا معاملہ وغیرہ۔

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۲۱ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔



مَا يَجُوزُ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں جائز امور

دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۳

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز دریافت فرمایا ”دشمن کی خبر کون لائے گا؟“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”میں لاؤں گا“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ”دشمن کی خبر کون لائے گا؟“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”میں لاؤں گا“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہر نبی کے لئے ایک مددگار (حواری) ہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دشمن کے مفتوحہ علاقہ سے کھانے پینے کی چیزیں ضرورت پڑنے پر بلا اجازت استعمال کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۵

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَارِنَا الْعَسَلَ وَالْعَيْبَ فَتَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”ہم غزوات کے دوران شہد اور انگور پاتے تو اسی وقت کھا لیتے اور (بطور مل غنیمت) ساتھ نہ اٹھاتے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ضرورت کے تحت دشمن کے پھلدار درخت جلانے اور کلٹنے کی

مسئلہ ۱۵۶

۱- کتاب الجہاد باب لصل الطلیعة

۲- کتاب الجہاد باب ما یصیب من الطعام فی أرض الحرب

اجازت ہے۔

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے (بغات) کے کھجور کے درخت جلا دیئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷ دوران جنگ دشمن کو غلط فہمی میں ڈالنا جائز ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدَعَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنگ جال ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَىٰ غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُولُ الْحَرْبُ خَدَعَةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۳)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کا ارادہ فرماتے تو لوگوں کو اصل بات سے متعلق ہتاتے (یعنی مہم کس قسم کی ہے یا کون سی سمت جانا ہے وغیرہ) اور فرماتے ”جنگ ایک جال ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت خدعہ ایسی جال کو کہتے ہیں جس میں عمد یعنی نہ ہو مثلاً دشمن کو اپنے اصل عزائم سے بے خبر رکھنا۔ اپنی عدولت سے آگاہ نہ ہونے دینا۔ عارضی پیش قدمی یا عارضی پہاڑی سے دشمن کو گھیر لیتا یا متوقع راستہ کے برعکس کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا وغیرہ۔

مسئلہ ۱۵۸ جنگ میں کسی ضرورت سے خلاف واقعہ بات کرنے کی اجازت ہے۔

عَنْ أُمِّ كَلثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲- کتاب الجہاد باب الحرب خدعة

۱- کتاب الجہاد باب حرق الدور والنخيل

۳- صحيح سنن ابى داود الجزء الثانى رقم الحديث ۲۳۱۳

يُرْخَصُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُذْبِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أَعُدُّهُ كَاذِبًا الرَّجُلُ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُولُ الْقَوْلَ وَلَا يُرِيدُ بِهِ إِلَّا الْإِصْلَاحَ وَالرَّجُلُ يَقُولُ فِي الْحَرْبِ وَالرَّجُلُ يُحَدِّثُ امْرَأَةً وَالْمَرْأَةُ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی جھوٹ کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا سوائے تین مواقع کے (۱) جنگ میں (۲) لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے (۳) مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے مرد سے (کسی فتنہ سے بچنے کے لئے)۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

دوران جہاد کفار کے سامنے تکبر کا اظہار کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۹

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَيْتِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ مِنَ الْغَيْبَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللَّهُ فَالْغَيْبَةُ فِي الرِّيَّةِ وَأَمَّا الْغَيْبَةُ الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْغَيْبَةُ فِي غَيْرِ رِيَّةٍ وَإِنَّ مِنَ الْخِيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللَّهُ فَأَمَّا الْخِيَلَاءُ الَّتِي يُحِبُّ اللَّهُ فَالْخِيَلَاءُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ وَالْخِيَلَاءُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللَّهُ فَالْخِيَلَاءُ فِي الْبَغْيِ قَالَ مُوسَى وَالْفَخْرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲) (حسن)

حضرت جابر بن عیتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”غیبت دو قسم کی ہے ایک اللہ کے ہاں پسندیدہ اور دوسری ناپسندیدہ ہے اللہ کے ہاں پسندیدہ غیبت وہ ہے جس کی بنیاد شک پر ہو (لیکن اس کے قرآن قوی ہوں مثلاً کسی غیر محرم کا گھر آکر عورت کو ملنا) اور اللہ کے ہاں ناپسندیدہ غیبت وہ ہے جو شک کے بغیر ہو (یعنی اس کے قرآن موجود نہ ہوں مثلاً بغیر کسی ثبوت کے اپنی عورت پر شک کرنا) اسی طرح تکبر بھی دو طرح کا ہے ایک اللہ کو ناپسند ہے دوسرا اللہ کو پسند ہے جو تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ یہ ہے کہ آدمی جہاد کرتے وقت کافروں کے سامنے (قوت اور برتری دکھانے کے لئے) تکبر کرے اور صدقہ دیتے وقت تکبر (خوشی کے مفہوم میں) کرے اور جو تکبر ناپسندیدہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ظلم کرے اور فخر کرنے میں تکبر محسوس کرے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

رات کے وقت حملہ کے دوران مردوں کے ساتھ غیر ارادی طور پر

مسئلہ ۱۶۰

مشرکین کے بچے اور عورتیں بھی قتل ہو جائیں تو درست ہے۔

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُصِيبُ فِي الْبَيَاتِ مِنْ ذَرَارِيِّ
الْمُشْرِكِينَ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! رات کے حملہ میں مشرکوں کے ساتھ ان کے بچے بھی ہم سے قتل ہو جاتے ہیں (اس بارے میں کیا حکم؟)“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”وہ انہی میں سے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



الْمَمْنُوعَاتُ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں ممنوع امور

دوران جنگ قتل میں حصہ نہ لینے والے بچوں عورتوں ضعیف
اور معذور لوگوں کو قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجِدْتِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قتل کی گئی دیکھی تو (دوران جنگ) عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوران جہاد اپنے قول یا فعل سے اسلام کا اقرار کرنے والے کو قتل
کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۲

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً إِلَى الْحُرَقَاتِ فَنَدَرُوا بِنَا فَهَرَبُوا فَأَدْرَكَنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَنَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ فَضَرَبْنَاهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السَّلَاحِ قَالَ أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قَالَهَا أَمْ لَا مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي كَمْ أُسْلِمَ

إِلَّا يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(صحیح)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرکت قبیلے کی طرف ایک چھوٹے لشکر کی شکل میں بھیجا انہیں اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گئے ان میں سے ایک آدمی ہمارے ہاتھ لگ گیا جب ہم نے اسے مارا پینا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہم اسے مارتے رہے حتیٰ کہ ہم نے اسے قتل کر ڈالا (واپس آکر) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیری کون مدد کرے گا؟“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے واقعی ہتھیار کے ڈر سے ہی کلمہ پڑھا؟ قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں کون تیری مدد کرے گا؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ مسلسل دہراتے رہے حتیٰ کہ میں نے خواہش کی کاش میں (یہ گناہ کرنے کے بعد) آج کے روز اسلام لایا ہوتا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

قل میں حصہ نہ لینے والے ملازموں اور مزدوروں کو قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۳

عَنْ رَبَاحِ بْنِ رَيْحٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ فَرَأَى النَّاسَ مُخْتَمِعِينَ عَلَيَّ شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ انظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ فَجَاءَ فَقَالَ عَلَيَّ امْرَأَةٌ قَتِيلٌ فَقَالَ مَا كَانَتْ هَذِهِ لِقَاتِلٍ قَالَ وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ قُلْ لِي خَالِدٍ لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت ربیع بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ لوگوں کا مجمع دیکھا تو ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھے لوگ کس چیز پر جمع ہیں آدمی نے واپس آکر بتایا لوگ ایک محتول عورت (کی لاش) پر جمع ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ عورت تو قتل نہیں کر رہی تھی (پھر کیوں قتل کی گئی ہے)“ لوگوں نے کہا ”فوج کے اگلے حصہ میں خالد بن ولید (کمان کر رہے) ہیں۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا ”خالد رضی اللہ عنہ سے کو کسی عورت کو قتل نہ کرو اور کسی مزدور کو قتل نہ کرو۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دشمن کے مقتولین کے ناک کلن ہاتھ پاؤں وغیرہ کٹنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۴

عَنِ الْهَيَّاجِ بْنِ عِمْرَانَ أَنَّ عِمْرَانَ أَبَقَ لَهُ غُلَامٌ فَجَعَلَ لِلَّهِ عَلَيْهِ لَيْنٌ قَسَدَرَ عَلَيْهِ لَيَقْطَعَنَّ يَدَهُ فَارْسَلَنِي لِأَسْأَلَ لَهُ فَأْتَيْتُ سَمْرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتُنَّا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمَثَلَةِ فَأْتَيْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتُنَّا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمَثَلَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ^{الخبر} (صحيح) (۲۲۹۳۵)

حضرت ہياج بن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا غلام بھاگ گیا تو انہوں نے اللہ کے نام کی یہ نذر مانی کہ اگر میں نے غلام کو پکڑ لیا تو اس کے ہاتھ کٹ ڈالوں گا پھر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ (مردہ کے اعضا کاٹنے) سے منع فرمایا کرتے تھے پھر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس (یہی مسئلہ دریافت کرنے کے لئے) حاضر ہوا میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دلایا کرتے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دشمن کو اذیت دے کر مارنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۵

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ کو باندھ کر نشانہ بازی کر کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

زیر دست دشمن کو آگ میں جلانا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۶

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ رَوَاهُ ^{البخاری} (۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے عذاب (یعنی

آگ میں جلانا) سے کسی کو عذاب نہ دو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دشمن کو امن دینے کے بعد قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۷

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۲۰۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دشمن کے سفیر کو قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۸

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهْمَا جِئِنِ قَرَأَ كِتَابَ مُسْلِمَةٍ مَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا قَالَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱) (صحيح)

حضرت نعیم بن مسعود اشجعیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسیلمہ کا خط پڑھنے کے بعد مسیلمہ کے دونوں قاصدوں سے کہتے ہوئے سنا ”تم دونوں مسیلمہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“ دونوں نے جواب دیا ”ہم وہی کچھ کہتے ہیں جس کا مسیلمہ دعویٰ کرتا ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر قاصدوں کا قتل کرنا منع نہ ہوتا تو تم دونوں کو قتل کردیتا۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

ذمی کو ناحق قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۶۹

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كَنْهِهِ حَرَمٌ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲) (صحيح)

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے کسی ذمی کو ناحق قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کرے گا۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

قیدی عورتوں کو ان کے نابلغ بچوں سے جدا کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۷۰

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱۶۶ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دوران جہاد بلا ضرورت تباہ کاری کرنا مثلاً پھلدار درخت کاٹنا یا جلانا عمارتیں گرانا سڑکیں اور پل تباہ کرنا فصلیں برہا کرنا جانوروں کو قتل کرنا

مسئلہ ۱۷۱

۱- صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۲۳۹۹

۲- صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۲۳۹۸

وغیر منع ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَعْشِي مَعَ
 يَزِيدَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ وَكَانَ أَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ فَرَعَمُوا أَنْ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِمَّا
 أَنْ تَرْتَكِبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّي أَجْتَسِبُ خَطَايَا
 هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلَّهِ فَذَرَهُمْ
 وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَسَجَدُوا قَوْمًا فَحَصَوْا عَنْ أَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ مِنَ الشَّعْرِ
 فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا
 هَرَمًا وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُشِيرًا وَلَا تُحَرِّبَنَّ عَامِيرًا وَلَا تَغْفِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَا كَلَّمَهُ وَلَا
 تُفَرِّقَنَّ نَحْلًا وَلَا تُفَرِّقْنَهُ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَحْنِنُ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطِئِ^(۱)

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر
 بھیجا تو حضرت یزید بن سفیان (کی روانگی کے وقت ان) کے ساتھ پیدل چلے گئے، حضرت یزید رضی اللہ عنہ لشکر
 کے ایک چوتھالی حصہ کے کمانڈر تھے۔ حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
 عرض کیا آپ بھی سوار ہو جائیں یا پھر میں بھی نیچے اتر آتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا
 ”تم اترو نہ میں سوار ہوتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی راہ میں یہ قدم اٹھانا ثواب کاکام سمجھتا ہوں۔“ پھر
 حضرت یزید سے فرمایا ”تم (شام میں) کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے (دنیا سے)
 آپ کو الگ کر رکھا ہے (یعنی تارک الدنیا) ایسے لوگوں کو کچھ نہ کہنا۔ کچھ لوگ ایسے پاؤ گے جو درمیان
 سے سرمنڈواتے ہیں (مجوسی ایسا کیا کرتے تھے) ایسے لوگوں کو نہ تیغ نہ کرنا اس کے علاوہ میں تمہیں دس
 باتوں کی ناکید کرتا ہوں۔ ۱۔ عورت کو قتل نہ کرنا۔ ۲۔ بچے کو قتل نہ کرنا۔ ۳۔ زیادہ بوڑھے کو قتل نہ
 کرنا۔ ۴۔ پھل دار درخت نہ کاٹنا۔ ۵۔ بستی نہ اجاڑنا۔ ۶۔ بھری لور اونٹ کو نہ مارنا۔ ۷۔ لالا یہ کہ کھانے کے
 لئے ذبح کرنے پڑیں۔ ۸۔ شہد کی کھپوں کو نہ اڑانا۔ ۸۔ نہ ڈوبنا۔ ۹۔ (کسی معطلے میں) خیانت نہ کرنا
 لور۔ ۱۰۔ (دوران جنگ) بزدلی نہ دکھانا۔“ اسے مالک نے موطاء میں روایت کیا ہے۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ يَعْنِي ابْنِ كَلْبِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ وَأَصَابُوا غَنَمًا

فَاتَهَبُوهَا فَإِنْ قُدِّرْنَا لَتَغْلِبِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ فَانْكَفَأَ قُدِّرْنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرْمِلُ اللَّحْمَ بِالتَّرَابِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النَّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ أَوْ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النَّهْبَةِ الشُّكُّ مِنْ هَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱) (صحيح)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن کلیب اپنے باپ سے لور وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے دوران سفر لوگوں کو (کھلنے پینے کی چیزوں کے لئے) سخت مشکل پیش آئی۔ لوگوں کو کچھ بکریاں ملیں تو انہوں نے لوٹ لیں (اور ذبح کر کے آگ پر رکھ دیں) گوشت ابھی دیکھوں میں پک رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمان ٹیکے ہوئے ادھر تشریف لائے اور اپنی کمان سے ہماری ہاتھیوں کو الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں ملا دیا اور ارشاد فرمایا ”لوٹ مار کامل مردار سے زیادہ اچھا نہیں یا فرمایا کہ مردار، لوٹ مار کے مل سے کم نہیں۔“ حدیث کے رلوی ہتلو کو شک ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا فقرہ ارشاد فرمایا یا دوسرا) اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دشمن سے عمد شکنی کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۷۲

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”ہر عمد شکن کے لئے قیامت کے روز اس کی عمد شکنی کے جرم کے مطابق ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔“ (جسے دیکھ کر لوگ عمد شکن کو پہچان لیں گے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔



آدَابُ الْقِتَالِ

جنگ کے آداب

دشمن پر حملہ کرنے کے لئے دن کا پہلا حصہ یا زوال آفتاب کے بعد کا وقت مستحب ہے۔

۱۴۳

عَنْ النُّعْمَانِ يَعْنِي ابْنَ مُقَرَّنٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهْبُ الرِّيَّاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(صحیح)

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دن کے پہلے حصہ میں حملہ نہ کر سکتے تو پھر زوال آفتاب تک حملہ موخر کر دیتے (اس وقت) ہوا میں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جنگ شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کرنا اور مورچہ بندی کرنا ضروری ہے۔

۱۴۳

دورانِ جنگ کم سے کم اسلحہ سے دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۱۴۵

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اصْطَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْتَبُوا كُمْ يَعْنِي إِذَا عَشَوْكُمْ فَارْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ وَاسْتَبِقُوا نَيْلَكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بدر کے دن جب ہم مصفیں بنا چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب مشرک تمہارے قریب پہنچیں یعنی تمہارے نشانے کی زد میں آجائیں تو انہیں تیر مارو اور اپنے تیر محفوظ رکھو۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جنگ کے وقت خاموش اور پرسکون رہنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۷۶

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُونَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْقِتَالِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت قیس بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام جنگ کے وقت آواز بلند کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دوران جنگ دعا کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۷۷

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَمًا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ النَّبَاسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

حضرت سل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”دو موقعوں کی دعائیں رو نہیں جاتیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کم ہی روکی جاتی ہیں ۱۔ اذان کے وقت کی دعا ۲۔ جنگ کے وقت جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے لگتے گتھا ہو جائیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

کسی مہم پر روانگی کے لئے چار افراد دستہ کے لئے چار سو افراد لشکر کے لئے چار ہزار افراد کی تعداد کو آپ ﷺ نے بہتر قرار دیا ہے۔

بارہ ہزار کی تعداد پر مشتمل فوج قلت تعداد کے سبب کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔

مسئلہ ۱۷۸

مسئلہ ۱۷۹

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعٌ مِائَةٌ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةٌ آلَافٌ وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۳)

(صحیح)

۲- صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۱۵

۱- صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۳۱۴

۳- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۲۵۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بہترین ساتھی چار بہترین دستہ چار سو افراد اور بہترین لشکر چار ہزار افراد کلہے اور بارہ ہزار افراد پر مشتمل فوج کبھی قلت کے سبب شکست نہیں کھا سکتی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰

فوج کو باہمی پہچان کے لئے اپنا شعار code word مقرر کرنا چاہئے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلْمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ شِعَارُنَا أَمِتْ أَمِتْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت ایسا بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ (حضرت اکوع) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگ کی (اس جنگ میں) ہمارا شعار اَمِتْ اَمِتْ (یعنی دشمن کو خوب مارو) تھا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ بَيْتَكُمْ الْعَدُوَّ فَقُولُوا حَمًّا لَا يُنْصَرُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲)

حضرت مہلب بن ابو صفرة اس آدمی سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث سنی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اگر رات کے وقت تمہارا دشمن سے ٹکراؤ ہو جائے تو کوہم لا نمرون (یعنی تم دشمن کامیاب نہیں ہوں گے)۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۱

حسب ضرورت فوجی دستے اپنے الگ الگ جھنڈے رکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۲

مجاہدین کی نقل و حرکت کے لئے اچھا وقت رات کا پہلا پہر ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ رَأْيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ وَلَوْ أَوْهَ أُبَيْضَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (کے دستہ) کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا اور آپ ﷺ کے (بجائیت سپہ سالار) جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔



۱- صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۶۱

۲- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۳۷۵

۳- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۱۳۷۴

الْغَنِيْمَةُ وَالْفَيْءُ

غنیمت اور فے کے مسائل

مسئلہ ۱۸۳

جو مل مسلم افواج نے کفار سے لڑ کر میدان جنگ میں حاصل کیا ہو وہ مسلمانوں کی ملکیت بن جاتا ہے اسے مل غنیمت کہتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْتُ لِي الْغَنَائِمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت
یاد رہے دشمنوں کے وہ اموال اور الماک جو میدان جنگ سے باہر ہوں وہ مل غنیمت نہیں بنائے جاسکتے۔ (الجمہادی الاسلام صفحہ ۲۶۷-۲۶۸)

مل غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی چار حصے جنگ میں شریک غازیوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۸۴

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمَكُمْ فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ^(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس علاقہ میں تم آئے اور وہاں ٹھہرے رہے (اور وہ علاقہ بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا) وہاں سے حاصل کئے گئے مل میں تمہارا حصہ (تمہارے اخراجات یا انعمات کے لئے) غیر معین ہے، لیکن جس بستی کے لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی

۲- کتاب الجہاد باب حکم الفیء

۱- کتاب لروض الخمس باب لول النبی اجلت لکم الغنایم

تافرمانی کی (یعنی لڑائی کی وہاں سے حاصل ہونے والے مال میں سے) پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے اور باقی چار حصے تمہارے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حصہ سے مراد بیت المال کا حصہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ (اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۃ المسلمین) اپنی صوابدید کے مطابق اپنی اور دوسرے حاجت مند مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ کر سکتا ہے۔

مال غنیمت ملنے پر غازیوں کو جہاد کا ایک تمنائی ثواب ملتا ہے جب کہ مال غنیمت نہ ملنے کی صورت میں جہاد کا مکمل ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ غَارِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثَلَاثِي أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَيَنْقِى لَهُمُ الثَّلَاثُ فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۱) (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ میں مال غنیمت حاصل کرتے ہیں وہ آخرت کے ثواب کی دو تہائیاں دنیا میں حاصل کر لیتے ہیں اور ایک تہائی آخرت میں پائیں گے لیکن اگر مال غنیمت حاصل نہ کر پائیں تو سارا اجر آخرت میں پائیں گے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

جو شخص دشمن کے کسی فرد کو قتل کرے اس کا سلمان قتل کرنے والے کو ملنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۶

عَنْ ابْنِ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ قَلَّةَ السَّلْبِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۲) (صحیح)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس (مقتول) کا سلمان قاتل کا ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مال غنیمت حاصل کرنے کی نیت سے جہاد کرنے والے کو جہاد کا ثواب نہیں ملتا۔

مسئلہ ۱۸۷

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

جنگ میں شریک ہونے والی خواتین کا مال غنیمت میں حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔

مسئلہ ۱۸۸

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۲۳۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

کھانے پینے کی وہ اشیاء جو مجاہدین بوقت ضرورت استعمال کر لیں، مال غنیمت سے مستثنیٰ ہیں۔

مسئلہ ۱۸۹

وضاحت حدیث مسئلہ نمبر ۱۵۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دوران جہاد کافر کسی مسلمان کا مال لے جائیں اور غلبہ حاصل ہونے کے بعد وہ مال غنیمت میں حاصل ہو تو اسے اس کے مسلمان مالک کو واپس کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۰

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ غُلَامًا لِبَنِي عُمَرَ أَتَى إِلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَقْسِمَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام (دوران جہاد) دشمنوں کے پاس بھاگ کر چلا گیا مسلمان دشمن پر غالب آگئے (اور وہ غلام غنیمت میں مسلمانوں کو مل گیا) رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس کر دیا اور اسے مال غنیمت میں تقسیم (نہیں) فرمایا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مال غنیمت میں سے معمولی سی چیز کی چوری بھی جہنم میں جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۱

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

۱- صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۳۴۷

۲- کتاب الجہاد باب الغلول

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کو مال غنیمت پر محافظ مقرر کیا گیا تھا جس کا نام کرکرہ تھا وہ جب فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”وہ آگ میں ہے“ صحابہ کرام نے (اس کا سامان) جاکر دیکھا تو اس میں مال غنیمت سے چرائی ہوئی ایک کملی پائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی کسی چیز کو بیچنا یا خریدنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۹۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقَسَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اسے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

جنگ کے بغیر حاصل ہونے والی دشمن کی املاک مال فہ کھلاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۹۳

مال فہ بیت المال کا حق ہے جو کہ اسلام اور مستحق مسلمانوں کی بہبود پر خرچ ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۳

عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (مفتوح قبیلہ) بنو نضیر کے مال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو دیئے جن پر مسلمانوں نے گھوڑوں اور اونٹوں سے چڑھائی نہیں کی (یعنی انہیں حاصل کرنے کے لئے جنگ نہیں کی)۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت
مال فہ کے حقدار قرآن مجید کی رو سے اللہ، رسول ﷺ، اور رسول ﷺ کے رشتہ دار، یتیم، مسکین اور مسافر ہیں۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۳

۱- صحیح سنن الترمذی للابانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۲۶۸

۲- کتاب الجهاد باب حکم الفی

حُكْمُ الْأَسَارَى

قیدیوں کے مسائل

جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۵

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأَسَارَى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَنَمَّ يَكُنُّ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَدْرٍ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز قیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کئے گئے ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) بھی لائے گئے ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قمیص تلاش کی عبد اللہ بن ابی کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پوری آئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنادی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عبد اللہ بن ابی کے مرنے کے بعد) اپنی قمیص اتار کر (عبد اللہ بن ابی کے بیٹے کو) دے دی تاکہ عبد اللہ بن ابی کو (بطور کفن) پہنا دے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثَمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتَنِ لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ ”اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور مجھ سے ان گندے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کرتا

۱- کتاب الجہاد باب الكسوة للأسارى

۲- کتاب المغازی

تو میں انہیں اس کی خاطر رہا کرتا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت معتم بن عدی مشرک تھا لیکن رسول اکرم ﷺ جب خائف سے افسردہ اور زخمی ہو کر واپس تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے لئے معتم بن عدی نے آپ ﷺ کو پناہ دی تھی اس احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے آپ ﷺ نے یہ الفاظ ادا فرمائے۔

قید میں آنے والی ماں اور اس کے نابالغ بچہ کو جدا کرنا منع ہے۔ **مسئلہ ۱۹۶**

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۱) (حسن)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جس شخص نے (قیدی) ماں اور اس کے بیٹے میں جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے عزیزوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت بالغ قیدیوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا جائز ہے۔

حلالہ قیدی (لونڈی) سے جماع کرنا منع ہے۔ **مسئلہ ۱۹۷**

عَنْ عِرْبَابِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تَوَطَّأَ السَّبَايَا حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲) (صحیح)

حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدی عورتوں سے اس وقت تک جماع کرنے سے منع فرمایا جب تک وہ اپنے پیٹ میں موجود بچے کو جنم نہ دے لیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

جنگی قیدیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا منع ہے۔ **مسئلہ ۱۹۸**

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مِثْلًا فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَكَذَلِكَ تَهْوَدُ فَلَمَّا أُجْلِبَتْ بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا فَانزَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۳) (صحیح)

۱- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۲۷۱ ۲- صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۱۲۶۹

۳- صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۳۳۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (زمانہ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تو وہ نذر مانتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنائے گی (چنانچہ بہت سی خواتین نے اپنے بچے یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر میں بھیج رکھے تھے یہودیوں کی سازشوں کے نتیجے میں) جب بنو نضیر کو جلاوطن کرنے کا حکم دیا گیا تو ان کے پاس انصار مدینہ کے بعض بچے بھی تھے انصار نے کہا کہ ہم اپنے بچے یہودیوں کے پاس نہیں چھوڑیں گے (اور انہیں واپس لا کر مسلمان بنائیں گے) تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ”دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے اور نیکی گمراہی سے الگ کر دی گئی ہے۔“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶) اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جنگی قیدی اگر مسلمان ہو جائیں تو انہیں واپس انصار کے پاس بھیجنا منع ہے۔

199

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ خَرَجَ عِنْدَنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنِي يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكُتِبَ إِلَيْهِ مَوَالِيَهُمْ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ وَإِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رُدُّهُمْ إِلَيْهِمْ فَعَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أَرَأَيْكُمْ تَنْتَهُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى هَذَا وَآبِي أَنْ يَرُدُّهُمْ وَقَالَ هُمْ غَنَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صلح سے پہلے کچھ غلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے ان غلاموں کے (کافر) مالکوں نے آپ ﷺ کو لکھا ”اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم یہ لوگ آپ کے دین کی رغبت کے لئے نہیں آئے بلکہ محض غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے بھاگے ہیں۔“ بعض صحابہ کرام نے بھی عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ صحیح کہتے ہیں ان غلاموں کو ان کے مالکوں کے پاس واپس لوٹا دیجئے۔“ اس پر رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا ”اے قریش کے لوگو! لگتا ہے تم لوگ اس وقت تک (ایسی غیر حکیمانہ باتوں سے) باز نہیں آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم پر ایسا آدمی مسلط نہ کرے جو ان باتوں پر تمہاری گردنیں مار دے۔“ اور آپ ﷺ نے ان غلاموں کو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ لوگ اللہ عزوجل کے آزر و کردہ ہیں۔ اسے ابو داؤد نے

روایت کیا ہے۔

کسی قیدی کو امان دینے کے بعد قتل کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۲۰۰

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخَزَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لَوَاءَ عَذْرِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۱) (صحيح)

حضرت عمرو بن تمق خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص نے کسی کو امان دینے کے بعد قتل کیا وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

قیدیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۰۱

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲) (صحيح)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک قیدی کے بدلے دو مسلمان قیدی آزاد کروائے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔



۱- صحيح سنن ابن ماجة للالباني الجزء الثاني رقم الحديث ۲۱۷۷ ۲- صحيح سنن الترمذی للالباني الجزء الثاني رقم الحديث ۱۰۷۳

الْأَدْعِيَةُ فِي الْجِهَادِ

جہاد کے متعلق دعائیں

مجاہدین کو فوجی مہم پر بھیجنے وقت درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۲

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْحَطْمِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (صحيح)

حضرت عبداللہ عظمیؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرمؐ کسی لشکر کو روانہ فرماتا چاہتے تو فرماتے ”میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دشمن پر حملہ کرتے وقت درج ذیل دعاء مانگنی چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۳

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعِ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْ لَهُمْ رَوَاهُ بْنُ مَاجَةَ (١)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں رسول اللہؐ نے کفار کے لشکروں کے خلاف یوں دعا فرمائی ”اے اللہ کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دینے والے دشمن کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگادے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ اللَّهُمَّ

۱- کتاب الجہاد باب فی الدعاء عند الرضاع

۲- کتاب الجہاد باب القتال فی سبیل اللہ

أَنْتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَصُولُ وَبِكَ أَقَاتِلُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ^(۱) (صحیح)
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کرتے تو فرماتے "اے اللہ!
 تو ہی میرا بازو ہے تو ہی میرا مددگار ہے تیری توفیق سے ہی میں چلتا پھرتا ہوں تیری مدد سے ہی حملہ
 کرتا ہوں اور تیرے سارے پر ہی لڑتا ہوں اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ دشمن پر حملہ کرتے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا مستحب ہے۔

عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ
 خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْحَمِينِسُ ،
 مُحَمَّدٌ وَالْحَمِينِسُ ، فَلَجَأُوا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ
 وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ، خَرَبْتَ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ لَسَاءَ صَبَّاحُ الْمُنْذَرِينَ
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ^(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت خیبر (حملہ کرنے کے لئے)
 پہنچے اس وقت یہودی اپنی گردنوں پر کدالیں اٹھائے ہوئے (خیبر سے) نکل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ
 کر کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لٹکر آگئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لٹکر آگئے۔ چنانچہ بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "اللہ اکبر خیبر تباہ ہوا ہم جب کسی قوم کی بستی پر دھوا
 بولتے ہیں تو (جنگ کے لئے) خبردار کی گئی اس قوم کی صبح بڑی منحوس ہوتی ہے۔" اسے بخاری نے
 روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۲۰۵ دوران جنگ مجاہدین دشمن کے گھیرے میں آجائیں تو درج ذیل
 دعاء مانگنی چاہئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُولُهُ فَقَدْ
 بَلَغَتْ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اللَّهُمَّ اسْتُرْ عِزَّتَنَا وَآمِنْ رِزْقَنَا قَالَ فَضْرَبَ اللَّهُ
 عِزُّوَجَلَّ وَجُوهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيحِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ عِزُّوَجَلَّ بِالرِّيحِ رَوَاهُ أَحْمَدُ ^(۳) (صحیح)

۲- کتاب الجهاد والنسر باب التکبیر عند الحرب

۱- کتاب الجهاد باب ما یذی عند اللہ

۳- مشکوٰۃ المصابیح للابن ماجہ الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۶۵۰

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خندق کے دن ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی چیز ایسی ہے جسے ہم (ان حالات میں) پڑھیں کیونکہ (خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کے) کلیجے حلق کو آگئے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہاں (کو) یا اللہ ! ہمارے عیوب ڈھنپ لے اور ہمیں گھبراہٹ سے امن دے۔“ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (تیز) ہوا کے ذریعہ دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اسی ہوا کے ذریعے اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۲۰۶ مد مقلیل دشمن زیادہ طاقتور ہو تو یہ دعاء مانگنی چاہئے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ مِنْ رَجُلٍ أَوْ مِنْ قَوْمٍ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُدَاوُدُ (۱)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی یا کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو فرماتے ”یا اللہ ! ہم کفار کے مقابلے میں تجھے آگے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“ اسے احمد، ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ ۲۰۷ دشمن کے غلبہ سے پناہ مانگنے کے لئے درج ذیل دعاء مانگنی چاہئے نیز بزدلی سے پناہ مانگنے کی دعاء۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اے اللہ ! میں فکر اور غم، کمزوری اور سستی، بزدلی اور بخیلی، قرض کے بوجھ اور دشمن کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱- مشکوٰۃ المصابیح للابان الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۴۴۱

۲- مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاسعاده الفصل الاول

کافروں کے حملہ کی وجہ سے مجاہدین کی نماز ضائع ہو جائے تو کافروں کے لئے یوں بدعا کرنی چاہئے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کے لئے یوں) بدعا فرمائی ”اللہ! ان کے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (نماز عصر) نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوران جنگ مسلمانوں کو اپنی نمازوں میں کفار اور مشرکین کے لئے درج ذیل بدعاء مانگنی چاہئے۔

عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يُرِثِرُ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصِرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اللَّهُمَّ الْعَن كَفْرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالَفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامِهِمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَاسَكَ لَدَى لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ رَوَاهُ الْمَرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (۲)

حضرت عطاءؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمیر بن خطابؓ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے قنوت میں یہ دعاء مانگی ”یا اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان کی آپس میں اصلاح فرمادے۔ اپنے اور ان کے (مشرک) دشمن کے خلاف ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! اہل کتاب میں سے ان کافروں پر اپنی لعنت فرما جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں اے اللہ! ان کے معاملات میں اختلاف ڈال دے ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو مجرم لوگوں سے پھیرتا نہیں۔“ اسے مروزی نے قیام اللیل میں روایت کیا ہے۔

آدَابُ السَّفَرِ

سفر کے آداب

گھر سے نکلنے وقت یا ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف روانہ ہوتے وقت درج ذیل دعا مانگنی مسنون ہے۔

۲۱۰ مسئلہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ يُقَالُ حِينَئِذٍ هُدَيْتَ وَكُفِّيتَ وَرُؤِيتَ فَتَنَّحِي لَهُ الشَّيَاطِينُ فَيَقُولُ لَهُ شَيْطَانٌ آخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِّي وَرُفِيَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب آدمی اپنے گھر سے نکلے اور یہ دعا پڑھے ”اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ نقصان سے بچنے کی طاقت اور فائدے کے حصول کی قوت اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں ہے۔“ اس وقت اس کے حق میں یہ بات کہی جاتی ہے (سارے کاموں میں) تیری راہنمائی کی گئی۔ تو کفایت کیا گیا اور (ہر طرح کی برائی اور خسارے سے) بچا لیا گیا۔ پس شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے تم اس شخص پر کیسے مسلط ہو سکتے ہو جس کی راہنمائی کی گئی کفایت کیا گیا اور محفوظ کیا گیا۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا حَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرَفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَضَلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أُزِلَّ أَوْ أَظْلَمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(حسن)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلے تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر فرماتے ”یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہی اختیار کروں یا کوئی مجھے گمراہ کرے میں پھسلوں یا کسی کو پھسلاؤں“ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے میں کسی کے ساتھ تلوانی سے پیش آؤں یا کوئی میرے ساتھ تلوانی سے پیش آئے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہنے کے لئے کسی نئی جگہ پڑاؤ ڈالنے سے پہلے درج ذیل دعاء مانگنی چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۱

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نَزَلَ مِنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے ”میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعے ساری مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ تو اسے اس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

سواری پر سوار ہوتے وقت درج ذیل دعاء مانگنی چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۲

کسی مہم سے واپسی پر آنبون ، تائبون ، عابدون ، لرینا حامدون کہنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۳

بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر اور اترتے ہوئے سبحان اللہ کہنا مسنون ہے۔

مسئلہ ۲۱۴

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالْتَقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا

تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوْنًا عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا اللَّهُمَّ اطْوِ لَنَا الْبُعْدَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي
السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ
لِرَبِّنَا حَامِدُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِيئُ شُهُ إِذَا عَلَوْا الثَّنَائِيَا كَبَّرُوا وَإِذَا
هَبَطُوا سَبَّحُوا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین دفعہ ”اللہ اکبر“ کہتے پھر فرماتے پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کیا ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے اور ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ ”سورہ زخرف آیت نمبر ۱۳ - ۱۴) اے اللہ میں اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق طلب کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ ہمارے لئے یہ سفر آسان فرما اس سفر کی طوالت کم کرے۔ اے اللہ دوران سفر تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور میرے پیچھے اہل و عیال اور مال و متاع میں تو ہی محافظ ہے۔“ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے تب بھی یہ کلمات ارشاد فرماتے اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے ”ہم واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں“ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لشکر والے جب بلندی پر چڑھتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے جب نیچے اترتے تو ”سبحان اللہ“ کہتے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جہاد کے لئے جمعرات کے روز سفر شروع کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۱۵

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ
الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے روز نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے جمعرات کے روز نکلنا ہی پسند فرمایا کرتے تھے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

سفر کا آغاز صبح کے وقت کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۱۶

عَنْ صَخْرِ الْعَامِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ

بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(صحیح)

حضرت عمر عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے اللہ میری امت کو صبح
گھنٹی میں برکت عطا فرما۔“ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لشکر یا فوجی مہم روانہ فرماتے تو دن کے پہلے حصہ
میں روانہ فرماتے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مجاہدین کی نقل و حرکت کے لئے اچھا وقت رات کا پہلا پر ہے۔

مسئلہ ۲۱۷

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِاللُّجَةِ فَإِنَّ الْأَرْضَ
تَطْوَى بِاللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم لوگ رات کے پہلے سفر کیا کرو اس
وقت سفر جلدی طے ہوتا ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

دوران سفر پیش آنے والی ممکنہ مشکلات سے محفوظ رہنے کے لئے
احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۱۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخَضْبِ
فَاعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاْمْسِرِعُوا السَّيْرَ فَإِذَا أَرَدْتُمْ التَّغْرِيسَ
فَتَنَكَّبُوا عَنِ الطَّرِيقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۳)

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب خوشحالی میں سفر
کرو تو اونٹوں کو ان کا حق ادا کرو (یعنی انہیں خوب چارہ اور پانی دو) قحط سالی میں سفر کرو تو (منزل پر)
جلدی چمچنے کی کوشش کرو (تاکہ راستہ میں اونٹوں کو چارہ پانی نہ ملنے سے پریشانی نہ اٹھانی پڑے) جب
رات کو پڑاؤ کرنا ہو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کرو (تاکہ موذی جانوروں سے محفوظ رہو)۔“ اسے ابو
داؤد نے روایت کیا ہے۔

تین یا تین سے زیادہ آدمی سفر کریں تو اپنے میں سے کسی ایک کو

مسئلہ ۲۱۹

۲- صحیح سنن ابی داؤد للایمانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۴۱

۱- صحیح سنن ابی داؤد للایمانی الجزء الثانی رقم الحدیث ۲۲۷۰

۳- صحیح سنن ابی داؤد للایمانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۲۲۳۹

امیر مقرر کر لینا چاہئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب سفر میں تین آدمی ہوں تو (اپنے میں سے) کسی ایک کو امیر بنا لیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

کسی ذمہ دار آدمی کو دوران سفر لشکر کے پیچھے پیچھے آنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۰

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُزَجِّي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر (لشکر کے) پیچھے پیچھے رہا کرتے، ضعیف آدمیوں کو ساتھ لیتے اور انہیں (اپنے پیچھے سوار کر لیتے اور ان کے لئے دعا فرماتے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

سفر سے واپسی پر گھر جانے سے قبل اطلاع بھجوانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۱

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهَلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا أَوْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعْبَةُ وَتَسْتَجِدَّ الْمُغِيْبَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تھے جب ہم مدینہ واپس آئے تو اپنے گھروں کو جانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ٹھہرو ہم رات کو یعنی عشاء کے وقت جائیں گے تاکہ ہلوں والی خاتون کٹھنی پٹی کر لے اور جس کا خاوند غائب تھا وہ اپنے جسم کی صفائی کر لے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



۲- صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۵۰۰

۱- صحیح سنن ابی داؤد للابانی الجزء الثالث رقم الحدیث ۴۹۴

۳- کتاب الامارات باب السفر قطعة من العذاب

صَلَاةُ الْخَوْفِ

نماز خوف

نماز خوف کے لئے سفر شرط نہیں۔

۲۲۲

مسئلہ

نماز خوف کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے کئی طریقے ثابت ہیں۔ جنگ کی صورت حال کے پیش نظر جس طرح کا موقع ہو اسی کے مطابق نماز ادا کی جانی چاہئے۔

۲۲۳

مسئلہ

اگر خوف سفر میں ہو تو چار رکعت والی نماز (ظہر، عصر اور عشاء) قصر کر کے دو رکعت ادا کی جائے گی آدھا لشکر امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کر کے باقی ایک رکعت میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا۔ اس دوران باقی آدھا لشکر امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کر کے ایک رکعت میدان جنگ میں واپس جا کر ادا کرے گا۔

۲۲۴

مسئلہ

اگر خوف حضر میں ہو تو چار رکعت والی نماز پوری ادا کی جائے گی آدھا لشکر امام کے پیچھے دو رکعت ادا کر کے باقی دو رکعت میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا۔ اس دوران باقی آدھا لشکر امام کے پیچھے دو رکعت ادا کر کے باقی دو رکعت میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا۔

۲۲۵

مسئلہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةَ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ ثُمَّ انصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أَوْلِيكَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَضَى هَوْلَاءِ رَكْعَةً وَهَوْلَاءِ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ایک حصہ کو جنگ کے وقت ایک رکعت نماز پڑھائی جب کہ لشکر کا دوسرا حصہ دشمن کے ساتھ جنگ میں مصروف رہا۔ پھر نماز پڑھنے والا حصہ دشمن کے سامنے آیا اور دوسرے حصہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا پھر پہلے اور دوسرے دونوں حصوں نے اپنی (باقی) ایک ایک رکعت (میدان جنگ میں الگ الگ) پوری کر لی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرَّقَاعِ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكَعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكَعَتَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عزوہ رقع کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ نماز کی نیت باندھی گئی حضور اکرم ﷺ نے لشکر کے ایک حصہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اور وہ چلا گیا پھر لشکر کے دوسرے حصہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اس طرح حضور اکرم ﷺ کی چار اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہو گئیں۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

زیادہ خوف کی صورت میں جس حالت میں ممکن ہو، نماز ادا کی جائے۔

مسئلہ ۲۲۶

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ فَرَجَالًا أَوْ رُكْبَانًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صلاۃ الخوف کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا "اگر خطرہ زیادہ ہو تو پیدل یا سوار (جیسے بھی ممکن ہو) نماز ادا کرو۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

جنگ کی صورت حل کے پیش نظر نماز قضا کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَادَى فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ انْصَرَفَ عَنِ الْأَحْزَابِ أَنْ لَا يُصَلِّينَ أَحَدًا الظُّهْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَتَحَوَّفَ نَاسٌ قُوَّةَ الْوَقْتِ فَصَلُّوا

دُونَ بَنِي قُرَيْظَةَ وَقَالَ آخَرُونَ لَا نُصَلِّي إِلَّا حَيْثُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأِنْ فَاتَنَا الْوَقْتُ قَالَ فَمَا عَنَّفَ وَاحِدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس روز رسول اللہ ﷺ غزوہ احزاب سے
واپس تشریف لائے تو اعلان فرمایا ہر آدمی نماز ظہر بنو قریظہ میں جا کر پڑھے۔ کچھ لوگوں نے نماز قضا
ہونے کے ڈر سے راستہ میں ہی پڑھ لی مگر کچھ لوگوں نے کہا ہم تو وہیں نماز پڑھیں گے جہاں ہمیں
رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے خواہ نماز قضا ہی ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں سے کسی کو
بھی کچھ نہ کہا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



جِهَادُ النِّسَاءِ

عورتوں کا جہاد

خواتین پر جہاد واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲۸

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحُجُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”خواتین کا جہاد حج کرنا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ حسب ضرورت خواتین دوران جہاد زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی خدمات سرانجام دے

مسئلہ ۲۲۹

سکتی ہیں۔

عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعُوذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَسَقِي وَنَدَاوِي الْجَرَحَى وَنَزَدُ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم جہاد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں ہم لوگوں کو پانی پلاتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مقتولین کی لاشیں مدینہ لاتیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِأُمَّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا فَيَسْقِيَنِ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرَحَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۳)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد میں ام سلیم رضی اللہ عنہا اور

انصار کی بعض دوسری خواتین کو اپنے ساتھ رکھتے وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلَفَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرَحَى وَأُقِيمُ عَلَى الْمَرْضَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱)

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئی میں جلدین کے کیپ میں ہی رہتی جلدین کے لئے کھانا پکاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کا خیال رکھتی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت
یاد رہے جو خواتین جہاد میں شریک ہوتیں ان کے شوہر بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے دوران جہاد اگرچہ خواتین کے لئے پردہ کی وہ پابندی ممکن نہیں جس کا عام حالات میں حکم دیا گیا ہے تاہم خواتین کو ایسا لباس استعمال کرنا چاہئے جس سے عریانی کا خدشہ نہ ہو۔

مل غنیمت میں خواتین کا حصہ مقرر نہیں کیا گیا البتہ حاکم وقت چاہے تو مل غنیمت میں سے خواتین کو انعام وغیرہ دے سکتا ہے

سلسلہ ۲۳۰

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْزُوا بِالنِّسَاءِ فَيُدَاوِيْنَ الْجَرَحَى وَيُخْذِلْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَأَمَّا بِسَنَّهُمْ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۲) (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خواتین نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور انہیں مل غنیمت میں سے کچھ انعام مل جاتا لیکن مل غنیمت میں ان کا حصہ مقرر نہیں تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت
مل غنیمت چونکہ الِ قِلال کا حق ہے اور خواتین کو قِلال میں حصہ لینے کی اجازت نہیں لہذا شریعت نے مل غنیمت میں خواتین کا حصہ مقرر نہیں کیا۔



لَا يُقَالُ فَلَانٌ شَهِيدٌ کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں

اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں

مسئلہ ۲۳۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ أَحَدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِّ وَالرَّيْحُ رِيحُ الْمَسْكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے۔ وہ قیامت کے روز اس حل میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا لیکن اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فُلَانًا قَدْ اسْتَشْهِدَ قَالَ كَلَّمَا قَدْ رَأَيْتَهُ فِي النَّارِ بَعَاءَةً قَدْ غَلَّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ^(۲) (صحیح)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص شہید ہو گیا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہرگز نہیں میں نے اسے مل غنیمت کی ایک چادر چوری کرنے کے گناہ میں آگ میں دیکھا ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت وہ لوگ جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے شہید قرار دیا ہے انہیں قطعی طور پر شہید کہنا جائز اور درست ہے نیز کسی خاص آدمی کا نام لئے بغیر اللہ کے دین کو غالب کرنے والے لوگوں کو عمومی طور پر شہید کہنا درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مَسَائِلٌ مُتَفَرِّقَةٌ

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۳۲ مسلمانوں کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ افْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۱)

(حسن) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یر و سیاحت کی اجازت دیجئے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت عربی زبان میں سیاحت کا معنی ہے عبادت کے لئے آبادی سے نکل جانا (قاموس) پہلی امتوں کے لوگ عبادت کے لئے جنگوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں نکل جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے آبادی چھوڑنے سے منع فرمایا اور جہاد کے لئے نکلنے کو اس امت کی سیاحت قرار دیا کیونکہ جہاد میں سیاحت اور رہائیت سے بڑھ کر ترک دنیا موجود ہے۔

مسئلہ ۲۳۳ دوران جہاد غلطی سے اپنے یا ساتھیوں کے ہتھیار سے مرنے والا مسلمان بھی شہید ہے۔

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَحْيِي قِتَالًا شَدِيدًا فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ نَاجِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۲)

(صحیح)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں میرا بھائی خوب لڑا (اسی دوران) اس

کی اپنی تلوار ہی اسے لگ گئی اور وہ فوت ہو گیا صحابہ کرامؓ اس واقعہ پر بحث کرنے لگے اور اس کی شہادت کو تسلیم نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ ایک آدمی تھا جو اپنے ہی ہتھیار سے مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ (کو معلوم) ہوا تو ارشاد فرمایا ”وہ جلا کرتا ہوا مجاہد کی حیثیت سے مرا ہے۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

جزیہ ادا کرنے والے کافروں (ذمیوں) کے جان و مال اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۲۳۴

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عمرؓ نے (دنیا سے رخصت ہوتے وقت بعد میں بننے والے خلیفہ کو) وصیت فرمائی کہ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں سے کئے ہوئے عہد کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ سمجھتے ہوئے پورا کرے ان کی جانیں بچانے کے لئے (غیر ذمی کافروں سے) لڑے اور ان کی طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دے (یعنی ان کی استطاعت سے زیادہ جزیہ وصول نہ کرے)۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

جہاد سے واپس آنے والے مجاہدین کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۳۵

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبِيَّانِ إِلَى تَيْبَةَ الْوَدَاعِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت سائب بن یزید نے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ جب عزہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو) ہم نے (مدینہ سے باہر) تیبۃ الوداع کے مقام پر بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوران جہاد شجاعت کے مفرد کارنامے دکھانے والے مجاہدین کو مال

مسئلہ ۲۳۶

غیبت کے علاوہ خصوصی انعامات دینا بھی جائز اور درست ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْقَلُ بَعْضُ مَنْ هَمَّتْ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قَسَمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن فوجیوں کو (جہاد کے لئے) روانہ فرماتے ان میں سے بعض کو اپنے حصہ کے علاوہ خصوصی انعام بھی عطا فرماتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوران جہاد اللہ تعالیٰ کی مدد یقینی بنانے کے لئے خلیفۃ المسلمین کو قوم کے نیک متقی اور کمزور و ناتواں لوگوں کی دعائیں حاصل کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

۲۳۷

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِتْنَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ فوج در فوج جہاد کریں گے۔“ ان سے پوچھا جائے گا ”تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی ہو؟“ لوگ کہیں گے ”ہاں (چنانچہ ان کی دعا سے) انہیں فتح حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی صحبت حاصل رہی ہو جو اب دیا جائے گا ہاں (چنانچہ ان کی دعا سے) فتح حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ آئے گا جب پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے صحابہ کرام کی صحبت حاصل کرنے والوں کی صحبت حاصل رہی ہو؟“ جواب دیا جائے گا ”ہاں اس وقت ان کو دعا کے نتیجہ میں فتح حاصل ہوگی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ ظَنَّ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ^(۱) (صحيح)

حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا خیال تھا کہ دوسرے صحابہ کرام کے مقابلہ میں ان کا درجہ زیادہ ہے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ مالدار اور بہت جری تھے) رسول اللہ (کو معلوم ہوا تو) فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ امت کے کمزور اور پتوٹوں لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور ان کے اخلاص کے وسیلے سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔ "اسے نلال نے روایت کیا ہے۔"

اللہ کی راہ میں جان دینے والے کے علاوہ طاعون، پیٹ کی بیماری، پانی میں ڈوبنے اور دیوار کے نیچے آکر مرنے والا بھی شہوت کا درجہ پاتا ہے۔

۲۳۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَنْبُطُونَ وَالْفَرَقُ وَصَاحِبُ الْهَذْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ^(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شہید پانچ قسم کے ہیں۔ ۱۔ طاعون سے مرنے والا ۲۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا ۳۔ پانی میں ڈوب کر مرنے والا ۴۔ دیوار کے نیچے آکر مرنے والا اور ۵۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

زوجگی کی حالت میں مرنے والی خاتون، آگ میں جل کر مرنے والا اور پہلی کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے۔

۲۳۹

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ مَرِضَ فَاتَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُودُهُ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ أَهْلِهِ إِنَّ كُنَّا لَنَرُجُو أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ قَتْلُ شَهَادَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيَ الْقَتْلُ فِي

۱- صحيح سنن النسائي للالباني الجزء الثاني رقم الحديث ۲۹۷۸

۲- كتاب الجهاد باب الشهادة سبع سوى القتل

بِلِ اللَّهِ شَهَادَةٌ وَالْمَطْعُونُ شَهَادَةٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمُعِ شَهَادَةٍ يَعْنِي الْحَامِلُ
مَغْرَقٌ وَالْحَرَقُ وَالْمَجْنُوبُ يَعْنِي ذَا الْجَنْبِ شَهَادَةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (۱) (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتيق ؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت
تے ہیں کہ وہ بیمار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ان کے گھر والوں
کسی نے کہا ”ہم تو امید کرتے تھے کہ یہ اللہ کی راہ میں لڑ کر فوت ہوگا اور شہوت کا درجہ پائے
“۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس طرح تو میری امت کے شہداء کی تعداد بہت کم ہو جاتی گی
فی سبیل اللہ میں قتل ہونا بھی شہوت ہے طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے عورت کسی زچگی کی
ت میں مرنا بھی شہوت ہے پانی میں ڈوب کر مرنا بھی شہوت ہے آگ میں جل کر مرنا بھی شہوت
اور پل کی مرض (یعنی ذات الجنب) سے مرنا بھی شہوت ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا

اپنے مال اپنے لال و عیال، اپنے دین اور اپنی جان کی حفاظت میں
قتل ہونے والا بھی شہید ہے۔

۲۳۰

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ
دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۲) (صحیح)

حضرت سعید بن زید ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اپنے مال کا تحفظ کرتے
کے قتل کیا گیا وہ شہید ہے جو شخص اپنے لال و عیال کا تحفظ کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے،
جو شخص اپنے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنا خون بچانے
کے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مكتبة الرحمانية

۹۹۔۔۔ ہے ماڈل نمبر۔ محمد
07981

ہماری دعوت پر کہہ !

۱- رسول اکرم ﷺ نے امت کو جس بات کا حکم دیا ہے یا جسے خود کیا ہے یا جسے کرنے کی اجازت دی ہے اسے من و عن اسی طرح کیجئے اور جس بات سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے رک جائیے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (۷:۵۹)

”جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“ (سورہ حشر، آیت نمبر ۷)

۲- رسول اکرم ﷺ نے دین کے معاملے میں جو کام ساری حیات طیبہ میں نہیں کیا، وہ کام اپنی مرضی سے کر کے اللہ کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۱:۴۹)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔“ (سورہ حجرات، آیت نمبر ۱)



۳- رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور اتباع کے مقابلے میں کسی دوسرے کی اطاعت اور اتباع کر کے اپنے اعمال برہانہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (۳۳:۴۷)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور (کسی دوسرے کی اطاعت کر کے) اپنے اعمال برہانہ کرو۔“ (سورہ محمد، آیت نمبر ۳۳)



جو حضرات ہماری اس دعوت سے متفق ہوں

ہم ان سے تعاون کی درخواست کرتے ہیں!

تفہیم السنۃ

کے مطبوعہ حصے

- | | |
|----|--|
| 1 | توجیہ کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 2 | اتباع سنت کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 3 | طہارت کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 4 | نماز کے مسائل
(اردو، سندھی) |
| 5 | جنائز کے مسائل
(اردو، سندھی) |
| 6 | ذروف شریف کے مسائل
(اردو، سندھی) |
| 7 | وعسائے کے مسائل
(اردو، سندھی) |
| 8 | زکوٰۃ کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 9 | روزوں کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 10 | حج اور عمرہ کے مسائل
(اردو، سندھی) |
| 11 | بھاد کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 12 | نکاح کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 13 | طلاق کے مسائل
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 14 | جنت کا بیان
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 15 | جہنم کا بیان
(اردو، انگریزی، سندھی) |
| 16 | شفاعت کا بیان
(اردو، انگریزی، سندھی) |

زیر طبع

- | | |
|---|----------------------|
| 1 | قبر کا بیان |
| 2 | علامتِ قیامت کا بیان |

Hadith Publications

2- Sheesh Mahal Road Lahore

07232808

